

زیارت و ضریح اقدس امام عظیم آقا محمد سرپرستی بخت

نور الایمان

بِنَارِ اَنَارِ حَبِيبِ الرَّحْمٰنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



ترجمہ:

تصنیف:

مولانا محمد رفیع الرحمن قادیانی
مولانا محمد رفیع الرحمن قادیانی

صفہ پبلی کیشنز

زیارتِ وضو مطهر اور تعظیمِ آثارِ مقدسہ پر تحقیقی بحث

نور الایمان

بِزَارَةِ آثارِ حَبِيبِ الرَّحْمٰنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ترجمہ:

تصنیف:

مولانا محمد سلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ مولانا اختر احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

صُفَّہٗ پَبای کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹربڑی روڈ - اردو بازار - لاہور فون: 7324210

تہذیب

معارف قوم حافظات

حضرت مولانا شاہ حافظ عابد العزیز محدث مبارکپوری نور اللہ مرقدہ

بحسب

فیضانِ کرم نے کتنے بے مایہ قلمروں کو سند رکھی و دست دی اور جن کی ایک اور انجکہ التفات نے اسے شمار فزوں کو آفتاب و ماہتاب بنا دیا۔

اور ————— ان کی عظیم یادگار

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

کے خدمت میں ہے جو —————

عصر حاضر میں مسلمانانِ ہند کے لئے علم و فضل اور رشد و ہدایت کا سینا رہن پس کی ہے۔

(افتخار احمد قادری)

رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
سَدِّدْ لَنَا نِيَّتِنَا

مجموعہ حقوق محفوظ ہائیں

نام کتاب : ————— نور الایمان

ترجمہ : ————— مولانا عبدالحمید عثمانی مدظلہ

مصنف : ————— مولانا عبدالحمید عثمانی مدظلہ

ترجمہ : ————— مولانا افتخار احمد قادری مصباحی

ماہ نام : ————— عمر حیات قادری

ناشر : ————— صفحہ پہلی کیشنز - لاہور

تعداد : ————— گیارہ سو

قیمت : ————— 70 روپے

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مکتبہ نبویہ، نورید رضویہ پبلی کیشنز

پروگریو بکس، اسلام بک ڈپو، گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ، لاہور

☆ مسلم کتابوی، سنی کتب خانہ، مکتبہ جمال کرم، مکتبہ قادریہ

مرکز الاولیاء، سستا ہاؤس، دربار مارکیٹ، لاہور

☆ گلیکسی بک سنٹر - 491 طفیل روڈ صدر لاہور کینٹ

کتاب	مصنف	سزوات
۴۹- جامع صغیر	علامه الفضل جلال الدین محمد الرحمن بن ابوبکر محمد کمال الدین سیوطی	۹۱۱ هـ
۵۰- شرح جامع صغیر	علامه شیخ شمس الدین محمد بن علی شافعی	۹۲۹ هـ
۵۱- شرح جامع صغیر	علامه شیخ صالح شهاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد شافعی	۱۰۳۰ هـ
۵۲- شرح جامع صغیر	علامه شمس الدین عبدالرؤف مناوی شافعی	۹۱۱ هـ
۵۳- خلاص صغری	علامه الفضل جلال الدین محمد الرحمن بن ابوبکر محمد کمال الدین سیوطی	۹۲۳ هـ
۵۴- مواهب لدنی	علامه شیخ شهاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعی	۱۱۶۲ هـ
۵۵- المعنی	شاه ولی الله بن عبدالرحیم محدث دہلوی	۵۴۴ هـ
۵۶- کتاب الشفا	علامه ابوالفضل قاضی میاض بن موسی مالکی	۴۴۸ هـ
۵۷- سیرۃ الشافی	علامه رکن الدین شامی	۱۰۹۹ هـ
۵۸- تجرید الصحاب	امام حافظ شمس الدین ابوعبدالله محمد بن احمد ذہبی	۱۱۲۴ هـ
۵۹- شرح الشفا	علامه شهاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی	۹۵۲ هـ
۶۰- شرح مواهب لدنی	علامه محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی	۶۴۸ هـ
۶۱- الاصابہ فی احوال الصحاب	علامه حافظ ابوالفضل شهاب الدین احمد بن علی معروف بابن حجر عسقلانی	۶۴۸ هـ
۶۲- تہذیب التہذیب	امام حافظ شمس الدین ابوعبدالله محمد بن احمد ذہبی	۸۵۲ هـ
۶۳- تہذیب التہذیب	علامه حافظ ابوالفضل شهاب الدین احمد بن علی معروف بابن حجر عسقلانی	۸۲۴ هـ
۶۴- العقد الثمین فی تاریخ البلد الاثین	علامه تقي الدین ابوالطیب محمد بن احمد قاسمی مالکی سکی	۵۰۵ هـ
۶۵- اخبار العلوم	حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	۹۶۰ هـ
۶۶- بحر الرائق	زین العابدین بن ابراہیم بن محمد معروف بابن نجیم مصری	۱۰۸۸ هـ
۶۷- در مختار	علامه محمد بن علی بن محمد حصکفی	۱۲۵۲ هـ
۶۸- رد المحتار	علامه محمد امین بن عمر و معروف بابن عابدی شامی	۱۲۹۰ هـ
۶۹- جامع الرموز	علامه شمس الدین محمد قسطلانی حنفی	۹۵۳ هـ
۷۰- شرح حدایہ	علامه بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی حنفی	۸۵۵ هـ
۷۱- کتاب المزاج	امام البرکات یعقوب بن ابراہیم انصاری	۱۱۲ هـ

کتاب	مصنف	سزوات
۱- تلخیص النبی	علامه مختار نجم الدین بن محمود بن محمد زاهدی	۹۵۸ هـ
۲- شفاء شرح ہدایہ	علامه شیخ حسام الدین حسن بن علی سغنائی حنفی	۱۱۴۰ هـ
۳- طرائف الروایات	تلمذ شیخ حنفی کجراتی	۹۲۰ هـ
۴- کشف اصول البروری	علامه عبدالعزیز بن احمد بن بخاری	۴۳۰ هـ
۵- اصول بروری	امام فخر الاسلام علی بن محمد بروری حنفی	۳۸۲ هـ
۶- شرح النقاء	علامه شیخ زکریا الدین علی بن سلطان معروف بکمال علی قاری حنفی	۱۱۱۳ هـ
۷- تلخیص القدیر	امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد معروف بابن حمام حنفی	۸۶۱ هـ
۸- مرآۃ الفلاح	علامه حسن ابوالاخص بن عمار شرنبلالی	۱۰۶۹ هـ
۹- اختیار شرح مختار	علامه ابوالفضل محمد الدین عبداللہ بن محمود موسلی	۷۸۳ هـ
۱۰- جامع صغیر	امام ابوعبدالله محمد بن حسن ششہانی	۱۸۹ هـ
۱۱- المبدی	امام رضی الدین محمد بن محمد بن محمد سرخسی	۵۴۴ هـ
۱۲- نور الایضاح	علامه حسن ابوالاخص بن عمار شرنبلالی	۱۰۶۹ هـ
۱۳- التلوی سرابیع	علامه میر آج الملو والدین اوردی	سابقہ صدی
۱۴- طرائف الفتاوی	علامه شیخ طاہر بن احمد بن عبدالرشید سرخسی حنفی	۵۴۲ هـ
۱۵- امداد الفاتح	علامه حسن شرنبلالی	۱۰۶۹ هـ
۱۶- تلمذ علی مالکیر	باب تمام حضرت اوزنگ زبیب مالکیر رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۱۶ هـ
۱۷- الفتاوی قاضی خان	امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی حنفی	۵۹۲ هـ
۱۸- الفتاوی طبرست	علامه شیخ ابوبکر طہر الدین بن محمد بخاری حنفی	۶۱۹ هـ
۱۹- الفتاوی سیوطی	علامه ابوالفضل جلال الدین محمد الرحمن بن ابوبکر محمد کمال الدین سیوطی	۹۱۱ هـ
۲۰- الفتاوی ابن حجر	علامه حافظ ابوالفضل شهاب الدین احمد بن علی معروف بابن حجر عسقلانی	۸۵۲ هـ
۲۱- الفتاوی کبری	علامه صدر شہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز حنفی	۵۳۶ هـ
۲۲- الفتاوی خیر	علامه غیر الدین بن احمد بن علی ربیع حنفی	۱۰۸۱ هـ
۲۳- اربع النوازل	علامه برٹان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر زرقانی مرغینانی صاحب حدایہ	۵۹۳ هـ
۲۴- اربع النوازل	امام حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	۶۷۶ هـ

نور الایمان		آخذ
کتاب	مصنف	سنة وفات
۹۳- مطالب التوین	مولانا بدر الدین لاہوری	۹۹۵ھ
۹۴- الجوہر المنظم	علامہ احمد بن عمر بستی مکی شافعی	۸۰۰ھ
۹۵- السراج الراجح	علامہ ابو بکر بن علی بن محمد مداد	۱۰۹۵ھ
۹۶- شرح طلق الابکر	علامہ محمد بن علی بن محمد	۹۵۰ھ
۹۷- مجمع الانہر شرح	محمد بن محمد بن مصطفیٰ الدین مصطفیٰ	۹۵۱ھ
۹۸- طلق الابکر	معروف شیخ زادہ	۹۲۲ھ
۹۹- برہان شریعہ	علامہ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی	۱۰۱۲ھ
۱۰۰- مواہب الرحمن		۱۰۱۲ھ
۱۰۱- شرح عین العلم	علامہ شیخ نور الدین علی بن سلطان معروف بکلا علی قاری	۱۰۱۲ھ
۱۰۲- شرح باب التاسک	علامہ شیخ نور الدین علی بن سلطان معروف بکلا علی قاری	۵۴۳ھ
۱۰۳- مجمع البرکات	ابو البرکات دہلوی	۱۰۵۲ھ
۱۰۴- شریعت الاسلام	علامہ رکن الاسلام محمد بن ابوبکر امام زادہ	۱۰۱۲ھ
۱۰۵- فتح الثمان	علامہ شیخ ابوالجہد عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی	۱۰۱۲ھ
۱۰۶- شرح مناسک الحج	علامہ شیخ نور الدین علی بن سلطان معروف بکلا علی قاری	۱۰۱۲ھ
۱۰۷- شرح منک ترمذی	علامہ شیخ نور الدین علی بن سلطان معروف بکلا علی قاری	۵۹۳ھ
۱۰۸- مناسک الحج	علامہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر زرقانی مرغینانی صاحب ہدایہ	۶۰۶ھ
۱۰۹- التاسک	امام حافظ البرزکری یا سبکی بن شرف نووی	۱۲۵۲ھ
۱۱۰- معنی الغفار	علامہ محمد امین بن عمر معروف بابن عابد بن شامی	۷۸۶ھ
۱۱۱- کتاب التاسک	علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی	۱۲۲۵ھ
۱۱۲- اذنیہ شیخ الی	ابراہیم سہروردی مدنی	۹۰۲ھ
۱۱۳- معنی مناسک الحج		
۱۱۴- رسائل الارکان	علامہ بکر التلمیذ علامہ عبد الصلح محمد بن نظام الدین بکھتری	
۱۱۵- المقاصد الحسنہ	علامہ شیخ شمس الدین بن محمد سخاوی شافعی	
۱۱۶- نظام الحکمت	مولانا سید عبد الرحمن حنفی	

نور الایمان		آخذ
کتاب	مصنف	سنة وفات
۱۱۰- الغرائب	علامہ احمد بن محمد ابوبکر حنفی صاحب مجمع الفتاوی	۲۲۶ھ
۱۱۸- مفاتیح المسائل	علامہ حجر الدین عینی	۸۵۲ھ
۱۱۹- کتاب اتفاق الابرار	علامہ ابن حبیرہ	۸۵۲ھ
۱۲۰- الاحکام	شیخ ابوالعباس احمد بن محمد ناظمی	۶۳۲ھ
۱۲۱- دلائل الخیرات	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی شریف حنفی	۱۰۵۲ھ
۱۲۲- شرح دلائل الخیرات	علامہ شیخ محمد عبد بن احمد بن علی قاسمی مالکی	۶۳۲ھ
۱۲۳- العوارف	علامہ شیخ شہاب الدین ابوالحسن عمر بن عبد اللہ سہروردی	۱۰۵۲ھ
۱۲۴- جذب القلوب	علامہ شیخ ابوالجہد عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی	۹۱۱ھ
۱۲۵- ۳۵ شیخ المدینہ	علامہ سید علی بن احمد سہروردی	۹۱۱ھ
۱۲۶- الحج المیمنہ	علامہ ابوالفضل جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر کمال مدین بیہول	۱۱۰ھ
۱۲۷- رسالۃ الحسن	امام حسن بصری	
۱۲۸- روضۃ الصدور		
۱۲۹- مغنۃ الذنوب		
۱۳۰- فی زیارۃ القبور		
۱۳۱- الروض		
۱۳۲- الخزانۃ الجلالیہ	(فی فروع الحنفیہ)	
۱۳۳- کشف الغطار		
۱۳۴- فضل المدینہ		
۱۳۵- الحجۃ		
۱۳۶- منک متوسط		
۱۳۷- منک کبیر		

صفحہ	نام مضمون	صفحہ	نام مضمون
۱۲	۱۔ تعارف	۱۳۰	ستون علی
۲۸	۲۔ گلزار آفتاب	۱۳۱	ستون رند
۳۲	۳۔ غرض مزرعہ	۱۳۱	ستون تہجد
۳۶	۴۔ حالات مصنف	۱۳۱	ستون مربعہ القبر
۳۱	۵۔ زیارت قبر کا حکم	۱۳۲	۱۳۔ جنت البقیع اور اس کے گرد و فواح کی زیارت
۴۴	۶۔ زیارت قبر کے اوقات	۱۳۳	قبر سیدنا عباس
۴۵	۷۔ زیارت قبر کے آداب	۱۳۴	قبر سیدنا عثمان
۵۱	۸۔ قبرستان میں نامناسب امور	۱۳۵	قبر ابراہیم
۶۱	۹۔ زیارت قبر کے لئے سفر	۱۳۶	قبر عقیل
۶۶	۱۰۔ آغاز بحکمت	۱۳۶	قبر امام ہاکم
۶۶	۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ	۱۳۸	۱۵۔ مسجد قبا کی زیارت
۸۶	۱۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ کی تعظیم اور انکی امانت کرنے والے کا حکم	۱۳۸	۱۶۔ کوہ اُحد اور اسکے شہداء اور اسکی مسجدوں کی زیارت
۸۶	۱۳۔ مدینہ منورہ کی زیارت	۱۳۹	۱۷۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۶	۱۴۔ متبرک ستون	۱۳۹	۱۸۔ متبرک کنوئیں
۱۲۸	ستون مختلفہ مطہرہ	۱۳۹	بیر اریس
۱۲۹	ستون نائشہ		
۱۳۰	ستون قوم		
۱۳۵	ستون سریر		

صفحہ	نام مضمون	صفحہ	نام مضمون
۱۵۰	مسجد فتح	۱۵۰	بیر غری
۱۵۱	مسجد جبل مینین	۱۵۱	بیر رور
۱۵۱	مسجد وادی	۱۵۱	بیر بقاء
۱۵۱	۱۶۔ جنت البقیع اور بیرون بقیع	۱۵۱	بیر بصرہ
۱۵۲	۱۷۔ مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار کی متبرک مسجدیں	۱۵۲	بیر حار
۱۵۲	مسجد الجعد	۱۵۲	بیر احباب
۱۵۲	مسجد الفیض	۱۵۲	بیر العین
۱۵۲	مسجد بنی قریظہ	۱۵۲	بیر ابی منبہ
۱۵۲	مسجد ماریہ قطیفہ	۱۵۲	بیر انس بن مالک
۱۵۲	مسجد بنی ظفر	۱۵۲	بیر السقیا
۱۵۲	مسجد الابابہ	۱۵۲	۱۹۔ حرمین شریفین کے دریاں کی مساجد
۱۵۲	مسجد البقیع	۱۵۲	مسجد ابو الخلیفہ
۱۵۲	مسجد ناظر زہراء	۱۵۲	مسجد العرس
۱۵۲	مسجد ابو ذر غفاری	۱۵۲	مسجد شرف الزجاہ
۱۵۲	مسجد مصطفیٰ العید	۱۵۲	مسجد الفزار
۱۵۲	ایک اور مسجد	۱۵۲	مسجد مرقی الطیبیہ
۱۵۲	ایک تیسری مسجد	۱۵۲	مسجد بدر
۱۵۲	مسجد الفتح	۱۵۲	مسجد الصفراء
۱۵۲	مسجد سلمان فارسی	۱۵۲	مسجد الجحفہ
۱۵۲	مسجد علی	۱۵۲	مسجد علیہیں
۱۵۲	مسجد البرکچہ	۱۵۲	مسجد الکھلوان
۱۵۲	مسجد بنی حوام	۱۵۲	مسجد سرف
۱۵۲	مسجد القبتین	۱۵۲	مسجد تنقیم
۱۵۲	مسجد الذباب	۱۵۲	مسجد ذی طوی
۱۵۲	مسجد السقیا	۱۵۲	خاتمہ
۱۵۲	۱۸۔ متبرک کنوئیں	۱۵۲	۲۰۔ حرمین شریفین کے فضائل اور ان میں عبادت کی اکیلیت
۱۵۲	بیر اریس	۱۵۲	

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی
صدر شعبہ افتاء - اہل سنت والجماعہ شریعہ مبارکپور

تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خلیلہ وعلی آلہ وصحبہ

مکرمہ العار بکرم العلوم مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے والد ماجد حضرت مولانا غلام الدین قدس سرہ کی بدولت و فرنگی محل کھنڈ "ماضی قریب میں مسلمانان ہند کا مرکز و محبت رہ چکا ہے۔ اسی کو ان رشید ہدایت، منبع علم و فضل کے محل ثقب پر اراغ حضرت مولانا عبدالمعین رحمۃ اللہ مرقدہ ہیں۔ مولانا مصروف معقول و معقول کے ایسے جامع تھے کہ اس کی نظیر شاید وہاں کہیں ملتی ہے۔ معقولات میں معلومات کے بعد مولانا مقام پر داغ آجاتا ہے مگر مصروف پر اللہ عزوجل کا یہ خاص نفس ہے کہ معقولات میں عمر کمال رکھنے کے ہوتے وہ ان کے مقام پر داغ تو بڑی چیز ہے سبب ہی نہیں آیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

طی بھاشاں شاہی بخشہ سے نوشیدہ خوردا۔ مصنف کی اسی خوبی پر مہر و عظم العظمت امام احمد رضا صاحب بریلوی قدس سرہ نے ان کو القدر خطابات سے نوازا۔ "حضرت باجرت فاضل کمال صحیح العقیدہ سنی مستقیم جناب مستطاب مولانا مولوی عبدالمعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ غنیہ زیر نظر کتاب انہیں کی ایک بہت اہم اور مفید تصنیف "نور الایمان بزرگوار" اشار حبیب الرحمن۔

کا اردو سپیکر ہے کتاب کی افادہ حیثیت مصنف کی حالت شان ہی سے ظاہر ہے اگر کسی کو شک ہو تو ہاتھ لگن کو آس کیا؟ کتاب کا سلاطین کے شک آنت کہ خود ہوید نہ آنکھ ملار گویا۔

مصنف کو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جود البانہ لگاؤ ہے

وہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں مندرجہ ذیل مزاہات پر بحث ہے۔

۱۔ حدیث طیبہ اور ان کے گرد و نواح کے وہ مخصوص متبرک مقامات جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہے۔

۲۔ ان سے برکت حاصل کرنے کے جواز و استحسان پر دلائل۔

۳۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ماضی کے فضائل و آداب اور ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امتحانات و استیذان کا ثبوت۔

۴۔ حرمین مطہرین کے فضائل و مناقب

۵۔ قبر مسلمین خصوصاً مسودگان جنت البقیع کی زیارت کے مسنون ہونے کا بیان اور اس کے آداب۔

۶۔ زیارت قبر کے لئے شہر و حال کے جواز و استحسان کا تذکرہ۔

مصنف نے ان تمام موضوعات پر اپنے نحوس و قول پیش کر دیے ہیں کہ مصنف کے لئے مجال دم زدن نہیں۔ اس لئے اصل موضوع پر مزید کچھ لکھنے کی سروسر ضرورت نہیں تاہم دو ایک موضوع کے بارے میں مختصر اپنہ معرفت پھر دتہ ہیں۔

زیارت قبر کے لئے سفر | اپنی آبادی کے مقابر مسلمین کی زیارت کا مسنون ہونا ایسا اجماعی مسئلہ ہے کہ اس میں اُمت کے کسی ایک فرد کو کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ زیارت قبر کے لئے سفر کے جانا جائز ہے یا ناجائز۔

جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام اور اہل عظام علماء فاضلہ الامام کے مزارات مبارک ان کے مشاہدہ و زیارت کے لئے سفر کرنا یا شبہ جائز نہ صرف جائز بلکہ مطلق زیارت قبر کا فرض ہونے کی وجہ سے مسنون و باعث برکت ہے۔

اسی لئے عہد قدیم سے آج تک امت میں مزارات مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا

رانج معمول رہا ہے اگر ان کے ہزار و آسمان کی کرن اور دلیل نہ ہوتی تو قاتل مسیہین خود اس کے
 آئینہ شام کا بران قاتل ہے۔ ان اسلاف میں کچھ حضرات ضرور ایسے ہیں جو زیارت قبر کے لئے
 سفر کو ناجائز کہتے ہیں۔ اگرچہ ان کا اختلاف نیکسندی پر مبنی ہے اور اجتہادی اختلافات کی نوعیت
 کا ہے۔ مگر آج کچھ لوگوں نے اس میں اتنا غلو کر لیا ہے کہ زیارت قبر کے لئے سفر نہ صرف ناجائز
 کہتے ہیں بلکہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اسے شرک تک کہنے لگے ہیں۔ اس خصوص میں ابن تیمیہ
 اور ان کے متبعین کا سہارا لے کر اتنے آگے بڑھ چکے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ شاید یہی کی افلاقی
 منکر پر اتنے غلو فرما کر ارتکاب کسی اور معاذہ مجاہد نے کیا جو اب ہم ان کی سب سے بڑی
 بنیادی دلیل پر بہت معمول اور عام فہم بحث ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ان
 لوگوں کا مسئلہ یہ حدیث ہے جو حدیث کی کثیر کتابوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے
 کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ
 مَسَاجِدَ الْمَحْرَمِ وَالْمَسْجِدِ
 الرَّسُولِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى

حافظین کا کہنا ہے کہ جب ان تین مساجد کے علاوہ کہیں سفر کر اجازت نہیں تو ایسا کریم
 کے مزارات کی زیارت کے لئے بھی سفر ممنوع و ناجائز ہے۔ ان مشہورین کے جواب میں اتنا
 ہی عرض کرنا کافی ہے کہ اس حدیث کا اگر یہی مطلب ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کہیں بھی
 سفر کو ناجائز نہیں تو لازم آئے گا کہ انسان اپنی آبادی سے باہر کہیں بھی نہ جائے کسی کام کے
 لئے نہ جائے۔ نہ تحصیل علم کے لئے نہ جائے۔ نہ تبلیغ و وعظ کے لئے نہ جائے۔ یہ اور اسی قسم
 کے سائے سفر ناجائز و حرام ہو جائیں۔ اور یہ بات کوئی قاتل نہیں کہہ سکتا چہ جائے کہ حضور سید
 عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا فرمائیں۔ اس لئے یہ بات نامنی پڑے گی کہ اس
 حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ان تین مساجد کے علاوہ کہیں سفر نہ کیا جائے ورنہ

معیشت تنگ ہو جائے اور زندگی اجیرن ہو جائے۔
 اس لئے ماننا پڑے گا کہ اس حدیث کا صحیح مطلب وہ ہے جو آئمہ محدثین نے بیان
 فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی مساجد میں یہ تین مساجد ایسی ہیں کہ ان میں نماز پڑھنے پر دیگر
 مساجد کی بر نسبت زیادہ ثواب ہے۔ مسجد حرام میں ایک نماز پر لاکھ نماز کا ثواب ہے
 اور مسجد نبوی میں ایک نماز پر پچاس ہزار کا ثواب ہے۔ اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پر
 پچیس ہزار کا ثواب ہے۔ یہ بات دنیا کی کسی مسجد کو حاصل نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تمہاری بستی کی مسجد اور دنیا کی دیگر مساجد میں نماز پڑھنا برابر
 ہے تو سوائے ان تین مساجد کے کسی اور مسجد کا سفر نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ سفر بلا فائدہ ہوگا
 جو فائدہ دنیا کی دوسری مساجد میں تم کو حاصل ہوگا وہی فائدہ جب اپنی آبادی کی مسجد میں حاصل
 تو سفر سے کیا حاصل؟

سند النقاظ — علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدر الدین محمد عینی رحمہما اللہ و دیگر
 شارحین نے اس معنی کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں،

ان السرا لا تشد الرحال
 الى مسجد من المساجد للصلاة
 فيه غير هذا واما قصد زيارة
 صالح ونحوها فلا يدخل تحت
 النهي ويؤيده ما في مسند احمد
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا ينبغي للمسلم ان يشد رحاله
 الى مسجد يبتغي فيه الصلوة
 غير المسجد الحرام والمسجد الاقصى

مراد یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے
 کے قصد سے سفر نہ کرے سوائے ان تین
 مساجد کے لیکن کسی بزرگ کی زیارت یا
 کسی اور کام کے لئے کہیں کا سفر کرنا یہ اس
 منع میں داخل نہیں۔ اس کی تائید اس حدیث
 سے ہوتی ہے جو مسند امام احمد میں ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی
 نمازی کو کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت
 سے سفر کرنا نہ چاہیئے سوائے مسجد حرام و مسجد اقصیٰ

و مسجدی۔

اور میری مسجد کے

— (ماشیہ بناری ج ۱ صفحہ ۱۵۰) —

ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہوتی ہے۔ جب حدیث سابق کی تفسیر ایک دوسری سے ہوتی ہے تو یہی تفسیر جامع اور مقبول ہوگی۔

جب بزرگان دین کے مزارات طہیات کی زیارت کے لئے سفر کے ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں تو یہ مطلق زیارت قبور کافر ہونے کی وجہ سے جائز نہ صرف جائز بلکہ سنت قرار پائے گا۔ ومن ادعى التعمین والتقیید فعليه البیان

حضرت ملائس قاری مرتقاہ شرح مشکوٰۃ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

ذهب بعض العلماء الى الاستدلال به على المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصالحين وما ثبت في ذلك الامرك ذلك بل الزيارة ما مور بها الخبر كحديث نهيتكم عن زيارة القبور الا شرواها في الحديث انا ورد فيها من الشدة لغير الشدة من الساجد لهما شيئا بل لا بد الا فيه مسجد فلا معنى للرحلة الى مسجد اخر واما المشاهدة فلا تساوي بل بركته زيارتها

اس حدیث سے دلیل لاتے ہوئے بعض علماء نے مشاہد اور قبور علماء و صلحا کی زیارت سے منع کیا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہ آئی۔ زیارت قبور کا شرطیت نے حکم دیا ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا سنو اب زیارت کرو حدیث لا تشد الرجال میں کسی مسجد کی طرف سفر سے ممانعت ہے۔ ان تین مسجدوں کے علاوہ کیونکہ بقیۃ ساری مساجد ایک دوسرے کے مثل ہیں بلکہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں مسجد نہ ہو۔ پھر کسی مسجد کے

على تدبر رجائهم عند الله ليت شغري هل يمنع هذا القائل من شد الرجال لقبور الانبياء كما بهرهم وموسى وعيسى والمنع من ذلك في غاية الاحمال وان جوز ذلك لقبور الانبياء والاولياء في معناهم فلا يبعد ان يكون ذلك من اضرار الرحلة كما ان زيارة العلماء في الحياة من السقاصد

مرتقاہ جلد اول صفحہ ۳۳

معلوم ہیں

کے لئے سفر کے کیا معنی؟ اور مشاہد آپس میں برابر نہیں بلکہ ان کی زیارت کی برکت اصحاب مشاہد کے اللہ عز و جل کے حضور درجہات کے اعتبار سے ہے کاشش کہ میں جانتا کیا یہ قائل انبیاء کرام کے مزارات کی زیارت سے منع کرے گا جیسے حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ان کی زیارت سے منع کرنا محال ہے اور اگر انبیاء کرام کے مزارات کی زیارت کو جائز جانتا ہے اور اولیاء کرام اس خصوص میں۔ ان کے حکم میں ہیں تو ان کے۔ ارادت کی زیارت مقصود سفر ہو سکتی ہے جیسا کہ حیات ظاہری میں علماء کی زیارت مقصود سفر ہوتی ہے۔

انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے استمداد

انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے ان کی حیات طیبہ میں ان کے حضور حاضر ہو کر استعانت اور استمداد بالاجماع جائز و معمول ہے۔ اختلاف و دوسرے میں ہے۔ جب وہ شفیق کے مورد نہ ہوں یا ان کے وصال کے بعد جائز ہے یا نہیں نیز بعد وصال ان سے مدد چاہنے کے لئے ان کے مزارات کا سفر درست ہے یا نہیں۔ چونکہ اس دور میں بھی بہت سے کان سننے کی اور بہت سے دل قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس موضوع پر چند طریق حاضر ہیں۔ ویسے طالب حق کے لئے وہی کافی ہے جو فاضل عیش نے افادہ کیا ہے

اس بحث کے دو غور طلب پہلو ہیں۔

۱۔ انبیاء عظام اور اولیاء کرام کو قصار حاجات مثل شکلات و نفع بیات اور مستطیث کی اجازت کی قوت میں جانب الثبوت ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر ان کے ذہن وصال یہ قوت باقی رہتی ہے یا سلب کر لی جاتی ہے؟

قرآن و حدیث کے ارشادات کی روشنی میں ان دونوں سوالوں کے جوابات اثبات میں ہیں تو جس طرح حیات ظاہری میں انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے استعانت چاہئے اسی طرح بعد وصال بھی جائز۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی قرآن و احادیث پر نظر ڈالے گا اسے ماننا پڑے گا کہ ان دونوں سوالوں کے جوابات صرف اثبات میں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں ہے

اقول استخلفکم من الطین
کھنیکہ الطین فکان نفع و سبب
کیہ کلون طین الیاذنہ اللہ و
اسیر من الاکسہ و الا بر من
و احیى السوفی و اذ من اللہ

(پتہ ۱۳)

کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھر تکارتا ہوں تو وہ فرزا پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں ماور زاد اسے اور منہ داغ داسے کہ اور میں مری سے جلالتا ہوں اللہ شفا دے کے

اور ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام وصال کے بعد بھی دنیوی حقیقی جہان حیات

کے ساتھ زندہ ہیں صحیح حدیث ہے

ان اللہ حرم علی الارض ان
تاکل اجساد الاشیاء و کتب اللہ عیسیٰ
نورانی۔ (مشکوٰۃ ص ۱)

اللہ عزوجل نے زمین پر حرام قرار دیا کہ وہ انبیاء کے جھون کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہے اسے رزق دیا جاتا ہے

پھر وصال سے ان تورتوں کا سلب کیسے ہوا؟ وہ گئے اولیاء کرام تو صحیح حدیث تفسیری ہے جو بخاری شریف میں بھی سیکنڈ البہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

ما زال العبد یقریب الی
بالنوافل حتی ۛحبیبہ فاذا
ۛحبیبہ کنت سعۃ الذی
یسبح بہ و یصوہ الذی
یصیر بہ و یدہ اللہ یتطش
بہا و یجلہ اللہ یتش
بہا۔

(زاد الشیخ الدہلوی) و
فواذہ الذی یقول بہ
و لسانہ الذی یتکلم
بہ

(و ایضا زاد) فہی ینسج
و فی یتصور و فی یتطش و
فی یتشی (بخاری ص ۱۲)

(اشیۃ المسات ص ۲)

بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قریب ہے قریب تر ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور حبیب میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کا کان ہر جگہ ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہر جگہ ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ماتھ ہر جگہ ہوں جس سے وہ پکارتا ہے اور اس کا پاؤں ہر جگہ ہوں جس سے وہ چلتا ہے (شیخ دہلوی نے اتھا اضافہ کیا ہے)

اور اس کا دل ہر جگہ ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہر جگہ ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ (شیخ نے اتھا اضافہ کیا ہے) تو وہ بندہ مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ سے پکارتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے۔

اس حدیث معلیم اور دلیل کی روشنی میں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں

العبد اذا ۛطلب علی بندہ جب حاجات پابندی کے ساتھ

الطاعات يبلغ الى المقام
الذي يقول الله كنت له
مستقراً بصراً فاذا صار نور
جلاله الله سبحانه يسمع
القريب والبعيد واذا صار
ذات النور بصراً له رأى
القريب والبعيد واذا صار ذات
النور يذله قدر على
التصوف في الغيب والسهل
والبعيد والقريب (۱۶۵-۱۶۷)

بجالاتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے
کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اس کا کان
آنکھ ہر جہاں ہوں جب کہ اللہ عزوجل کے
جلال کا نور اس کا کان ہر جہاں ہے تو وہ
دور و نزدیک کی سنتا ہے اور جب وہ
نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو نزدیک و
دور سب دیکھتا ہے۔ اور جب وہ نور
اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو سخت و نرم
دور و نزدیک میں تعریف کرنے پر بندہ
تیار ہر جہاں ہے۔

اب رہ گئی یہ بحث کہ اولیائے کرام کے وصال کے بعد ان کی یہ قوت سب ہر جہاں
ہے یا باقی رہتی ہے۔ اسے حسب ذیل حدیث کی روشنی میں طے کرنا ناظرین کے لئے
بہت آسان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نور المؤمن کا تید خانہ اور کانز کی جنت
ہے جب مؤمن مر جاتا ہے اس کی راہ
کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے
سیر کرے۔

النور المؤمن وجنته
الكاثر فاذا مات المؤمن
يفتح له قبره فيخرج حيث شاء
(صغیر ابن الاشعث من مہد الشہدۃ)

اس کا فیصلہ ناظرین کے سپرد ہے کہ کس کو بھی قوت قید میں زیادہ ہوتی ہے یا
تید کے پھر۔ اسی وجہ سے عقائدی سیدی جمال مکی قدس سرہ میں ہے کہ
شیخ الاسلام شہاب رحلی سے سوال ہوا کہ عوام جرحیتوں میں انبیاء و مرسلین اور اولیاء
سے درد مانگنے کے لئے پکارتے ہیں یا شیخین و سلاطین یہ جائز ہے کہ نہیں۔ تو

انہوں نے جواب ارشاد فرمایا:

الاستغاثۃ بالانبياء
والمرسلين والاولياء الصالحين
حاشرة بعد موتهم

انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے
آثار و مشاہد مبارکہ سے حصول برکت

انبیاء و مرسلین اور اولیاء سے ان کے
وصال کے بعد درد مانگنا جائز ہے۔

آثار سے مراد ان کے لباس، ان کے
ہاتھ، ان کے عصا اور ان کے برتن وغیرہ ہیں
اور شاہد سے میری مراد ان کے سکون و کمالات
مبارک گاہ، جلسہ گاہ اور ان کی

جائے نزول وغیرہ ہیں۔

جو لوگ امت کے حال سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ انبیاء عظام اور اولیاء
کرام کے آثار و مشاہد سے برکت حاصل کرنا ہمیشہ معمول رہا ہے۔ بخاری شریف میں
خاص ایک باب ہے ”باب المساجد الستی فی طریق مکتہ“ (ان مسجدوں
کا بیان جو مکہ کے راستے میں ہیں)

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل تفصیل سے مذکور ہے کہ
جوز الوداع کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جہاں پڑاؤ کیا تھا۔ وہ تلاش کر کے
انہیں جگہوں میں قیام کرتے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان جگہوں میں کوئی برکت
نہیں آئی تھی یا برکت آئی تھی مگر وہاں برکت حاصل کرنا حرام ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ کے اس فعل کی کیا تاویل ہے۔ حدیث ہی میں انہیں سے یہ ایمان افروز عمل منقول
ہے کہ وہ مکہ جاتے ہوئے ایک جہر نیر نیا کی شافوں میں اپنا عمامہ الجھا کر کچھ آگے بڑھ
جاتے پھر واپس ہوتے اور عمامہ پھرا کر آگے بڑھتے لوگوں نے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ اس بیر میں الجھ گیا تھا اور حضور اتنی دور آگے بڑھ

گئے تھے اور واپس ہو کر اپنا عمار چھوڑ آیا تھا۔ غرض طلب ہستی یہ ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا عمار تو روزِ آدمی بے خیالی میں اتفاقیہ الجھ گیا تھا۔ مگر حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ بالتصدد الجھاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمار نے الجھنے سے اس درخت
میں کوئی برکت نہیں آئی تھی یا آئی تھی۔ مگر اس سے برکت کا حصول ناجائز تھا تو حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کیوں کرتے۔؟

نام حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ببول کے درخت
کے نیچے بیعت رضوان لی تھی صحابہ کرام اس درخت سے برکت حاصل کیا کرتے۔ اگر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درخت کے نیچے بیٹھنے سے اس درخت میں کوئی برکت
نہیں آئی تھی یا آئی تھی مگر وہ برکت حاصل کرنا ناجائز تھا تو صحابہ کرام نے ایسا کیوں کیا۔ یہ عمل
بڑی دور رس نہیں تھا بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک رہا مگر چونکہ
یقینی طور پر یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ درخت کون ہے۔ لوگوں نے اندازے سے ایک درخت
کو متین کر لیا تھا۔ اس لئے فاروق اعظم نے یہ بت کڑا دیا۔

اس لئے نہیں کہ جس درخت کے نیچے لوگوں نے بیعت کی تھی اس سے برکت
حاصل کرنا ناجائز تھا۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ کسی اور درخت کو وہ برکت والا درخت جانتے
گئے تھے۔ اور اگر ان سے برکت حاصل کرنا ناجائز ہوتا تو اس سے روکنے کے لئے
فاروق اعظم کا ذرا کافی تھا۔ درخت کو لانے کی ضرورت نہیں تھی۔

حضرت شامہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے فیرض البحر میں اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھا
ہے کہ میں مکہ معظمہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا میں نے
مولد مبارک سے آسمان تک انوار دیکھے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار فرشتوں کے ہیں۔ اس
سے میلاد پاک کا جہاں جواز و استحقاق ثابت ہوتا ہے۔ وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی وہ جگہ فیہلہ انوار ہے۔ فیہلہ ملائکہ ہے۔ اب

ناظرین فیصلہ کریں کہ جو جگہ فیہلہ انوار ہو مہلہ ملائکہ ہو وہاں سے برکت مل سکتی ہے یا نہیں
اور برکت کہیں سے بھی ملے، لینا جائز ہو گا یا ناجائز؟

بہناری میں حضرت عقیل بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے کہ وہ اپنی
میزوری کی وجہ سے بارشیں اور سیلاب کے دنوں میں مسجد اقدس میں حاضر نہ ہو پاتے۔
باجائز خدمت، ہو کہ عرض کی حضور میرے گھر چل کر جی جگہ نماز پڑھ دیں کہ میں اس جگہ نماز
پڑھ لیا کروں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور ایک جگہ
نماز پڑھی وہیں حضرت عقیل نے سجدہ ہمال اگر مجھو بان بارگاہ کے کسی جگہ عبادت کرنے
سے برکت نہیں آئی تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا۔ اگر برکت آتی ہے تو
پھر اس برکت سے محروم کرنے کی حق کا کیا معنی۔؟

صحابہ کرام کی حدیث ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے
باسے میں ارشاد فرمایا۔

تم ایک پتھر بوز نفع دے سکتے ہو	انك حجراً ما تنفع ولا
اور نقصان اگر نہیں دے رسول اللہ صلی اللہ	نفسر و لا آف و ایت
علیہ وسلم کو بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو	رسول الله صلى الله عليه وسلم
میں نے تمہارا بوسہ نہ لیا ہوتا۔	يقتبل ما تشاء (مشکوۃ ص ۱۱)

اس سے قطع نظر کہ حجر اسود نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے یا نہیں۔ حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پتھر کو مس فرما
دیا ہے اس کا بوسہ منون اور باعث برکت ہے۔

حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حلق و سر برائے فرمایا تو آپ
موسے مبارک کے صحابہ کرام میں کس سے تقسیم فرمایا تھا۔

امام حدیث میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں پانی پھر کر صحابہ

مرفیوں کو دیتے تھے اور مرفیوں کو شفا یاب ہوتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے مبارک گزرتے کے ہاں نے میں خود قرآن مجید میں ہے۔ انہوں نے اپنے بھائیوں کو دیا کہ اسے جا کر والد ماجد کے روئے الہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور یہی ہوا بھی۔ کیا حضرت یوسف علیہ السلام دوا نہیں کر سکتے تھے۔ کیا ان کی دوا قبول نہیں ہوتی۔ کیا خود حضرت یعقوب علیہ السلام دوا نہیں کر سکتے تھے اور ان کی دوا قبول نہیں ہوتی۔ پھر کہہ دیں بیجا۔ یہی بتانے کے لئے کہ ہمارے استعمال لباس باعث برکت ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے،

لَقَدْ عَلَّمْتُمْ لِبَاسَهُمْ كَيْفَ يَلْبَسُونَ

الشُّرُوءِ - (پہنا ۱۳)

نامری نے کہا میں نے جبریل کے زیر قدم کی ایک ٹھنی مٹی لی۔

تفاسیر میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے آگے آگے جا رہے تھے جہاں ان کے گھوڑے کے خم پرستہ سبزہ لگ آتا نامری کچھ گیا کہ اس مٹی میں حیات بخش کی تاثیر ہے اس نے ایک ٹھنی مٹی لی اور چاندی سونے کا پتھر بنا کر اس کے منہ میں ڈال دی وہ بولنے لگا۔ اگر روح الامیں کی سواری کے خم میں یہ تاثیر ہو سکتی ہے جبکہ وہ زمین پر پرستے ہی اٹھ گئے۔ تو جہاں مجربان باگاہ کا قیام ہو اس مٹی میں کیا تاثیر ہوگی اس کا اندازہ کرنا بہت آسان ہے۔

اس بحث کو اس پر ختم کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ

إِنَّ الصَّفَا وَالشَّرَافَ لَمِنْ دَعَائِ اللَّهِ كَمَا تَبْصُرُونَ

شعائر اللہ (پہنا ۱۴)

سوال یہ ہے کہ صفاء و مروہ کی خصوصیت تھی جس کی بناء پر وہ دین کی نشانی بن گئے اسلامیات کا ہر واقعہ کار جاتا ہے کہ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ جب رادی غیر ذمی نزع

میں حضرت اسماعیل علیہ السلام وہاں سے جاں لب ہو گئے تو حضرت باجوہ کی مائتہ تربہ انہی دو پانی کی تلاش میں پہنچے صفاء پر چڑھیں جب پانی کہیں نظر نہ آیا تو نیچے آئیں جب تک ملت جگر نظر آئے تب آہستہ چلیں اور جب نشیب میں آئے کہ جس سے نظروں سے اوجھل ہو گئے تو دوڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ اتنی بندی پر پہنچ گئیں کہ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نظر آنے لگے تو آہستہ آہستہ مروہ پر چڑھیں اس طرح سات پیچھے لگائے جس کی یادگار مائتہ صبیہ اور اس شان سے کہ حضرت باجوہ کے اس منظر ازی فضل کی جبر ہر نقل ہے پہلے وہ صفاء پر چڑھیں کہ حکم ہے کہ سعی کی ابتداء صفاء سے کرو وہ جہاں تک آہستہ چلیں تم بھی آہستہ چلو وہ جہاں دوڑیں تم بھی دوڑو جہاں تک دوڑی تھیں وہیں تک۔ اور جہاں سے وہ آہستہ چلیں وہاں سے پھر آہستہ چل کر مروہ پر چڑھو۔ وہ صفاء اور مروہ پر چڑھ کر حضرت اسماعیل پر نظر والحق تھیں آج وہاں اسماعیل نہیں جگروہ جہاں بیٹے تھے اس جگہ پر زمزم ہے اس پر نظر ڈالو۔ ساتویں بار زمزم آجئے دیکھ کر وہ یہاں آئی تھیں یہاں تھیں پانی ضرور پیا ہوگا تم بھی مٹی مکمل کر کے زمزم پیو۔ اگر حضرت باجوہ کی منظر ازی حرکات میں کوئی کشش نہیں تو اللہ عزوجل نے ان کو اپنی اہم عبارت کا جزو کیوں قرار دیا۔ ساتھ ہی یہ بتانا ہے کہ صفاء و مروہ کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ ان پر حضرت باجوہ کے قدم پائوں پر سے جس کی وجہ سے وہ اللہ کی نشانی بن گئے تو اگر حالت منظر ازی میں جہاں اس مجرب بندی کے قدم پر سے وہ اللہ کے دین کی نشانی ہیں تو جہاں جہاں مجربان باگاہ کے قدم پر سے وہ یقیناً متبرک و مقدس مقامات ہوں گے۔

چکھ ترجمہ کے بارے میں | اس مفید اور اہم کتاب کے مترجم اویب السیاب مولانا مفتی احمد صاحب تارڑی استاد دارالعلوم عربیہ اسلامیہ جامعۃ الاشرفیہ

ہیں۔ ضلع اعظم گڑھ کے مشہور اور مردم خیر نقیب گھوس حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے دامن میں ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مشہور ادارہ مدرسہ العلوم گھوس میں حاصل کی۔ مئی ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کو عالم اسلام کی اہم ترین درس گاہ کی شکل دینے کے

لے مکمل ہندوستانی کافر نہیں منعقد ہوئی تھی۔ اسی کے تاریخی ایوان میں مشائیر کھائے کر کام کے مقتدرین یا مقبول سے آپ کو دستار نصیبت سے نوازا گیا۔ آپ نے خصوصی طور پر ادب میں مہارت حاصل کی۔ آپ کی علمی و ادبی صلاحیتوں اور خصوصیتوں کی بنا پر حضور حافظ لغت، بالی البامۃ الاشرافیہ مبارکپور (علیہ السلام) نے ہامد کی تدریسی خدمات کے لئے منتخب فرمایا۔ ہولی عمر بڑھ جانے کے ہم عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے افادہ کو عام سے عام تر کرنے لگے۔ آمین

کہنے کو ترجمہ ہے اور ترجمہ کا لفظ بہت ہلکا ہے لیکن ترجمہ جتنا آسان سمجھا جاتا ہے اتنا آسان نہیں۔ پھر وہ ترجمہ جو کس میں ہوتا ہے اور اس ترجمہ میں جو آپ کے ہاتھ میں ہے بہت بڑا فرق ہے۔ جو کس میں ملکہ کو ہر لفظ کے لغوی اور معنی مراد بتانے کے لئے تحت لفظ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ مگر یہ ترجمہ تحت لفظ اور کس ترجمہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ عربی مضامین کو اردو میں اس طرح منتقل کیا گیا ہے کہ تسلسل سلامت اور زور بیان باقی رہے۔ یہ کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے کس یہ کام کیا ہو بعض حیثیتوں سے ترجمہ تصنیف سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اپنی تصنیف میں مصنف اپنے خیالات کو اپنے طرز پر ڈھالتا جاتا ہے۔ مگر کسی دوسرے کی کتاب میں مترجم اس کے طرز بیان اور طرز نگارش کا پابند ہوتا ہے۔

مترجم کی محنت قابل تحسین اور قابل داد ہے کہ انہوں نے بڑی کاوش و عرق ریزی سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ ایسا میاں ہے کہ اچھے سے اچھے ترجموں میں مگر پاسنے کے لائق ہے۔ مترجم نے صرف ترجمہ ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ جا بجا تشریحی و افادی حواشی بھی بڑھائی ہیں جو مترجم کی ہندوستانی ادب ان کی وسعت علم کا پتہ دیتے ہیں۔ انہوں نے کتب حوالہ جات کے مصنفین کا نام اور ان کے سرفرازات پوری عرق ریزی کے ساتھ تلاش کئے ہیں۔

ترجمہ یقیناً قابل تائید اور مترجم کی محنت لائق مدافریں ہے۔ مجھے علوم و خواہ اس سے

تو سی امید ہے کہ اس ترجمہ کی نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لے کر مترجم کا موصد بڑھائیں گے تاکہ اس میں جو انہوں نے قدم اٹھایا ہے وہ تیزی سے بڑھتا رہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس خدمت کو قبول فرمائے اور مقبول عام و خاص کرے اور معصفت و مترجم کو نئی و آخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ میہ سید المرسلین۔

فقیر محمد شریف الحق امجدی

نام شعبہ افتاء

البامۃ الاشرافیہ مبارکپور۔ اعظم گڑھ

یوم جمعہ ۱۵ صفر ۱۳۹۶ھ

از داکٹر محمد خزان اللہ صاحب برکات

ایم اے بی ایل پور ڈی (طیگ)

ڈی اے لٹ. جامعہ الازہر مصر

مدرسہ عربیہ اسلامیہ بنیادیں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

کلمہ اُمت

تَحْسِبُهُمْ عَلَى حَقِّهِمْ أَنْ كَرِهُوا مَا بَعْدَهُ

سلمان تسلیم کی روح یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں اطاعت خداوندی کو ضروری سمجھیں۔ ہمارا ہر قدم اس لئے اٹھنے کو ہم کو خداوند قدوس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو رہنمائی کے لئے پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا۔ جنہوں نے صرف یہ کہ وہ طریقہ کار بتا دیں جس پر عمل کر کے دُعا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ لَا يَشْكُرُ وَلَا يَتَذَكَّرُ لَنِعْمَتِهِ تَخْلُقُ الْإِنْسَانَ لِيُكَفِّرَ عَنْ سَيِّئَاتِهِ أَوْ يَكْتُمَ عَمَّا بَعَثَ فِيهِ رَسُولَهُ لِيَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ انہوں نے خود بھی اس طریقہ کار پر عمل کر کے دکھایا کہ اگر اس کو لاگو عمل بنایا جائے تو انسان صحیح معنی میں اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء و رسل اپنے منصب رسالت و نبوت اور اپنے کردار و عمل کے باعث اپنے آپ کو درمیان افضل مخلوق میں لے آئے۔ ان کی شخصیتیں لوگوں میں غیر معمولی مقبول اور موقر و محترم رہی ہیں۔ اسی طرح ان کی عظمت کے بعد ان کے چھوٹے بھائیوں کی عظمت و تعظیم بھی کی جاتی ہے۔ ان کی قومیں ان کے آثار و متبع کو کہ باعث خیر و برکت سمجھتی رہی ہیں۔

خود قرآن کریم نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کو یاد کر لیا ہے۔
قرآن کہتا ہے :

قَالَ لَهُمْ قَبُولُ حَسْرَاتٍ أَلَا يَسِفُ
لَهُمْ أَنْ يَنْجَاسُوا بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
سَيِّئَةً يَفْعَلُونَ رِجَالَهُمْ ذُكُورًا وَمِنْهُمْ
أَشْرَارٌ أَلَمْ نُؤْتِكُمُ الذِّكْرَ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ أَلَمْ نَجْعَلِ السَّمْعَ لَكُمْ فِي ذَٰلِكَ
أَلَانِ يَكْفُرُونَ

ان سے ان کے نبی اشویل علیہ السلام نے فرمایا ان (طاالت) کی عظمت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے جس میں تمہارا رب کی طرف سے سیکڑے تھے اور تمہاری ابدان کے چھوٹے تبرکات میں فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان نہ کرتے ہو۔

اس تابوت میں حضرت موسیٰ اور حضرت ارون علیہما السلام کے تبرکات تھے حضرت موسیٰ کا عصا ان کی نعمیں مبارک اور حضرت ارون علیہ السلام کا عمار مقدس وغیرہ تھا۔ نبی المومنین میں لڑائی میں اس تابوت کو آگے کرتے اس کی برکتوں سے دشمنوں پر فتوحیاب ہوتے اور جس مراد کے لئے اس کا وسیلہ لاتے وہ مراد برآتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ منظر کی تعمیر کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مطلق ہے۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ

تَنْقُاطُ اِبْرَاهِيمَ

اس دفعہ کعبہ میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں

ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ مقدس کی تعمیر کر رہے تھے اس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم پاک کے نشان ہو گئے تھے۔ اس کو آیت کریمہ میں منقول ابراہیم لکھا ہے۔ جو شہید کھلی ہوئی نشانی ہے اور اب تک یہ موجود ہے۔ اس کے پاس آج بھی ناز و نثار مقبول ہوتی ہے۔

جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار و تبرکات کی یہ اہمیت و تاثیر ہے تبصر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدس کی عظمت و تاثیر کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے یہی وجہ

ہے کہ صابرا کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آثار مقدسہ کا غیر معمولی احترام کرتے تھے ان سے تبرک و توسل کا کام لیتے تھے۔ کبھی کو موتے مبارک لے لیا تو وہ اسے کائنات کی سب سے اہم شئی تصور کرتا ہے کبھی کے پکس جتہ و چادر ہے تو وہ اسے زندگی کی سب سے گرانبوا شے جانتا ہے۔ آپ نے اگر کہیں نماز پڑھ لی ہے تو وہاں نماز پڑھنے کے لئے بعض صحابہ بعض سے بازی لے جانے کے لئے کشتاں ہیں۔

فرض اس طرح سے آپ کے تمام آثار مقدسہ و تبرکات متبرک کو صابرا کرام میں غیر معمولی اہمیت حاصل تھی اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں اور ان کے بعد ہر زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ کا پورا پورا اعتنا کیا ہوا ہے۔ اسی طرح روضہ انور کی زیارت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثت عہد صحابہ سے لے کر اب تک ہر زمانہ میں معمول و رائج رہی ہے۔ آج بھی دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمان آپ کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر آپ سے مدد و نصرت کے طالب ہوتے ہیں ان کے توسل سے ان کی گناہیں معقول ہوتی ہیں اسی طرح بعض صابرا کرام رضی اللہ عنہم کے بعض آثار طیبہ بھی غیر معمولی اہمیت و تاثیر رکھتے ہیں۔

انہیں آثار مقدسہ، زیارت روضہ انور، مساجد متبرکہ اور زیارت اہل بیت علیہم السلام و غیرہ کے موضوع پر مولانا عبدالمعین فرنگی محلی مکنوی نے عربی زبان میں ایک نہایت جامع کتاب "تسویر الانبیاء بزیاراتہ اشار حبیب الرحمن" تالیف کی تھی جس نے عالمی مقلوں میں کافی شہرت حاصل کی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس کے مافذ کی تعداد ایک سو تیس سے بھی زیادہ ہے۔ یہ تحریر کتاب عربی زبان میں تھی اس لئے اردو زبان طبقہ اس سے استفادہ کرنے سے محروم تھا الحمد للہ ملاقاتی نے اس راہ میں معاصی قادی کی کوشش و محنت سے اس کا اردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مولانا مفتی محمد صاحب قادری (مجاہدۃ الاشراف مبارک) کے ایک

قابل اور ممتاز استاد ہیں۔ آپ نے اس کتاب کا ترجمہ نہایت سلیس و ہموار انداز میں کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے وقت یہ محسوس ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے اور ایسا معروض ہوتا ہے کہ یہ کتاب دراصل اردو ہی میں لکھی گئی ہے۔ ہم مترجم کو ان کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

صاف ہے اہمیت کی اس طرح کی متعدد معجزات آثار تصانیف پر وہ زمانہ میں ہیں کہ یہ خود عربی زبان میں ہیں اس لئے عام مسلمان ان سے استفادہ کرنے سے محروم ہیں قاضی مترجم نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے ایک اہم عربی خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد ضوان اللہ ازہری

صدر شعبہ عربی و اسلامیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۳ جولائی ۱۹۵۳ء

عرش مہر مجسم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایمان والوں کی حقیقی معراج ہے۔ ہر مسلمان دینِ طیب سے عشق ہوگا وہاں کے دروازے سے
والہانہ جذبات رکھتا ہے۔ اس شہر عشق و محبت کے دیدار کے لئے اس کی آنکھیں بیتاب
اور اس کا دل بے چین رہا کرتا ہے۔ اس کی زیارت اس کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہوتی
ہے اور اس سے بڑی ایک ایمان دار کی آرزو ہو سکتی ہے کہ جس نے اسے ایمان کی
سب سے بڑی دولت دی ہے اس کی جلوہ گاہ کا ایک بار اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لے
وہ لوگ کتنے خوش قسمت ہیں جنہیں یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے مزار مقدس کی زیارت کی بہت زیادہ ترغیب دی اور اس کے بہت سے
فضائل بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ

عَشْرَةٌ أَوْ سَبْعُونَ (رواقطن)

دس سے سو بار عبادت ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ

عَشْرَةٌ أَوْ سَبْعُونَ (رواقطن)

عَشْرَةٌ أَوْ سَبْعُونَ (رواقطن)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے
لئے میری شفاعت ہوگی۔

میرے دنیا سے رخصت ہوجانے کے
بعد جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا
اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی

تیسری روایت ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ

عَشْرَةٌ أَوْ سَبْعُونَ (رواقطن)

(رواقطن)

جس نے میری رحلت کے بعد میری
زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں
میری زیارت کی۔

حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل انبیاء سابقین علیہم السلام
آپ سے استغاثت اور مدد و نصرت طلب کرتے چلے آئے ہیں۔ حاکم کی صحیح روایت
ہے جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش پر یہ دعا مانگی:

يَا زَيْتُونُ اسْتَنْصِرْكَ بِحَقِّكَ

مَحْتَسِبًا مَعِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْتَ تَعْفِرُكَ فَقَالَ لَهُ اللَّهُ

كَدَّ عَقَبَتِكَ لَكَ إِذَا نَسَلْتَنِي

بِحَقِّكَ۔

اے میرے پروردگار میں تجھ سے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے سوال
کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے تو ان سے
اللہ نے فرمایا جب تم نے ان کے وسیلے
سے سوال کیا تو میں نے تمہیں بخش دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مشکلات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہر ہی زندگی
میں اور آپ کے وصال کے بعد بھی آپ سے مدد و نصرت طلب کرتے تھے۔ اس طرح
کی متعدد امادیت اپنے مقام پر آئیں گی یہی جہود امت کا اعتقاد اور مزاج بھی رہا ہے
اور معمول بھی۔

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہی اُمت کے لئے مجسم مدد و
نصرت ہے اسی طرح آپ کی نسبت سے شرف ہونے والے مقدس مقامات،
مبارک مسجدیں، متبرک گزیریں، مسجود ثناء، کو اُمد اور اس کی مساجد، غرض آپ سے
منسوب ہر چیز بھی باعث خیر و برکت اور ذریعہ مغفرت و نجات ہے۔ جہود امت
ان سے توسل اور تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ بعد رسالت سے لے کر آج تک

ہر دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ کا غیر معمولی احترام اور احترام ہوتا رہا ہے۔ اور ان کی تعلیم و ترویج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و حکیم بھی جاتی رہی ہے۔ شفا، نواب سید الخیر اور مدارج النبوۃ میں مرقوم ہے۔

میث اعظامہ صلی اللہ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ایک حصہ
علیہ وسلم اعظام جمیع	ان تمام اشیاء کی تعلیم بھی ہے جن کو نبی
اسبابہ و ما لیسہ او عرف	صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق ہو اور نبی
بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے چھوایا ہو یا جو
وسلم۔	حضور کے نام پاک سے مشہور ہو

اس موضوع پر سہولت کلام میں بہتوں نے قلم بھی اٹھائے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت، آپ سے استغاثات اور آپ کے آثار مقدسہ میں بعض بعض پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ نفاک حرمین شریفین کتب احادیث کا ایک مستقل باب ہے۔ زیارت قبور اور اس کے لئے سفر، آداب زیارت وغیرہ پر خوب کتابیں لکھی ہیں۔

لیکن ان تمام پہلوؤں پر حاوی اور تمام گوشوں پر جامع بحث کہیں یک جا نہیں ملتی ہے۔

آج سے ایک صدی پیشتر یہ خدمت مولانا عبدالمعین فرنگی علی قدس سرہ نے انجام دی۔ آپ نے اس موضوع پر ایک اہم اور پرمغز کتاب "نور الایمان بزیارۃ اشرار حبیب الرحمن" تالیف فرمائی۔

۱۲۹۹ھ میں زیارت حرمین شریفین کے لئے آپ نے حجاز کا سفر کیا۔ اسی مبارک سفر میں مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران آپ نے یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب میں آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم، زیارت روضہ مقدسہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثات،

مساجد مبارکہ، آثار مقدسہ، مسجد ثبار، متبرک مقون، کوہ اُحمر، اس کے شہداء اور اس کی سببیں، اہل بیت علیہ السلام کی زیارت، ان تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث اور ان تمام گوشوں پر انتہائی تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جرات کہی گئی ہے حوالے کہیں گئی ہے۔ اس کتاب کو علمائے فرنگی محل کی تحقیقات کا اعلیٰ نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کے مراجع کتب ایک سو تیس سے بھی متجاوز ہیں جو اس کی غیر معمولی اہمیت کے لئے کافی ہیں۔

لیکن یہ کتاب عربی زبان میں تھی اس کی عام الادبیت کے پیش نظر اور علمائے فرنگی محل میں ایک جلیل القدر عالم کی اس موضوع پر تحقیق پیش کرنے کے خیال سے بعض اصحاب نے مجھے مشورہ دیا کہ یہ کتاب میں اردو ترجمہ کی شکل میں پیش کروں۔ رحمن رحیم کے نام سے میں نے یہ کام شروع کیا۔

الہامۃ الاشرافیہ کے تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند ماہ کی مسلسل محنت اور یہ سیم کاوش کے نتیجے میں آج یہ ترجمہ مکمل ہو کر آپ کے اہقوں میں ہے۔ ترجمہ میں اس کا التزام کیا گیا ہے کہ اصل عبارت کا مفہوم ادا ہو جائے اور ترجمہ اصل مفہوم سے یک سر ہو بھی تھا اور ذکر سے مصنف نے جو کہنا چاہا ہے اس سے ہی پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے بعض مقامات جو تفتیح طلب تھے ان کی الگ سے خوشی کے ذریعہ تفتیح کر دی ہے۔ زبان زیادہ سے زیادہ آسان اور عام فہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کو قیام اور مفید تر شکل میں پیش کرنے کے ارادے سے تلافی "کوہ آغاز" حالات مصنف اور آغاز کتب کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کافہ کتب میں معنیفین کے اسماء اور ان کے سبب وفات پروری تلاش و جستجو کے بعد جتنے مل سکے ہیں تحریر کر دیئے گئے ہیں۔

اخیر میں میں اپنے تمام بکبار اور اصحاب کا شکریہ گزار رہا ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح

میرا تقدیر کیا۔ بالخصوص ڈاکٹر قاری رضوان اللہ صاحب صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
 کو شکریہ بڑی جنہوں نے میری گزارش پر کلمہ آغا و کلمہ کریم کی بہت افزائی فرمائی۔
 شیخ کبیر سہرتی تلامذہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبہ افتاء الہامیۃ الاشرفیہ
 مبارکپور کا سونے کی جہنم نے مستند جگہوں پر میری رہنمائی فرمائی۔

رہت تیر اپنے حبیب گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میری یہ خدمت قبول فرمائی
 اور اس کی اناریت عام فرمائے اور مزید اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔

اللہم یا رحیم یا کریم اغفر لنا ولوالدینا ولاسائدتنا
 ولجميع المسلمين والصلوات برحمتك يا ارحم الراحمين
 وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد
 وآله واصحابه اجمعين آمین

اشتہار احمد قاری
 الہامیۃ الاشرفیہ مبارکپور۔ انجم گڑھ
 ۲۹ شوال الحرام ۱۴۱۹ھ - ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

حالات مصنف

۱۱ شوال ۱۴۱۹ھ تک
 ۱۱ شوال ۱۴۱۹ھ تک
 مولانا عبدالحق فرنگی مہاجر ایک جید عالم دین، صاحب فضل و کمال اور مشہور مصنف و
 محقق ہیں جنہوں نے اپنی ۳۸ سال کی مختصر سی زندگی میں بیشمار علمی تحقیقی فتوح چھڑے ہیں اور
 مشاہیر علماء کرام اور اصحاب فضل و کمال کی صف میں ممتاز و نمایاں مقام کے حامل ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف مولانا عبدالحق فرنگی مہاجر انہیں کے والد گرامی اور استاذ ہیں۔
 آپ کی ولادت ۱۱ شوال ۱۴۱۹ھ کو فرنگی محل بکھنویں میں ہوئی۔ دس برس کی عمر میں قرآن مجید
 حفظ کیا۔ صرف دو سو کوئی کتابیں اپنے والد ماجد مولانا محمد بن اللہ متوفی ۱۳۳۵ھ سے پڑھی۔ دینیات
 کی تکمیل معارف فرنگی محل سے کی۔ علوم اسلامیہ میں کمال حاصل کیا بالخصوص فقہ میں امتیازی مقام پیدا
 کیا۔ تکمیل دس کے بعد مدرس میں مشغول ہوئے۔

۱۲۹۹ھ میں نواب ذوالفقار الدولہ رئیس ہانڈہ کی طلب پر ہانڈہ تشریف لے گئے
 وہاں ریاست کے ایک مشہور مدرسہ میں مدرس مقرر کیے گئے۔ اسی کے بعد پور تشریف لے
 گئے۔ وہاں کے رئیس محمد امام بخش نے انہیں مدرسہ حنفیہ کا مدرس مقرر کیا۔ جو پور میں آپ نے
 ۹ سال تک اتانت کی اور وہیں نور الانوار کا مکتبہ قسطنطنیہ الاقسامہ تحریر فرمایا۔
 ۱۳۵۹ھ میں حیدر آباد دکن کا رخ کیا۔ وہاں سید تراب علی مالار جنگ نے انہیں مدرسہ
 نظامیہ کا صدر مدرس مقرر کیا۔

تدریس و تحریر کی خدمات کے اس طویل سفر کے ساتھ ساتھ دیار پاک کی حاضری کا شوق
 بھی ممتاز رہا۔ بہت بیدار نے یادی کی اور ۱۳۵۹ھ میں حج و زیارت کے لئے عربین طیبین کی

پاک سرزمین کا سفر کیا۔ مگر مکرر پہنچ کر آپ نے فریضہ حج ادا کرنے کے بعد شیخ محمد جمال حنفی اور شیخ احمد زینی وعلماں سے علم حدیث اور دیگر علوم اسلامیہ کی سند حاصل کی۔
 ۱۲۸۰ھ میں مدینہ طیبہ میں شیخ عبدالغنی سے تفسیر و حدیث اور شاہ عبدالرشید سے قصیدہ بردہ اور یزید بن ابی مرزبان کی اجازت و سند حاصل کی۔ شیخ علی المدنی نے دلائل الخیرات شریف کی اجازت دی۔

۱۲۸۲ھ میں حیدر آباد واپس ہوئے اور محکمہ عدالت نظامیہ سے وابستہ ہوئے اور اپنے مدبر علمی بلالیت شان کے ساتھ بحسن و خوبی اس کے فرائض انجام دیتے رہے۔
 یکدم موت کے بعد ایک شدید مرض کا حمل ہوا، ساتھ ہی ساتھ کبھی منافق کی طرف سے کیا جڑا سحر بھی اچھا اثر کر رہا تھا۔ شعبان تک ایسی حالت غیر ہو گئی کہ زندگی سے ناامیدی پیدا ہونے لگی۔ اپنے صاحبزادے کو کچھ وصیتیں فرمائیں اور حدیث کی بھی اجازت دی، بیعت لے کر داخل مسجد قادریہ رزائیہ کیا۔ آخر کار ۲۱ شعبان ۱۲۸۵ھ کو بروقت صبح اس دافرائی کو خیر باد کہا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ وفات "عالم باکل نور تفسا" ہے۔ حیدر آباد میں شاہ محمد یوسف قادری کے مزار کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کو بیعت و اجازت مولانا عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ سے ملی۔ آپ نے اپنے پیچھے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد چھوڑی جن میں سے اکثر تدریس و تصنیف میں متماز و مشہور ہوئے۔

آپ کی تصانیف کثرت سے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ۱- رسالہ فی الاشارة بالسیابة فی التشہد
- ۲- حاشیہ شرح العقائد الجلالہ السماعہ بحل المعائد
- ۳- التعلیہ شرح المستویۃ
- ۴- نظم الدرر فی سلف شوق القصر

- ۵- امعان النظر لبصارة شوق القصر
- ۶- نور الایمان بنیر یارۃ اشار حبیب الرحمن
- ۷- الاملا فی تحقیق السداد
- ۸- اقتاد الصایح فی الترویج
- ۹- غایۃ الکلام فی بیات الحلال والحرام
- ۱۰- خیر الکلام فی مسائل الصیام
- ۱۱- القول الحسن فی ما یعلق بالنوانیل والسنن
- ۱۲- عمدة التفریر فی مسائل الموت واللباس والحرمہ
- ۱۳- السقایۃ شرح الہدایۃ
- ۱۴- قمر الاقمار حاشیۃ نور الانوار
- ۱۵- رسالۃ فی احوال الرحلة الی الحرمین
- ۱۶- التعلیق الفاضل فی مسئلۃ الطہر المتخلل
- ۱۷- رسالۃ فی تراجم علماء الہند
- ۱۸- رسالۃ فی جمیع الفتاوی
- ۱۹- تحقیقات السمریۃ بحل حاشیۃ الزاہدیۃ علی الرسالۃ القطبیۃ
- ۲۰- القول الاسلامی بحل شرح السلم
- ۲۱- الاوتال الاربعۃ
- ۲۲- کشف المکتوم بحل حاشیۃ بحر العلوم
- ۲۳- القول الحیط فیما یعلق بالجمیع المتوفی والبسیط
- ۲۴- معین الطالبین فی رد المناطین
- ۲۵- الابضاحات لبحث البختلطات

۲۶- كشف الاشياء لحل حمد الله.

۲۷- البيان العجيب في شرح ضابطة التهذيب.

۲۸- كاشف الظلمة في بيان اقسام الحكمة

۲۹- العرفان

۳۰- حاشية النفیس شرح موجز الطب

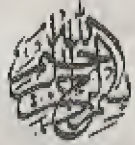
۳۱- الحاشیه علی الحاشیة القدیمة الدوائیة

۳۲- شرح شرح التجريد

۳۳- حاشیة بدیع السیرات

۳۴- حاشیة المصباح

فوز الایمان زیارة الآثار حبیب الرحمن



مقدمہ

زیارت قبور کا حکم | مردوں کے لئے زیارت قبور مستحب ہے۔ کیونکہ قبریں دلیں ہیں

رقت پیدا کرتی اور مرنے والے کو یاد دلاتی ہیں۔ بعض نے زیارت قبور کو واجب بتایا ہے۔ (مخزن الروایات)۔ یہی قول ابن عبدالبر نے بعض علماء سے نقل کیا ہے۔ علامہ زوی نے زیارت قبور کے مستحب ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ ہاں شعبی اور شافعی کے قول سے زیارت قبور کا مکروہ ہونا جھکتا ہے۔ لیکن یہ شاذ اور قابل التفات قول ہے۔ اس لئے کہ اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جہود علماء کے اجماع کے خلاف ہے۔ (البرہر النظم)

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں مرد و عورتوں سے زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔

(۱) بتوں کی عبادت سے مشابہ ہونے کا خوف۔

(۲) اور اس کا اندیشہ کہ لوگ نماز باہیت جیسے قول و فعل کے کہیں مرتکب نہ ہوں۔

پھر جب اسلام کے قواعد و ضوابط مضبوط ہوئے تو یہ حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرمایا۔ حضرت بروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو میں نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا مگر اب تم ان کی زیارت کرو۔

نہایتکم عن زیارت
القبر و ضرر و ہا
(یہود اور دوسری بیروت)

تم کو نہیں نے قبروں کی زیارت
سے روکا تھا تو راسب تم ان کی
زیارت کرو

مورتوں کے لئے بھی مذہب صحیح کے مطابق زیارت قبر مستحب ہے (جامع الروزم)
ایک خیال یہ ہے کہ ان کے لئے زیارت قبر حرام ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ان کے لئے
مکروہ ہے۔ کید محمد بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا (زیارت قبر سے) روکا ان کے حق میں بدستور
باتی ہے صرف مردوں کو اجازت ملی ہے۔ اس خیال والوں کی دلیل یہ ہے کہ ”ذُذِرُوا“
حدیث کا قضا صیغہ جمع مذکر ہے اس طرح گویا صرف مردوں کو اجازت ملی ہے لیکن یہ دلیل
کمزور ہے۔ ”فتح النان“ میں اس کے ضعف کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ شریعت کی زبان کا
مضطرب یہ ہے کہ مردوں کے اصل ہونے کی وجہ سے یا مردوں کو مورتوں پر غالب کرینے کی
وجہ سے خطاب مردوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

میں نے ہمدانی کی شرح میں لکھا ہے کہ زیارت قبر مورتوں کے لئے مکروہ ہے
بلکہ اس زمانہ میں تو حرام ہے بالخصوص شہر کی مورتوں کے لئے۔ کید مکروہ اس طرح نکلتی ہیں
جس میں قندہ و فساد کو پورا اندیشہ ہوتا ہے۔ طوطاوی نے ”حاشیۃ مراقب الافلاج“
میں یہی قول نقل کیا ہے۔

”مطالب السو مسیح“ میں ہے کہ مورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ اور کے سرا کسی قبر کی زیارت کے لئے نہ جائیں۔

محقق غیر الدین دہلوی نے دونوں قولوں کے درمیان مطابقت کی یہ شکل نکالی ہے کہ اگر
ان کی حاضری غم کو ہرا کرنے اور آواز دہرائی کی غرض سے ہو تو ناجائز ہے۔ اسی پر حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ قبروں پر جانے والے مورتوں
پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

لعن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم زائرت
القبر (البیہود)

قبروں پر جانے والی مورتوں پر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لعنت فرمائی۔

اور اگر عبرت اور رقت قلب کے بغیر روئے اور بزرگوں کی قبروں سے برکت حاصل
کرنے کے لئے برقرار مورتوں کے لئے کوئی حرج نہیں اور جوان مورتوں کے لئے مکروہ
ہے جس طرح جماعت کے لئے ان کا مسجد جانا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا ایک اور محل بھی بتایا گیا ہے کہ کثرت سے قبروں پر
جانے والی مورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جس سے ظاہر ہے کہ
کبھی کبھی وقت کی زیارت مزاح نہ ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ
ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ الفردی کی زیارت کرتیں۔

یہ بھی مروی ہے کہ جب وہ کبھی فردت سے مکہ جاتیں تو اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر
کی مکہ میں زیارت کرتیں۔ (کشف اصول البیہودی)

”خزانة الروایات“ میں ”سراجیہ“ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنہیں اور عائشہ
کے لئے زیارت قبر میں کوئی حرج نہیں۔

ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ زیارت قبر بعض برائےوں اور غریبوں شانہ مردوں
کا مورتوں کے ساتھ غلط ملط کے سبب ترک نہیں کی جائیں گی۔ اس لئے کہ قبریں اس جیسے سبب
سے چھوڑی نہیں جاتیں بلکہ انسان کے لئے ان پر عمل پیرا ہونا اور بدعات کا انکار لازم ہوتا ہے
بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو ان پر عمل کا مشا نا ضروری ہوتا ہے۔ (رد المحتار)

امام غزالی ”احیاء العلوم“ میں رقمطراز ہیں۔ ہر اس شخص سے جس سے اس کی زندگی
میں مدد مل جاسکتی ہے اس سے مرنے کے بعد بھی اس سے مدد مل جاسکتی ہے شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے ”شرح مشکوٰۃ“ میں یہ قول نقل کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دعاؤں کے قبول دہنے کے لئے مجرب و تریاق ہے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ شیخ معروف کرمی اور حضور غوث اعظم سیدنا نور محمد شاہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اپنی قبروں میں دیئے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے برکات سے نفع پہنچائے اور ہمیں ان کے احوال کے مثل نصیب فرمائے۔ آمین۔

نبوت کی تعریف کرنا اور اس کا ذکر جمیل کرنا مستحب ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارا ساتھی انتقال کر جائے تو اُسے چھوڑ دو۔ اس کی عیب جوئی نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال تک پہنچ چکے۔ (امام العلوم)

زیارت قبر کے اوقات

ہفتہ میں ایک بار قبروں کی زیارت مستحب ہے
(مناجات النوازل)

باب الناسک کی شرح میں ہے کہ زیارت قبر کے لئے صبح سے افضل جمعہ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اشعۃ المسحات" جلد اول میں لکھتے ہیں کہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے میں نے ایسے چار اشخاص کو دیکھا۔ وہ یہی حضرات اوردو کے نام نہ کر نہیں سکے ان کے اشراف و زلیا مقصد صحر نہیں۔ نیز شیخ ابوالعباس حنفی سے نقل فرمایا کہ امدادیت زندہ کی امداد سے قریب ہے اس کی تائید سید احمد بن مرزوق نے بھی فرمائی ہے۔ نیز عارف باللہ حضرت حامی قدس سرہ نے شیخ ابوالحسن ترشیز کا قول نقل فرمایا کہ میں مشائخ میں چار حضرات کو جانتا ہوں کہ وہ اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔ شیخ معروف کرمی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ عقیل دہلوی اور شیخ حیات جلالی قدس اللہ اسرارہم و نعمات الانس و الملائک

سنتین اور شہید اور جمعرات کے ایام ہیں۔

محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ مردے اپنے پاس آنے والے کو جمعرات، جمعہ اور منیجر کے دنوں میں مانتے ہیں۔ (مستحق)

"جمع البرکات" میں ہے مردوں کو جمعہ کے دن معلوم کرنے کی قوت نسبتاً دوسرے دنوں کے زیادہ عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ مردے اپنے زائرین کو اس دن دوسرے دنوں سے زیادہ پہچانتے ہیں۔

"خزانۃ الروایات" میں لکھا ہے زیارت قبور جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ بہتر ہے اور منیجر کے دن طلوع آفتاب سے قبل اور جمعرات کو دن کے شروع حصے میں اور بقیہ دن کے اخیر حصے میں بہتر ہے۔

"مطالب المؤمنین" میں بھی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی کی قبر پر ہر جمعہ کو حاضر ہو تدارہ بخشش دیا گیا اور اطاعت و شاکر دیا گیا۔ (در منہ الصدور) یہ بھی لکھا ہے "شعب الایمان" میں بھی اسی مفہوم کی حدیث مرسلہ روایت کی ہے۔

صاحب "المنازل والبلدات" رقمطراز ہیں۔ اولاد کے لئے مناسب ہے کہ اپنے والدین کی قبروں پر جمعہ کو حاضر ہوں۔ اور ان دنوں کی قبروں یا ان میں سے کسی کی قبر کے پاس سورۃ یسین پڑھیں۔ تو ہر آیت اور ہر حرف کے عوض اس کی بخشش ہوگی۔

برکات القبر میں بھی زیارت قبر مستحب ہے بالخصوص شب برات میں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب میں اہل بقیع کی زیارت کی ہے۔

اسی طرح متبرک دنوں میں بھی مستحب ہے مثلاً عشرہ ذوالحجہ عید الاضحیٰ عید الفطر ایام ماشرہ اور ایام حج میں۔ (غرائب)

زیارت قبر کے آداب | جب کوئی شخص زیارت قبر کا ارادہ کرے تو اس کے

لئے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں درگت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے اور میت کے لئے اس کا ایصال ثواب کرے۔ اس سے اللہ تعالیٰ میت کے پاس اس کی قبر میں ایک نور بجاتا ہے اور اس نوری کے لئے بہت زیادہ ثواب لکھا ہے پھر یہ شخص قبرستان جائے اور اٹھائے راہ بے مقصد کام میں مشغول نہ ہو۔ (مجمع البرکات)

جب قبرستان پہنچ جائے تو یہ کلمات کہے:

اَسْلَمْتُ عَلَیْكَ مُحَمَّدُ اَرْقُومُ مَوْتِیْنَ	اے مسلمانوں تم پر سلام، ہم بھی انشاء اللہ
وَاَقَامُوا شَآءَ اللّٰهِ بِكُمْ لَا حَیْثُوْنَ	تم سے میں گئے، میں اپنے اور تمہارے
فَاَسْأَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلكُمْ الْعَاقِبَةُ	لئے اللہ تعالیٰ سے عاقبت کا
(شرح النقایہ، للملا علی قاری)	غور سے گار ہوں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب کے اخیر حصے میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے:

اَسْلَمْتُ عَلَیْكُمْ مَا اَرْقُومُ	اے مومنو تم پر سلام تم سے جو وعدہ
مَوْمِنِیْنَ وَاَسْأَلُكُمْ مَا تُؤْعِدُوْنَ	کیا کیا تمہارے تم کو لاکھ لاکھ کا دن (قیامت) تمہارے
عِذَا اُمُوْجِبَلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ	ماجر کے لئے مقرر ہے اور ہم انشاء اللہ تم
بِكُمْ لَا حَیْثُوْنَ ۝ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ	سے ملیں گے۔ اے اللہ ساکنان البقیع غفر
لَا اَهْلِ بَقِیْعِیْطِیْ الْعَرَبِیِّ	کو بخش دے۔

حدیث میں وار کا لفظ زائد ہے یا لازم کے ذکر کا قیاس سے ہے کیونکہ جب حضرت صلی اللہ

صلی البقیع الغرقہ۔ یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے البقیع کے معنی دفنوں والی زمین غرقہ ایک قسم کے درخت کا نام ہے یہ درخت اس جگہ بکثرت پائے جاتے تھے۔

علیہ وسلم نے گھر کو سلام کیا تو اس میں رہنے والے کو بدبو اول سلام ہوگا اس طرح حدیث میں ان شاء اللہ کا ذکر تبرکات ہے اس لئے کہ مردوں سے ملنا قطعاً ہے یا ملنے سے دوا کا ال ترین حال میں ملنا ہے۔ اس صورت میں ان شاء اللہ اپنے اصل معنی میں ہوگا جس کا معنوم یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے پایا تو تم تم سے اچھے حال میں نہیں گئے اور تمہیں میں ہم بھی شامل ہوں گے اور بعض کتب فقہ میں یہ ہے کہ والسلام علی المرتین علیکم السلام کہنے نہ والسلام علیکم یہ اس بنا پر ہے کہ پہلا جملہ مقتضی نہیں کہ اس کا جواب ضرور دیا جائے اور دوسرا جملہ جواب چاہتا ہے، اس کا اعتبار نہیں۔

نار شامی نے رد المحتار میں لکھا ہے: زیارت کے آداب میں سے یہ ہے کہ السلام علیکم کے الفاظ کے ساتھ ال تبرک کو سلام کرے یہی صحیح ہے۔ علیکم السلام نہ کہے کیونکہ حدیث میں السلام علیکم کے الفاظ آئے ہیں۔

مجمع البرکات میں "الشرعہ" سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی شخص کسی ایسے شخص کی قبر سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا رہا ہو اور پھر گزرنے والا اس کو سلام کرتا ہے تو بلاشبہ صاحب قبر سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ ابن عبد البر نے "الإستیعادہ" میں یہ روایت نقل کی ہے۔

ایضاً العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب گزرنے والا کسی ایسی قبر سے گزرتا ہے جس سے وہ جانتا نہیں اور اس کو سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کو جواب دیتا ہے۔

جب مسلمان اور کفار کی قبریں باہمی مل جلی ہوں تو سلام کے لئے یہ الفاظ ہونے چاہیئے السلام علی من اتبع الهدی (مجمع البرکات) ہمارے فرمایا ہے قبر پر حاضر ہونے والا صاحب قبر کے پاس متقی سے آئے اس کے سرانے سے آٹھ ٹھیک نہیں۔ سرانے سے آنے کی صورت میں میت کی نظر کو مشقت ہوگی اور پائنتی سے آنے کی

صورت میں یہ بات نہ ہوگی کیونکہ اب وہ صاحب قبر کے سامنے ہوگا جب میت اپنے
انڈوں پر ہوگا تو اس کی نظر اس کے پاؤں کی طرف ہوگی۔ اس کا لحاظ اس وقت ہوگا جب الیسا
ہو سکتا ہو۔ نہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ البقرہ کا ابتدائی حصہ ایک
میت کے سر پر ڈالا اور اس کا اخیر حصہ اس کے پانچویں تلواریں فرمایا۔ (رد المحتار)

قبر سے قریب ولعید ہونے میں معیار دنیاوی زندگی کا حال ہوگا۔ (جامع الرموز)
قبر پر نہ فرما ہونے والا قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو۔ (مطالب المؤمنین) اور قبستانی کی تصریح
کے بموجب میت کے چہرے کے مقابل ہو۔

رواۃ المتار میں ہے کہ قبروں کے پاس گھرے ہو کر دعا کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت البقیع تشریف لے جانے کے وقت یہی معمول تھا۔ اور اگر کوئی
بیٹھے تو اس کے قریب ولعید بیٹھنے کا اعتبار اس کی دنیاوی زندگی کے انداز سے ہوگا یعنی زندگی
میں اس کے جس قدر قریب یا بعید بیٹھا تھا اسی لحاظ سے اسے اب بھی بیٹھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ میں اپنے حجرے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں
اپنے کپڑے اتارے ہوئے داخل ہوتی اور اپنے جی میں کہتی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے
شرہ اور میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تو ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حجرے میں دفن ہوئے تو اللہ کی قسم
میں اس میں اس طرح کبھی داخل نہ ہوتی بجز اب جب بھی حجرے میں آتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے حیا کی وجہ سے اپنے پیر سے کپڑے زیب تن کئے ہوتی۔

مرقات میں منقول ہے کہ طیبی نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس حدیث
سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کا احترام اس کی زندگی کی طرح ہونا چاہیے۔

دار کے لئے مستحب ہے کہ اپنی استطاعت بھر پڑھے مثلاً سورہ فاتحہ، سورہ البقرہ

کی ابتدائی آیتیں مفلاحون تک آیت انکری اور امت الرسول۔ اخیر تک سورہ یسین
تبارک الذی سورہ نکاش، سورہ اعراس گیارہ بار یا سات بار یا تین بار اہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لے اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب نکال کر یا نکال نکال کر پہنچا۔ یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کی رائے ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قبرستانوں میں قبر کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ
ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختلف احادیث کے دار ہونے کی وجہ سے
مستحب ہے۔ صدر الشہید نے فرمایا ہے کہ ہمارے شاخ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قرآن
اختیار کیا ہے۔ (مطالب المؤمنین)

شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل سے منقول ہے کہ قبرستانوں میں قرآن زور سے پڑھنا
مکروہ ہے۔ (جمع البرکات)

شیخ ابوبکر محمد بن ابی نعیم سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ قبر پر حاضر ہونے والا
قبرستانوں میں آواز یا بلند آواز سے نہ پڑھے لیکن اس کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھے اس لئے کہ
اس سورہ کے پڑھنے کا حکم حدیث میں آیا ہے۔ (مطالب المؤمنین)

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں کا قبر کے گرد بیٹھا اور ان کا قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔
فتح القدیر میں ہے کہ قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنے کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ فقہانہ میں
یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔ (رد المحتار)

۱۔ اس سے معلوم ہوگا ایصال ثواب کے لئے ایصال ثواب کی نیت کے ساتھ ساتھ زبان
سے بھی کہنا بہتر ہے۔ ۲۔

۳۔ غالباً اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ اگر قبرستان میں بتدریج لوگ فاتحہ پڑھ رہے ہوں یا کسی کام میں
مصرف ہوں تو بلند آواز سے نہ پڑھے اور اگر جمہور تو میرے خیال میں بلند آواز سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ
میت کو اس سے مزید آس حاصل ہوگا۔ اس تفسیر میں سورہ تکوین اور جیت قرآن ایک حکم رکھتا ہے۔

”خزانۃ الزیارات“ میں مناجات السائل سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ”شخص کسی قبر کی قبر پر حاضر ہوا اور یہ دعا کہ: **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ حُضْرَتِ ذِی النُّوْرِ اَوَّلِیِّہِ اَوْ اَخِیِّہِ** **تَعَدَّ بِکَ مِلَّةَ النَّبِیِّیَّتِ** تو اللہ تعالیٰ صاحب قبر سے قیامت تک کے لئے مغفرت دینے فرمادیتا ہے۔

”غرائب“ میں ہے جس شخص نے اپنے والدین کی قبر پر ایک بار سورہ فاتحہ اور سات بار قل هو اللہ احد پڑھا اللہ تعالیٰ ان دونوں کی قبروں کو سات روز قیامت میں شرفِ فردا سے متور فرمادیتا ہے۔

”ردالمحتار“ میں ہے ابن حجر مکی سے یہ چلایا کہ اگر کسی نے پارسے اہل قبرستان کے لئے فاتحہ پڑھی تو کیا اس کا ثواب اللہ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا یا ان میں سے ہر شخص کو اس کا پورا پورا ثواب ملے گا۔ تراویح نے جواب دیا کہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے پورا پورا ثواب ملنے پر فتویٰ دیا ہے اور یہی اللہ کے وسیع فضل و کرم کے لائق بھی ہے۔

”مطالب الرحمن“ میں ہے گلاب اور دوسرے پھولوں کی قبروں پر رکھنا مستحسن ہے۔

اس کے اصل یہ حدیث ہے ”حضرت علیؑ علیہ السلام کو تم در قبروں سے گزرے اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں پر غلاب برار ہے اور کسی بڑی است پر غلاب نہیں جو اس کے ایک پیشاب سے بچتا نہیں تھا۔“ دراصل چاہی کہ اس کا پھر مجھ کی ایک کبیلہ شاعر نے اور اسے اس سے آگے بڑھا اور دونوں قبروں پر کاروڑا۔
روانے پر یہاں حاضر نے یہ کیا کیوں کیا! ارشاد فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ ہو کہیں گی نہیں ان کے غلاب یہ کیفیت ہے کہ ”وہ تاروی سلم مشکوٰۃ ص ۱۸۰۔“ اسی حدیث کے پیش نظر حضرت زیدؑ اعلیٰ مقامات رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث کی تفسیر کہ ان کی قبر پر کھجور کی شاخیں رکھی جائیں۔ (بخاری ص ۱۱۰) فقہ احمدی میں شیخ عقیق دہلوی لکھتے ہیں اسی حدیث سے سبزواری کا جواب اور دوسرے پھولوں کے قبروں پر رکھنے کے اخصان پر استدلال کیا گیا ہے۔ (ص ۱۸۰) — اور اعلیٰ مقامات نے اس حدیث کے تحت ”اہل قبرستان“

یونہی جب تک پھول تر ہیں گے۔ قیاس کرتے دیکھئے اور میت کو ان کی قیاس سے افسر حاصل ہوگا۔ اور اگر پھول کی قیامت کا مدد کر دیا جائے تو اور بہتر ہے (مجمع البرکات)
”مطالب الرحمن“ میں مرقم ہے۔ زائر اپنا دایہا ہاتھ میت کی قبر پر رکھے اور یہ دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اَغْفِرْ قَاتِلَکَ قَدَّ | اے اللہ تو بخش دے اس نے کو وہ
اَفْتَنَہُ رِیْسَکَ۔ | قاتل ہی محتاج ہے۔

”تذکرہ“ میں ہے کہ ہاتھ کی قبر پر رکھنا زعم سنت جلتے ہیں اور مستحب اور نہ ہی اس میں کوئی حرج سمجھتے ہیں۔ جہاں اللہ سے منقول ہے کہ مگر کے شاخ اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: اہل کتاب کا طریقہ ہے اور ”احیاء العلوم“ میں ہے کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے اور شرف الازار نے کہا ہے کہ بدعت ہے۔ (مجمع البرکات)

قبرستان میں نامناسب امور | قبر کے پاس وہ تمام امور جو سنت سے ثابت نہیں مکرہ ہیں۔ قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا صرف سنت سے ثابت ہے۔ — (البحر الرائق) ہاں دعا سے مراد وہ تمام ذکر غیر ہیں جو زائر اور اہل قبر کے لئے نفع بخش ہوں۔

۲ ”مرآت“ میں لکھا ہے کہ علماء نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ قبروں پر قرآن مجید پڑھنا مستحب ہے اس لئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کھجور کی شاخ کی قیاس سے افضل ہے۔ علامہ طحطاوی ”حاشیہ مرقی الفلاح“ میں شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں: متاخرین اگر اخاف نے فتویٰ دیا ہے کہ قبروں پر پھول کھجور کی شاخ رکھنے کا جو رواج ہے اس کا سنت پر اس حدیث سے ثابت ہے اور جب شاخ کی قیاس سے میت کے غلاب میں عنایت متوقع ہے تو قرآن کی تلاوت غیر درست نہیں کیا گیا۔
نہا وہ بڑھ کر ہے (ص ۱۸۰) اسی کے قریب قریب شامی جلد اول میں بھی ہے۔ (۱۱ مترجم)

زمانہ حاجت کے لوگ قبر کے پاس گائے یا بکری قربان کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ارشاد ہے۔

لا تعترفی الاسلام (ابوداؤد) | (قبر کے پاس قربان کرنا اسلام میں نہیں ہے۔)
قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ ابوداؤد نے ابومرثد غنوی سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا تجلسوا علی القبور | تم قبروں پر نہ بیٹھو
ایک دوسری حدیث ہے۔

لان یجلس احدکم علی جسرة فخرق ثیابه فتخلص المجلدہ خیر له من ان یجلس علی قبورہ۔ (رواہ مسلم)	یقیناً تم میں سے کسی کا ایسے انگارے پر بیٹھنا ہو اس کے کپڑے جلائے پھر اس کی جلد تک پہنچ جائے یہ کسی مسلمان کی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔
--	--

امام مالک اور طحاوی نے فرمایا ہے کہ قبر پر جو بیٹھنا ممنوع ہے اس سے مراد نقصانے حاجت پیشاب و پاخانہ کے لئے بیٹھنا ہے۔ (شرح النکاح)

اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے بیٹھنا منع میں داخل نہیں بلحاوی نے لکھا ہے کہ امام عظیم اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما قبروں پر بیٹھتے تھے (معانی الآثار از طحاوی)

۱۔ ان کا مقصد یہ تھا تاکہ صاحب قبر اپنی زندگی میں بہانوں کے لئے جائز ذبح کرتا تھا تو ہم اس کے بدلے میں قبر پر جائز ذبح کر کے کھلائیں۔ (ضمایہ)

ان کا مقصد ایصال ثواب نہیں ہوا تھا بلکہ صرف نام آوری اور شہرت۔ لیکن اگر کوئی ایصال ثواب کے لئے جائز ذبح کرے وہ لافست میں داخل نہیں۔ (مترجم)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "قولہ" میں روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبروں سے ٹکیے لگاتے اور ان پر بیٹھتے تھے۔ طحاوی نے "عاشد مرقی الفلاح" میں بھی یہی لکھا ہے۔

"فورا ایضاً" میں ہے کہ قبر پر بلا مقصد بیٹھنا مکروہ ہے۔ اگر پڑھنے کے مقصد سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (در المختار)

قبر پر نماز پڑھنا یا اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ حدیث میں اس سے روکا گیا ہے۔ (در المختار)

ابوداؤد نے ابومرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تاتل الله الیہود اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد۔	اللہ تعالیٰ یہود کو مار ڈالے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنائیں۔
---	---

یعنی نماز کا قبلہ بنایا جن کی طرف وہ نمازیں رخ کرتے تھے یا ان قبروں پر مسجدیں بنائیں جن میں وہ نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الروود)

لیکن کسی نبی یا اولیٰ کے مزار کے قریب مسجد بنانا جس مسجد میں مزار کے قریب نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ نماز سے قبر کی تعظیم اور نماز میں قبر کی طرف رخ نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ

صاحب قبر سے مدد حاصل ہو ان کی روح پاک کی برکت سے عبادت کی تکمیل ہو۔
شرح مشکوٰۃ از شیخ محمد صالح المنجد

قبر پر ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ (مطالب العینین)

۲۔ اعلیٰ قاری نے "قولہ امام محمد" کی شرح میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک قبر پر ٹیک لگائے دیکھا تو فرمایا تم صاحب قبر کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (نہایہ)

قبر پر سونا مکروہ ہے۔ (الانقیار شرح المختار)

قبر کے پاس سونا اور اس پر پیشاب و پاخانہ نہ لگانا مکروہ ہے (شرح نقایہ اہل علمائے اہل حق)

بلکہ اس کے قریب بھی یہ سب کرنا مکروہ ہے (مراقی الفلاح)

تبرکاً جنتیہ یا پاؤں سے پاؤں کرنا مکروہ ہے۔ (مطالب المؤمنین)

اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ جس شخص کے اہل ذرہ راقاب کے آس پاس بہت سے لوگ مدفون ہوں اس کو ان کی قبروں کو پاؤں کر کے اپنے عزیز کی قبر تک نہ جانا چاہیے۔

”خزانۃ الفتاویٰ“ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قبر پر ہر کسی ضرورت چلائیں جاسکتا اور قبر کی زیارت درہی سے کی جائے گی۔ (رد المحتار)

طحاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے لکھا ہے۔ قبر پر بیت و دفن کرنے کے لئے یا کسی اور ضرورت کے پیش نظر چلنا مکروہ نہیں۔ ”السرائح“ میں ہے کہ اس راستہ کے جو قبر پر ہو کر گزرتا ہے اگر کوئی راستہ نہ ہو تو ضرورتاً اس راستہ پر چلنا جائز ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی شخص ال قبر کے لئے قرآن پڑھتا ہوا، تسبیح کرتا ہوا یا ان کے لئے دعا کرتا ہو قبروں پر چلے تو اس میں کوئی حرج نہ۔ (فتاویٰ)

اگر گزرنے والے کو قبرستانوں میں کوئی ایسا راستہ مل گیا ہے جسے وہ مقبرہ کا یا راستہ خیال کر رہا ہو اس کو اس راستہ پر نہ چلنا چاہیے اور اگر اس کے دل میں یہ خیال نہ گزرے تو اس پر چلنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان)

قبرستانوں میں جو نہ نکال کر ننگے پاؤں جانا مستحب ہے (خزانۃ الروایات) بعض کا خیال ہے کہ قبرستانوں میں جو نہ پہن کر چلنا مکروہ ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قبرستانوں میں چلنے پہن کر جاتے تھے، اور مریضے اور جو تھے کا فرق واضح ہے (فتح النان)

فتاویٰ مالگیری میں ہے۔ قبرستانوں میں جوتے پہن کر چلنا ہمارے نزدیک مکروہ نہیں۔ ”السرائح الرابع“ میں بھی یہی لکھا ہے۔

علامہ تاجی نے ”شرح الناسک“ میں لکھا ہے۔ بعض مشائخ کے نزدیک قبرستانوں میں ننگے پاؤں چلنا مستحب ہے۔ گو اس سلسلے میں کوئی روایت موجود نہیں بلکہ اس حدیث

سے کہ فرمایا گیا۔ میت لڑکوں کے جوڑوں کی آواز سنتا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ لوگ مٹوا جاتے ہیں کہ قبرستان میں جاتے تھے۔

طحاوی نے ”معانی الآثار“ میں لکھا ہے کہ قبروں پر جو نہ پہن کر چلنا بدوہ اول مکروہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ اور امام یوسف کا یہی قول ہے۔

طحاوی ”شرح المعنی“ سے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ قبر پر ہر ماہر کھانا مکروہ ہے۔ خواہ اس کے نقاب سے منقول ہے کہ قبر پر حاضر ہونے والے کو قبر کا زبور لیا جائے اور نہ چھونا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے۔

محققان نے لکھا ہے کہ زائر اپنے ماتحت سے نہ قبر چھوئے اور نہ اس کا لہرہ سے بڑھ لکھا ہے کہ یہ طریقہ چلا کر جائے۔ اور علم جس کے اس وقت متکب ہوتے ہیں وہ شرعاً بدعت سیئہ میں سے ہے۔ ”مجمع البرکات“ میں بھی ہدایہ کی ”شرح معنی“ سے نقل کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔

”مطالب المؤمنین“ میں ہے کہ اپنے والدین کی قبروں کا لہرہ مٹنے میں کوئی حرج نہیں اس کی وجہ ”کفایۃ الشیخ“ میں منقول یہ روایت ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جنت کے دروازہ کی چوڑھٹ اور حسین آنکھوں والی حور کا لہرہ مٹنے کی قسم کھائی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ وہ اپنی والدہ کے پاؤں اور اپنے والد کی پیشانی کا لہرہ مٹے۔ اور مروی ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرے والدین موجود نہ ہوں تو ارشاد فرمایا۔ ان کی قبر کا لہرہ مٹے۔ اس نے کہا اگر ان کی قبر کی شناخت مجھ سے نہ ہو سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم دو ٹیکریں کھینچ لو اور یہ حقیقت کہ لو کہ ان میں ایک ماں کی قبر ہے اور دوسری والد کی قبر۔ اور پھر چوم لو۔ تمہاری قسم نہ ٹوٹے گی۔ (مغفرۃ الذنوب فی زیارۃ القبرین)

شیخ محمد شافعی مدظلہ العالی نے "شرح عین العلم" میں لکھا ہے۔

دور بر سر داون قبر والدین روایت فقہی نقل می کنند صحیح آیت کہ لایکوز است۔

علامہ تاجری نے "شرح عین العلم" میں لکھا ہے۔ قبر تابوت اور قبر کی دیوار چھوئی نہ جائے۔ اس لئے کہ روضہ الزمر سے متعلق اس طرح کے کام سے جب رکھا گیا ہے تو عام کی قبر کے ساتھ یہ درجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ اور نہ ہی ان کا برسر لیا جائے اس لئے کہ برسر چھونے سے بڑھ کر فعل ہے۔ اس طرح اس سے منع بھی درجہ اولیٰ ہوگا۔ برسر صرف حجر اسود اختیار کرنا عباد اور بزرگوں کے ماتوں کا لیا جانا چاہیے۔

"مجمع البرکات" میں ہے کہ زائر کسی بزرگ کی قبر کا تین بار طواف کر سکتا ہے لیکن اس قول کا اعتبار نہیں۔

علامہ تاجری نے "شرح باب الناسک" میں لکھا ہے کہ شفعہ روضہ الزمر کے گرد طواف نہ کرے کیونکہ طواف کعبہ مکرمہ کی خصوصیات سے ہے اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات کا طواف حرام ہوگا۔

قبروں کا سجدہ کرنا ان کے لئے جھکن اور ان کے سامنے از روئے تعظیم کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (مجمع البرکات)

۱۔ آداب زیارت کے عنوان میں۔ رد المحتار کے حوالے سے اہل گنداکہ قبر پر پکھڑے ہو کر دعا کرنا سنت ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبۃ شریف میں کیا کرتے تھے اور یہ نام کتب فقہ میں ہے عراقی الفلاح میں ہے والسنۃ زیارتہا قائما و الساعۃ منۃ ہا تاکما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع

خزائنہ الروایات میں "فتاویٰ کبرئ" سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ قبروں پر انگی ہوئی گھاس کاٹنا یا اگر تر ہو تو اس کا کھینچنا مکروہ ہے اور اگر خشک ہو تو خرچ نہیں اس لئے کہ جب تک وہ تر نہیں گئی تسبیح کرتے رہیں گے اور میت کو ان کی تسبیح سے انس حاصل ہوتا ہے گا۔ قبروں پر چراغ جلانا کسی ضرورت یا کسی اور نفع کے مقصد ہی سے درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

رد المحتار میں ہے کہ الاحکام میں "الحجۃ" سے منقول ہے قبروں پر پڑنے والی مکروہ ہے۔

۲۔ خطاوی نے "غاشیہ مرقی الفلاح" میں احیاء العلوم سے نقل فرمایا ہے۔

الاستحب فی زیارة القبر ان یقف | زیارت قبر میں سجدہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت

استدیز القبلة مستقبلًا وجہ البیت | کر کے اور میت کی طرف منکر کے کھڑا ہو۔ ۳۔ علامہ نے کہا کہ یہ کھڑا ہونا نہایت قرین نہیں ہوگا خصوصاً جبکہ قبر کسی نبی یا ولی کی ہو اس لئے کہ نہایت قرین کھڑے ہونے سے ایمان ہی رخصت ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے مزارات پر کھڑا ہونا نہایت تعظیم ہی ہوگا اگر تعظیم کیا جائے کہ نہایت تعظیم کھڑے ہو کر زیارت قبر کرنا مکروہ ہے تو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے مزارات کی زیارت کا سنون طریقہ کیا ہوگا؟ اس لئے صحیح یہ ہے کہ قبر پر نہایت تعظیم کھڑا ہونا ممنوع نہیں اور ناس میں اولیٰ کراہت ہے۔ ۴۔

۱۔ غلط قبر مراد ہے اس نیت سے چراغ جلایا کر اسے کوئی پائل نہ کرے یا وہاں زائرین ہیں جو چراغ کی روشنی میں تلاوت یا دیگر اولاد پڑھ رہے ہیں یا قبر کسی نبی یا ولی کی ہے اس مقصد سے چراغ جلایا کر لوگ پہنچیں اور فیض و برکت حاصل کریں الحمد للہ الشہیدۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ از علامہ عبدالحق تاجری (۲) ۲۔ یہ عام مومنین کی قبروں کا حکم ہے انبیاء و اولیاء کے مزارات پر پڑنے اور چادرین ڈالنا مکروہ نہیں۔ ۳۔ کشف الخوارزمی اصحاب القبر اور علامہ تاجری اور "العقودہ الدریۃ" از علامہ شامی

جب میت لگی کر مٹی ہو جائے تو قبر پر کھیتی اور عمارت بنانا اور اس کے اوپر چڑھنا ہائز ہے۔ (رد المحتار)

۱۔ علامہ شامی نے شرح کنز سے لفظ زمیں کا یہ قول نقل کیا ہے اور اس کے مقابلہ لکھتے ہیں۔
 قتال فی الامداد و یخالفہ ما فی التارخانیۃ اذا صار المیت ثوابا فی القبر و یشکوہ دفن غیرہ فی قبرہ لانت الحرمة باقیہ
 (رد المحتار ج اول ص ۵۹)

اس طرح صاحب "امداد الفتاح" علامہ شرنبلالی نے اس معارض روایت سے زمیں کے قول کا رد کر دیا ہے۔

فتاویٰ مالگیری میں ہے:

تیکہ ابن سینہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اوبینام اویطاً علیہ (ج اول ص ۵۹)

خود علامہ شامی حاشیہ در مختار میں اس کی دلیل پیش کرتے ہوئے رقم ہیں:

لانت المیت یتاؤف بما یتاؤف
 سہو الخ

دلیل نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تصریح روایت کی ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المیت یتوذبہ فی قبرہ ما یتوذبہ فی مہیتہ۔
 میت کہ جس بات سے مگر میں ایذا ہوتی ہے قبر میں بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ ۲

۲۔ برہان شرح مواہب الرحمن: میں ہے قبر پر زینت کے لئے عمارت بنانا حرام ہے اور بعد از فن قبر کا مستحکم کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ عمارت رابٹش کہتے ہوتے ہیں اور قبر ناکاہ ہے

۳۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے تصنیف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:
 آدم السوم فی موتہ کاذاہ
 ف حیاتہ۔
 مسلمان کہ بعد موت ایذا دہنی ایس کا ہے جیسے زندگی میں اس کو تکلیف پہنچائی۔
 اور ہاشم پرانے مقبرہ یا تدفین قبر پر مکان بنانا یا کھیتی کرنا مکروہ ترین اور موجب ایذا ہے۔
 لئے جانہ نہیں شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

شاید کہ مراد آنست کہ زمین سے ناخوش
 میراد و راضی نیست بشکلیہ کردن بر قبر
 از جهت قطن امانت و استخفاف را بوس
 (شفا الممات جلد اول ص ۲۱۹)

جب قبر پر تکلیف لگانے سے اہل قبر کی امانت و ذلیل ہو سکتی ہے تو اس پر کھیتی کرنا اور مکان بنانے میں ہر جہت آئی ترین ہوگی۔ فتاویٰ مالگیری کی دوسری جلد میں ہے:

شیلہ ہود الامام شمس اللہ محمد
 الادرجندع من المقبرۃ فی القری
 اذا اندرکنت ولم یبق ہما اثر الوق
 لا العظم ولا غیرہ حل یجوز ذرہا و
 استغلا لھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ
 کذا فی الصحیح و ہذا مال ص ۲

۱۔ یہ حکم بھی امام برہان کے لئے ہے اور مقصود جبکہ صرف زینت اور تقاضا بر غرض ص ۲

ایسی جگہ دفن کرنا مکروہ نہیں جہاں پہلے سے عمارت بنی ہوئی ہو۔ اس لئے کہ میت کے بغیر حقیقت میں وہ قبر نہیں۔

”وہ عمارت میں ہے قبر پر عمارت نہ بنائی جائے۔ اگر زینت کے لئے ہو تو حرام اور اگر دفن کے بعد قبر کی مضبوطی اور پائیداری کے لئے ہو تو مکروہ ہے۔ رہا دفن سے پہلے تو سرے سے وہ قبر ہی نہیں۔ (راستداد و رد المحتار)

۴۰ کے لئے ایسا عمارت و مشائخ کے مزارات پر بنے وغیرہ بنانا بلاشبہ جائز ہے۔

(مجمع بحار الانوار جلد ثالث مکتبہ ایں ہے)
میشک سلف نے اہل فضل اولیاء اور علماء کے مزارات طیبہ پر عمارت بنانے کو مباح فرمایا ہے مگر لوگ ان کی زیارت کریں اور عمارت میں آرام پائیں۔

یہ اگرچہ نئی چیز ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور بہت کم چیزیں ہیں جو نئی پیدا ہوئیں اور بدعت حسنہ ہیں اور بہت سے احکام نے ان کے اور جگہ کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔

قد أباح السلف البناء على قبور الفضلاء والعلما ولبس ودرهم الناس وليست بجوا فیه۔
براہر اٹھائی میں ہے۔

هو ان كان احدا فافهو بدعة حسنة وكم من شئ كان احدا و هو بدعة حسنة وكم من شئ مختلف باختلاف الزمان والمكان

تلازم شامی روایت میں ایک قول نقل فرماتے ہیں،

قبر پر عمارت بنا جسکو صاحب قبر مشائخ علماء اور شادرات سے جوں مکروہ نہیں۔

لا يكره البناء اذا كان البيت من المشائخ والعلما والسادات (مجلد اول ص ۷۱)

شاید یہی اس حدیث کا مکمل ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے (یعنی جبکہ زینت اور استحکام کے لئے ہو دوسرے فوائد کے لئے نہ ہو) شیخ دہلوی نے ”مدارج“ میں ”مطالب المؤمنین“ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلاف نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر قبہ بنانا جائز قرار دیا ہے اس سے زائرین کو آرام ملے گا اور اس کے سائے میں وہ بیٹھیں گے (مفتاح شرح الصانح) اس کو اسماعیل زاہد نے بھی بزم مشہور فقہاء میں میں جائز قرار دیا ہے۔

”مجمع الاثر شرح مفتش الالباق“ میں لکھا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں کیں۔ ان کو قبہ کی طرف سے داخل کیا اور ان کی قبر پر حنین بن ابی اسید نے کعبہ کا نصب کرنا تقادرت وغیرہ ہی کے مقصد سے تھا۔ قبر پر کچھ پتھر رکھ دینے یا بنیں یا قبر پر کچھ لکھ دینا ہائے اس میں بعض کے نزدیک کوئی حرج نہیں (ظہیرہ)

”البحر الرائق“ میں ہے کہ حدیث میں کھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی پر عمل و اعتماد کرنا چاہیے لیکن ”محیط“ میں اس کی تفصیل یہ کی گئی ہے۔ اگر لکھنا اس مقصد کے لئے ہے کہ نشان باقی رہے اور قبر کی اہانت نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بلا ضرورت نہ لکھنا چاہیے۔

زیارت قبور کے لئے سفر

زیارت قبور کے لئے سفر کیا مستحب ہے؟
اس طرح خلیل الرحمن علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور غوث اعظم سیدنا و مرشدنا محمد بن عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی زیارت کے لئے بغداد کا سفر حضرت شیخ سعید الدین چشتی کی زیارت کے لئے اجمیر کا سفر اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں کی زیارت کے لئے سفر کا رواج ہے۔ بعض شافعیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سوا کسی اور کا سفر ممنوع قرار دیا ہے۔

یہ حضرات مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور کے لئے سفر کی جو ممانعت آئی ہے اس بنا پر زیارت قبر کے سفر کو قیاس کرتے ہیں۔

امام غزالی نے اس رائے کا فرق کی وضاحت کے ساتھ رد کیا ہے۔ اس طرح کہ ان تینوں مسجدوں (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی) کے علاوہ سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں۔ اس لئے ان کا سفر کرنا سبب فائدہ ہے۔ اور لیاد کرام کی بات دیگر ہے وہ اللہ سے قرب اور راز میں کو نفع پہونچانے میں اپنے معارف و اسرار کے اعتبار سے باہمی فرق رکھتے ہیں۔ (رد المحتار)

ابو محمد شافعی، قاضی عیاض مالکی اور قاضی حسین سے نقل کرتے ہیں کہ بزرگوں کی قبروں اور دوسرے مقامات مقدسہ کی زیارت کے ارادے سے سفر کو ناجائز ہے۔ یہ لوگ ظاہر حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نقل کئے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشد الرجال الا الى ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصیٰ

حدیث کا لفظ لا تشد نہیں کے معنی میں ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور کے لئے رخصت سفر نہ جائز ہو۔

لیکن اس میں کس شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس مسلک کے باطل ہونے کا ظہر قطعی نے شرح بخاری میں اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور امام نووی نے اس کے غلط ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے۔

اور یہ تو ہونا بھی چاہیے اس طرح کہ زیارت قبر کا حکم مطلقاً واقع ہوا ہے اور

رسول فقہ کے مقررہ ضابطہ کے مطابق مطلق اپنے الحاق پر جائز ہوگا اس لئے زیارت قبر جائز ہوگا خواہ قبر قریب ہو یا بعید مسافت سفر کے بقدر ہو یا اس سے کم۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كنت شفتينكم عن زيارة القبور فزروا فانها شرف في الدنيا وشدة كذا الآخرة۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "ایضاح العلوم" میں لکھا ہے مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ "شد" بحال سے استدلال کرنے والا انبیاء کرام حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے کیونکر روکتا ہے اس سے منع کرنا بالکل محال ہے اور حبیب انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت جائز قرار پائی تو اولیاء، علماء اور بزرگوں کے مزارات بھی انہیں کے حکم میں ہیں۔

علماء کی زندگی میں جس طرح ان سے ملاقات ایک مستقل مقصد سفر ہوا کرتی ہے اسی طرح ان کے مزارات کی زیارت بھی ایک مستقل مقصد سفر ہو سکتی ہے اس میں انتہاء نہیں۔ حدیث شد بحال کا جواب غلط ہے، ہے کہ مستثنیٰ اس میں مخرج ہے اس میں مستثنیٰ نہ کی تقدیر لازمی ہے اور وہ مسجد ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی۔

لا تشد الرجال الى مسجد الا الى ثلثة مساجد۔

جہود محدثین اور بخاری و مسلم کے شارحین جیسے علامہ عینی، علامہ قسطلانی، حافظ ابن حجر امام نووی، نقباء حنفیہ اور شافعیہ نے اس تقدیر کو تسلیم کیا ہے۔

مسجد ہی مستثنیٰ نہ کیوں ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ استثناء مفرغ میں مستثنیٰ نہ کے لئے ضروری ہے کہ مستثنیٰ سے قریب تر ازواج سب ہو۔ قواعد میں تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا اس قاعدہ سے واقف ہوتا ہے۔

اسی لئے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع" میں تحریر فرمایا ہے کہ اس عبارت "ان كانت في الدار زبيدة لعبد بن حجر" میں مستثنیٰ نہ بنو آدم ہوگا۔ گویا کہنے والے نے یہ کہا "ان كانت في الدار احد من نبي ادم فكذا" یعنی گھر میں بنی آدم میں سے کوئی ہو تو میرا غلام آزاد اس طرح چرپا یہ اور اس کے اندر سامان پاسے جانے سے اس کا قائل حاشا نہ ہوگا۔ نماز الاسلام بڑی وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔

امام بخاری نے ایک باب باندھا "فضل الصلوة بسجدة واحدة والدنية" اور اس میں یہ حدیث (لا تشد الرحال) روایت کی، یہ اس بات کی کمال دلیل ہوگی کہ ان مساجد نشہ کے اندر نماز نبیسا دوسری مسجدوں کے غیر معمولی فضیلت رکھتی ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے کہ دنیا کی کسی مسجد کا ناز کے چند گونہ ہزار گونہ ثواب کے مقصد سے سفر کرنا غراہ مسجد قبار، مسجد خیف اور وہابی کی مساجد اولیاء ہوں گے نہ ہوں ممنوع ہے صرف انہیں عین مسجدوں کا سفر کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں حدیث موجود ہے اس میں قیاس کی گنجائش نہیں۔

یہ حدیث کسی فضیلت والی مسجد مثلاً مسجد قبار وغیرہ کے سفر کی بھی نفی نہیں کرتی۔ ہاں ان میں عبادت کا چند گونہ ہزار گونہ ثواب نہ ملے گا۔ در بعض مساجد کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے یہ روایت آگے آ رہی ہے کہ مسجد قبار میں دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔ بعض کے نزدیک حدیث (مشد رحال) کا مفہوم یہ ہے کہ مساجد نشہ کے علاوہ کسی اور گنہگار کے ساتھ ارادہ کرنا واجب نہ ہوگا اور نہ ہی معتقد ہوگی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہوگا۔

اس رائے کا مدار اس پر ہے کہ بعض احادیث بعض کی تفسیر کرتی ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد میں مسہرے یہ روایت مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت البرصید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان کے پاس کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا ينبغي للمطير ان يشد رحاله الى مسجد يتبع فيه الصلوة غير المسجد الحرام والمسجد الاقصي ومسجد عا هذا

سے رشتہ سفر باندھنا مناسب نہیں سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے

یعنی نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے اس حدیث کی سند حسن ہے۔ شمس الدین محمد عبد الرؤف سناری شافعی نے "الجامع الصغير" کی شرح میں لکھا ہے مساجد نشہ کے علاوہ کسی اور مقصد مثلاً علم یا زیارت کے لئے سفر دراصل کسی جگہ کا سفر نہیں ہوتا بلکہ صاحب مقام کے لئے ہوتا ہے۔

یعنی بخاری کی شرح میں راقم ہیں، مساجد نشہ کے علاوہ طلب علم، تجارت، بزرگوار سے ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور بھائیوں سے ملنے کے لئے سفر کرنا منع میں داخل نہیں۔ "الجوهر النظم" میں لکھا ہے کہ یہ خیال کرنا کہ زیارت صرف قریب کے حق میں باعث خیر و برکت ہے تاہذا شریعت پر بہتان ہے اس کا اعتبار نہیں۔



آغاز بحث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثت

انتباہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عالم میں ہمارے وسیلہ ہیں اور جن دافس کے عامیہوں کے شفیق ہیں۔

بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور کی تشریف آوری سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جب لغزش سرزد ہوئی انہوں نے یہ دعا فرمائی:

يَا رَبِّ اسْتَلْكَ بِحَقِّكَ حَتَّى يَسْتَلَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْفِرَ لِي
فَقَالَ لَهُ اللَّهُ تَدْعُ غَفْرَتِي لَكَ
إِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ

اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدد سے مدد سے مدد سے مدد سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے تو ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تم نے ان (میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے سوال کیا تو میں نے تجھے بخش دیا۔

حاکم نے یہ حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

اس حدیث کا اخیر حصہ یہ ہے۔ رسولاً محمد ما خلقته۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

یہ حدیث نے دلائل میں اور الباقی میں بھی یہ حدیث روایت کی ہے طبرانی کی روایت ۴

ابن تیمیہ کا اس حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس کے خواتات سے ہے۔ اسے کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے کہ آپ قیامت کے دن سراپا مدہوں کے اور جلد ہی آپ کا رب وہاں اتنا بڑا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہر جائیں گے۔

السمد لیوم الحشر ولسوف یعطیہ ربہ ہذا لک فیرضی

بھول اللہ ہی لائے تھیں میں شفاعت

فیافئ منیٰ شذنب ذوجرا شہر

اے ہدایت کے نبی آپ مجھے شفاعت میں نہ بھولے گا اس لئے کہ میں غلط کار گنہگار کسیہ کار ہوں۔

وَسَيُجَنَّبُكَ الْعُظْمَىٰ إِلَى اللَّهِ أَنْتَ يَا

مَلَاذَ السُّورَىٰ مِنْ كُلِّ نَادٍ وَخَاصِمٍ

اللہ کی بارگاہ میں حضور ہمارے سب سے بڑے وسیلہ ہیں۔ اے مخلوق کے شہر ہی

۴۔ میں اسے الفاظ کا اضافہ ہے۔

وہو اخر الانبیاء من ذریتک
(سوا حب لدنیہ جہ اول صلا)

ابن منذر نے بھی یہ روایت نقل کی ہے ان کی روایت کے الفاظ ہیں۔

اللہم ان اسئلک بجماع
محمد عبدک وکرامتہ
علیک ان تغفر لی خطیئتی

اے اللہ میں تجھ سے تیرے بند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد و تربیت کے طفیل اور شرف اعزاز کے ترسل سے جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔

و وہی انسان کے مادی وطن

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مشکلات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کے خواستگار ہوئے۔

ترمذی نے عثمان بن عفیف سے روایت کی ہے۔ ایک نابینا صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ دعا فرمادیجئے کہ مجھے عافیت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو دعا کروں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آپ دعا ہی فرمادیجئے۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح دھوکہ دے کر یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا۔

اللَّهُمَّ اِنِّ اسْتَلَيْتُكَ وَالْوَحْيَةَ
الْكَيْفَ بِبَيْتِكَ مُحَمَّدٌ بِرَحْمَةِ
اِقْرَأْ كَوْجَهْتُ بِكَ اِلَى رَبِّ
فَتُحَا جَبْتِ عَلِيٍّ لِيُقْضَى
لَكَ اللَّهُمَّ نَشْفُوعُهُ

لے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوں (لے رحمت نبی) میں نے آپ کے واسطے سے اپنی اس ضرورت میں اپنے رب کی طرف توجہ کی تاکہ میرے لئے میری ضرورت پوری کی جائے لے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ایسا کیا اور ان کی جینا کی لوث آئی۔ بعض روایتوں میں نبی الرحمة کے بعد یا محمد کا اضافہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کے بعد عالم برزخ میں آپ سے استعانت کے سلسلے میں متعدد روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ایک ضرورت تھی۔ اور وہ بار بار حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضرت عثمان

اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ وہ شخص عثمان بن عفیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا تم وضو کر پھر مسجد جاؤ اور اس میں دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر یہ کلمات کہو:

اللَّهُمَّ اِنِّ اسْتَلَيْتُكَ وَالْوَحْيَةَ
الْكَيْفَ بِبَيْتِكَ مُحَمَّدٌ بِرَحْمَةِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
يَا مُحَمَّدُ اِنِّ اسْتَلَيْتُكَ
بِاسْتِثْنَاءِ رَحْمَتِكَ لِيُقْضَى
لَكَ اللَّهُمَّ نَشْفُوعُهُ

لے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے تیری طرف متوجہ ہوں۔ لے نبی رحمت، یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ میری ضرورت پوری کرے۔ لے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر کھانسی برپا ہوئی اور وہ ان کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ حضرت عثمان نے اس کو اپنے فرش پر بیٹھایا اور اس سے ضرورت پوچھی اور اس کی ضرورت پوری کی۔ اور فرمایا تمہاری جو بھی ضرورت ہو اس سے مطلع کرو۔ وہ شخص خوش ہو کر آپ کی خدمت سے واپس ہوا۔ اور حضرت عثمان بن عفیف سے ملاقات کی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آپ نے شاید حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میری ضرورت پیش کر دی تھی۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو ان سے بات ہی نہیں کی ہے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا ہے کہ جب آپ کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنی آنکھ کی بینائی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کی۔ آپ نے ان کو اسی کا حکم فرمایا جو میں نے تم سے کہا۔

جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ حاجتیں پوری کرنے کا اضافہ ہے

اگر کسی کے حاشیہ خیال میں یہ سوال ابھر آئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم کے ساتھ ملا جائز نہیں تو اس دعا میں لفظ "یا محمد" کیسے آیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لہذا ان کو جائز ہے کہ جیسے چاہیں تصرف فرمائیں آپ کے ساتھ کس اور کا قیاس کیا نہیں جاسکتا۔ بعض صحابہ کا اپنے غیر کو اس دعا کی تعلیم دینا اس وجہ سے ہے کہ اذکار و اذعیہ کے الفاظ بعینہ ہوتے ہیں جیسے وہ حدیث میں موجود ہوتے ہیں۔ (المجموع المنظم)

قاضی عیاض نے تحریر فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا ان سے کہا گیا لوگوں میں جو سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہوں ان کا نام لیجئے آپ کی شکایت اور ہو جائے گی۔ انہوں نے یا محمد کہ صد لکھا۔

آجید متاخرین میں سے بعض شایخ نے فرمایا ہے کہ ابن السنی نے "عمل الیوم واللیلہ" میں "باب اذا اخذت رجلاً" کے تحت حضرت البرصیہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا چنانچہ ان کا پاؤں سن ہو گیا اور وہ بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے ان سے کہا اپنے محبوب ترین شخص کا نام لیجئے تو انہوں نے یا محمد کہہ کر وہ کھڑے ہو گئے اور چل پڑے۔

"ابن السنی" ہی نے عبد الرحمن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے عبد الرحمن بن سعد سے کہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اتنے میں ان کا پاؤں سن ہو گیا۔ میں نے کہا اے ابوعبد الرحمن آپ کے پاؤں کو کیا ہو گیا انہوں نے کہا اس کا پتہ یہاں سے سمٹ گیا ہے۔ میں نے کہا آپ اپنے محبوب ترین شخص کو آواز دیجیے۔ چنانچہ انہوں نے یا محمد کہہ کر آواز لگائی اور پاؤں پھیل کر درست ہو گیا۔

بیشم بن جیش سے بھی ابن السنی نے ایک روایت نقل کی ہے۔ بیشم بن جیش نے کہا ہم عبد اللہ بن عمر بن ماس کے ہاں موجود تھے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا۔ ان سے ایک

شخص نے کہا اپنے محبوب ترین شخص کا نام لیجئے۔ انہوں نے یا محمد کہہ کر وہ کھڑے ہو گئے جیسے وہ کسی سے کھول لئے گئے ہوں۔

شیخ الاسلام بران الدین ابراہیم نے "عبدۃ المتحفظین بعدۃ الحصن المحصین" میں لکھا ہے کہ مجاہد نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک شخص کا پیر سن ہو گیا اس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تمہیں جو سب سے زیادہ محبوب ہوں انہیں یاد کرو۔ اس نے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا اور وہ ایسے ہو گیا جیسے کسی سے کھل گیا ہو۔

مجاہد کہتے ہیں اس کی بے حدی جاتی رہی۔

"دلائل الخیرات" میں ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ
وَالنَّبِيَّ مُحَمَّدًا وَالتَّوْحِيدَ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے منتخب حبیب کے وسیلے سے میں تیری طرف متوجہ ہوں اے ہمارے محبوب اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کو آپ کے رب کی جناب میں وسیلہ لائے ہیں آپ ہمارے عظمت کے پاس ہمارے سفارش فرمائیے اے پاکیزہ بہترین رسول اے اللہ تیری جناب میں ان کا جرم تمام ہے اس کا حد تو ہمارے حق میں ان کی سفارش قبول فرما۔

امام فاس مالکی نے اس کی شرح میں تحریر فرمایا ہے کہ امام ترمذی نے اسی مقہوم کی ایک روایت نقل کی ہے اور اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ من صحیح غریب ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن خزمیہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اس روایت کی تخریج کی ہے اور

لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور یہ سنی ہے بھی اس کو عثمان بن عفیف سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہہ ہے

”اتنی ائمہ حدیث اس حدیث کو صحیح کہہ رہے ہیں اور پھر دعا کے ان الفاظ پر غور کیجئے
بِحَبِيبِكَ الْمُصْطَفَى يَا حَبِيبَنَا يَا مُحَمَّدَ نَسْتَوَسِّلُ بِكَ فَاَشْفِقْ لَنَا
يَا نِعْمَ الرَّسُولَ الطَّاهِرَ“

تشہد کا یہ حصہ بھی اسی قسم سے ہے۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ
اللہ و بركاتہ۔

تشہد کے ان کلمات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا گیا ہے جس کا لازم یہ ہے
حقیقت محمد پر برتری میں جہز کر ہے اور ہر بندہ کے باطن میں موجود ہے۔

یہ کیفیت حالت نماز میں پڑھنے پر پیدا ہو جاتی ہے اس طرح خطاب کا ماحول بنا
پیدا ہو جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر دیا جاتا ہے بعض صوفیاء نے فرمایا
ہے بندہ جب اللہ کی حمد و ثناء سے مشرف ہو گیا پس گویا اسے حرم الہی میں داخل کیا جائز ہے
مل گئی اور اس کی بصیرت روشن ہو گئی تو اس نے حبیب کو حبیب کے حرم میں حاضر پایا
اور وہ محبوب کی طرف متوجہ ہو گیا اور کہہ اٹھا السلام علیک ایہا النبی
و رحمتہ اللہ و بركاتہ۔

اور جو بخاری میں حضرت عبداللہ بن سجرہ ابو مسعر سے مروی ہے انہوں نے ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی تعلیم اس طرح فرمائی کہ
میری تحصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی جس طرح وہ مجھے سورۃ قرآن تعلیم فرماتے
تشہد کے الفاظ یہ تھے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَ عَلَىٰ اٰلِهِٖ وَ سَلِّمْ
وَعَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَ عَلَىٰ اٰلِهِٖ وَ سَلِّمْ

اِنَّكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُكَ
جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما ہے یہ کلمات ہم کہتے رہے پھر
جب آپ نے رحلت فرمائی تو ہم نے السلام علی کہا۔ بخاری کے الفاظ میں السلام
علی النبی کہنے لگے۔

قطبانی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ نے خطاب ترک کر کے غائب کے
لفظ سے آپ کا ذکر کیا۔ اس روایت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی میں خطاب کے لفظ کے ساتھ ”السلام علیک ایہا النبی“ کہتے تھے
پھر جب آپ نے رحلت فرمائی تو انہوں نے خطاب ترک کر کے غائب کے لفظ سے ذکر
کیا اور کہنے لگے۔ ”السلام علی النبی“

لیکن اس روایت میں کام یہ ہے کہ یہ روایت دوسری تمام روایتوں کے مخالف ہے
ان تمام روایتوں میں السلام علی النبی موجود نہیں بلکہ سب میں السلام علیک
ایہا النبی کے الفاظ موجود ہیں۔ ساتھ ہی یہ ترمیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے نہیں ہے
بلکہ ابن مسعود کا کہنا ہے کہ ہم نے ترمیم کی اور السلام علی النبی کہا۔
”راوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنا اور مطلب کرنا اس اعتقاد سے کہ نبی صلی اللہ

صلیٰ علیہ وسلم اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فضل و کرم سے
اپنا نائب مقرر فرمایا۔ سارا عالم آپ کے قبضہ و اختیار میں ہے دیا۔ اپنی دنیا کے سارے خزانے
کی کنیاں آپ کے تصرف میں ہے دیا بلکہ سب دیا بیکر جائز و معمول اور تمام امت کا دستار
تعلیم دیا ہے۔ بخاری میں ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَ عَلَىٰ اٰلِهِٖ وَ سَلِّمْ
امام احمد نے اپنی سند میں ابن جابر نے اپنی صحیح میں اور ضیاء مقدسی نے صحیح متار میں

عزیز و ستم نظام عالم کی مستقل بالذات تدبیر کرنے والے یحییٰ علیہ السلام کو اللہ کی جناب سے اس کے انتظام میں اس طرح کی نیابت حاصل ہے کہ وہ اپنی تدبیروں میں ناسب کامتاج ہے

اور الباقی نے "ولآل النبوة" میں سند صحیح کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

أوتيت بمقابلة الدنيا
على فرس أسبق جأء في
جبريل عليه طيلة من شمس
من رجب إلا أنه حديث کے علاوہ حسب ذیل امر حدیث نے یہ حدیث یا اس کے ہم معنی حدیث اپنی ایضاً کتابوں میں روایت کی ہے۔

الامام مسلم فی صحیحہ، البیہقی، المحاکر، ابن سعد، البکری، ابن شیبہ، الامام الطبرانی فی المعجم الکبیر، العلامة الخفاجی فی حاشیۃ الجامع الصغیر، الامام جلال الدین سیوطی فی الخصائص الکبری، العلامة المدنی فی شرح فتح المبین لابن حجر المکی، ابویعلیٰ فی مسنده، الامام الحافظ ابو ذر یافی مولید، الامام السخاوی فی مسنده، ابن عسیر فی ہجۃ المجالس، العلامة ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی الاکتاف فی فضل الاربعۃ المخلصاء، الحافظ البوسعدی عبد الملک فی شرف النبوة، ابوبکر الشافعی فی الغیلائیات، العلامة الخفاجی فی نسیم الریاض، الشیخ السحقی العلامة عبد الحق الدہلوی فی مدارج النبوة۔

انہیں امامیہ کی روشنی میں علامہ ابن حجر کی جبرہ منظر میں تحریر فرماتے ہیں۔

هو صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ

یہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے کان لانا کچھ بغیر کسی فرق کے اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر کی طرح میں یہ بات ہماری گفتگو کے بالکل الگ ہے۔

اللہ الاعظم جبریل خزائین
صکریہ وموانئ یغیب طوؤ
سیدنیہ و ارادۃ یعطی من
یشاء
عظیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے سبب خزائین اور اپنی نعمتوں کے کل دسترخوان حضور کے دست کرم میں دے دیئے وہ جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

نسیم الریاض شرح شفا قاض میاض میں علامہ خفاجی رقم طراز ہیں۔
انہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
حاکم سواہ نہو حاجکم
عسیر محکوم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا (مخلوق میں) کوئی حاکم نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاکم کل ہیں محکوم نہیں۔

علامہ فاسی مالکی "مطالع المسترات شرح دلائل الخیرات" میں رقم ہیں۔
کل ما ظہر فی العالم انما یطینہ
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم السیّد مفاہیج
مسلا یخرج من الخزان
الاطمینۃ شمس الاعلیٰ یدنیہ
صلی اللہ علیہ وسلم
جبرئیل دنیائیں کہیں بھی ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں آپ ہی کے ہاتھ میں صبا کنبیاں ہیں اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جو چیز بھی نکلتی ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہی نکلتی ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ارشادہ اللہ تعالیٰ" جلد اول ص ۳۹ پر یہ بیان کتب اعلیٰ کی مشہور حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

از اطلاق سوال کو فرمودہ "سلی" بخواہ | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے اطلاق
ان متذکرہ

ان سنت کا قطعی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
مقامات میں سب سے افضل و اشرف ہیں۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی اور انہیں کے حضور میں پناہ بھی ہے۔

أَمَّا تَنَا اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حُبِّهِ وَحُبِّ إِلَهٍ وَأَصْحَابِهِ

أَجْمَعِينَ

امین

مکتبہ اسلامیہ

و تفصیل مذکورہ مکتوب کے خاص معلوم می شود
کہ اگر ہم بہر دست بہت و کرامت اور دست
ہر چہ خواہد باذن پروردگار خود رہد۔

بیت

لَا تَمُوتُ جُودُكَ الدُّنْيَا وَضُرَّتْهَا
وَمِنْ مَلُوكِ صَلَواتِ اللَّهِ رُوحِ وَالْقَلَمِ

بیت

اگر غیرت دنیا و مافیہا آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواهی تمنا کن

تفصیل کے لئے "الامت والصل" ملاحظہ ہو۔

سے کہ ارشاد فرمایا مانگ اور کس خاص مطلوب
کی تفصیل نہیں فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ سب
کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست کرامت
دست میں ہے ہر چاہیں جس کو چاہیں اپنے پروردگار
کے اذن سے عطا فرمائیں۔

اس لئے کہ حضور کی بخشش سے دنیا و آخرت ہے
اور حضور کے علم سے لوح و قلم کا علم ہے۔

اگر تم دنیا و آخرت کی بھائی کی آرزو رکھتے ہو
تو ان کی درگاہ میں آؤ اور ہر چہ تمنا کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مقدسہ

کے تعظیم

اور ان کی اہانت کرنے والے کا حکم

انتباہ :- واضح رہے کہ وہ تمام مقامات جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے
گئے۔ ان کی تعظیم اور ان تمام جگہوں کا احترام جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکونت پذیر رہے اور
ان مقامات کی توقیر جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لے جانے یا ناز پڑھنے کی عادت کر لے
لی اور ان تمام چیزوں کی تحکیم جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا پہلو سے
مس فرمایا ہو یا کسی جگہ کو شہرت حاصل ہو۔ ان سب کی تعظیم و توقیر دراصل فاسد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعظیم و توقیر ہے۔ (شفا و غیرہ)

شیخ دہلوی نے "مدارج النبوة" میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رسال کے
بعد آپ کا ذکر، آپ کا نام، آپ کی سیرت، آپ کے حالات اور آپ کی حدیث کے سننے
کے وقت احترام و توقیر کا غور رکھنا آپ کی خدمت عالیہ میں ادب و احترام ہی کی طرح ہے۔
اہم مانگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا آپ کی رحلت کے بعد آپ کی
تعظیم و تحکیم آپ کی سیات طیبہ کی تعظیم و تحکیم کی مانند ہے۔

ابراہیم نے فرمایا ہے کہ ہر مومن پر جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا اس کے
نام ان کا ذکر کیا جائے واجب ہے کہ کہ بظہر و دھشوع اور باوقار ہو جائے اور اس میں ایسی

بسیب اور ایسا جلال پیدا ہو جائے جو آپ کے حضور میں ہوتا ہے۔

یہ بھی منقول ہے کہ امام دارالجمہورت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور ادب سے جھک جاتے یہ وہی امام ہیں جو مدینہ منورہ میں کی برائی پر سوار نہ ہوتے، فرماتے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میری سواری اس سرزمین کو پاہل کرے جس کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔

احمد بن قسطلانیہ فرماتے تھے "میں کسی گمان کو بلا وضو نہیں چھو سکتا اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں گمان لیا ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کنزوں، مسدول اور مقامات پر جانا بھی صحیح ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی نماز، قیام اور گزروں میں اس جگہ کی تلاش و جستجو فرماتے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور فرمائی یا تشریف رکھی ہو۔ ایک بار ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف رکھی تھی پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے برخلاف جو روایت منقول ہے اگر وہ صحیح ہے تو اس بنا پر ہے کہ ان کا ذہن مفاسد کے نتیجہ میں یہی اصول ہے۔

اسی طرح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حج سے واپسی کے وقت لوگوں کو ایک مسجد کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے لوگوں نے عرض کی وہ مسجد ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا اسی طرح تم سے پہلے اہل کتاب ہلاک ہوئے۔ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار و عبادت خانہ بنایا تم میں سے جس شخص کو اس مسجد میں نماز نصیب ہو جائے وہ اس میں نماز پڑھنے کے لئے اگر جسے یہ نصیب نہ ہو وہ گزر جائے۔

کرائی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس نگرانی کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اس کا اندیشہ برا کہ لوگ کہیں انہیں جگہوں میں نماز کا التزام نہ کریں۔ اسی طرح اہل علم کے لئے بھی مناسب ہے کہ جب لوگ پڑوسی پابندی کے ساتھ فرائض کا التزام کر لیں جس سے وجہ کا شہہ ہونے لگے، قرآن کو کسی کسی وقت چھوڑ دیا کریں۔

آئمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے یہ بھی ہے کہ حدیث پڑھنے والا حدیث پڑھتے وقت کسی آنے والے کے احترام میں کھڑا نہ ہو یہ خلاف ادب ہے بالخصوص آنے والا اگر ناسق برحق ہو۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کو یہ شرف حاصل رہا کہ وہ اس وقت بھی حدیث بیان فرماتے رہے جب پتھر نے انہیں سترہ بار رنگ مارا اور آپ صبر و ضبط فرماتے رہے۔ نجی شتم تک نہیں کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم کے پیش نظر حدیث کا سلسلہ نزلتا۔

عبدالرحمن بن مہدی جب حدیث پڑھتے تو نفاذی کا حکم دیتے اور فرماتے۔

لَا تَصْرَعُوا أَصَوَاتَكُمْ مَقُوقٌ | تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی صحت و الشیخۃ ۵ | آواز بلند نہ کرو۔

تعظیم آثار مقدسہ کی قسم سے ترمذی کی یہ روایت بھی ہے۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور مشک بوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی فرش فرمایا۔ میں مشک کے منہ کی طرف بڑھی اور اس کا سونہ کاٹ لیا۔

محدثین اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کبشہ کے منہ کاٹنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے برکت حاصل کریں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک اس جگہ سے لگ گیا تھا۔ بخاری نے ابن سیرین سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مونس مبارک ہے۔ یہ ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے دستیاب ہوا ہے۔ انہوں نے عبیدہ سے فرمایا کہ میرے پاس نبی صلی اللہ

لایہ وسلم کا ایک مہرے مبارک ہونا میرے نزدیک دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ہارے مبارک تھے۔ مناجع ہونے کے اندیشے سے وہ ان کی نگہداشت فرماتے اور برکت کے لئے وہ ان کا پورا اہتمام کرتے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جڑ تھا۔ وہ اسے مریضوں کے لئے دھوتیں اور اس کا شمار مریضوں کو برائے شفا و شفا حاصل کراتیں اور ان کو شفا ملتی۔

حضرت اُمّ عمارہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ہارے مبارک تھے وہ انہیں دھوتیں اور ان کا شمار مریضوں کو پلا تیں مریضیں شفا یاب ہوتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کی بعض چیزیں موجود تھیں۔ ان میں دو روزے، ایک غم دار چادر اور ترکش وغیرہ تھے۔ وہ ان کی پورے اہتمام کے ساتھ نگہداشت فرماتے اور روزانہ ان کی ایک بار زیارت کرتے۔ اور جب کوئی مقتدر شخص ان کی خدمت میں آتا تو آپ اس کو وہاں بیٹھاتے جہاں یہ تبرکات تھے اور فرماتے یہ اس ذات کی میراث ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت و محکیم سے نوازا ہے۔ (شیخ دیلمی)

آمار مقدسہ کی تعلیم سے ایک پتھر کا چھوٹا بھی ہے جو مکہ مکرمہ کی گلی ذائق الحج میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے راستے میں واقع ہے۔ یہ پتھر ایک دیوار میں لگا ہوا ہے اس کی لوگ زیارت کرتے ہیں اور اس کے چھونے سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

ابن حجر مکی ہمیشہ نے فرمایا ہے کہ اہل مکہ سے تسلسل یہ منقول ہے کہ یہ پتھر وہ ہے جو جبرئیل سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقام پیش کیا کرتا تھا۔

اس پتھر کے اوپر دو کشتہ مار کئے ہوئے ہیں۔

اَنَا الْحَجَرُ الْمُسَلَّمُ كُلَّ حَائِبٍ

عَلَى خَيْرِ التَّوَرَى قَسَمِ الْبَشَارَةِ

میں وہ پتھر ہوں جو ہر وقت مخلوق کے سب سے افضل (وہم صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام عرض کرتا رہتا ہوں اس وجہ سے میرے لئے مشرودہ ہے۔

وَمِلْتُ فَضِيلَةَ تَيْتٍ وَصَالِ الْمَعَالِ

خَصِمْتُ بِهَا وَالْإِي مِثَّ حَجَارَةِ

اور میں نے تیت اور صال کے نام سے ایسی فضیلت پائی ہے جو مرفا میرا

حقد ہے۔ حالانکہ میں ایک پتھر ہوں۔

اسی گلی میں اس پتھر کے سامنے کہنی شریف کا نشان ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور اس دیوار پر ٹیک لگائی اور دوبار ابوبکر کہہ کر آواز دی۔

تنبیہ شہاب الدین نے "شفادہ" کی شرح میں مواہب اللدیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چنان پر پہنچے تو ان کے قدم مبارک اس

میں دھس جاتے یہ حقیقت مشہور اور زمانہ جدید و قدیم دونوں میں زبان زد عام و خاص رہی ہے اور شعراء نے اپنے قصیدوں میں اور علماء نے اپنی مہاتر میں اسے بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نشان قدم کا مصطفیٰ کے پتھر پر باقی رہنا اور پر کی روایت کی تائید کر رہا ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر پر مارنا اور ضرب کا اثر باقی رہنے کا معجزہ بھی پتھر کے نشان قدم یا پتھر میں پاؤں دھسنے کی پوری تائید کر رہا ہے جسے بخاری نے اس طرح نقل کیا ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قتل کرنے کے لئے پانی میں اترے تو جس پتھر پر آپ نے اپنے کپڑے رکھے تھے وہ آپ کے کپڑے کے ذریعہ ہر ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عالم ہلال میں اس پتھر پر چھریا سات فرب لگائی جس کا اثر باقی رہ گیا تھا اور یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ہر نبی کا ہر معجزہ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملتا ہے۔

زرقانی نے "شرح مواہب" میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے کے مثل بڑے معجزے ثابت ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ انہیں معجزے کی جنس سے ہوں غیر جنس سے بھی ہو سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ اس سے عمل یا سادی ہوں علم سے اس کی تصریح کی ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ تصریح ان لوگوں کے خیال کے متعارف نہیں جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مثل معجزے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم نہیں کرتے۔

اس تصریح اور اس خیال کے درمیان کوئی تضاد نہیں۔

ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ میر سیدیہ کے صاحبزادے حمزہ نے ان (میر سیدیہ) سے کہا میرے جہازی بھائی محمد جب اپنے قدموں پر خشک دانی میں گھرے ہو جاتے ہیں تو وہ اس لمحہ اور اس وقت سر سبز و شاداب ہو جاتا ہے اور جب چٹانوں پر چلتے ہیں تو ان کے قدم چٹانوں میں اس طرح دھس جاتے ہیں جیسے گندھے ہوئے آگے ہیں۔

علامہ رکن الدین شامی نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے کہ امام برہان الدین ناجی دمشقی نے اس کا انکار کیا ہے اور شیخ جمال الدین سیوطی نے بھی اپنے فتاویٰ میں مندرجہ بالا روایت کے عدم ثبوت کا یقین ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں اس روایت کی اصل و سند سے واقف نہیں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے ان کے شاگرد ابن عقیل "الجامع الصغیر" کی شریعت میں انہیں کے نقش قدم پر چلتے نظر آتے ہیں اور ان کے صاحبزادے شیخ صالح حدیث

احمد ترمذی "الجامع الصغیر" کے شارح نے ان کا تقاب کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سیوطی نے "خصائص صغریٰ" میں خود لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چٹان پر چل دیئے اپنے نشان قدم پتھر پر دیکھتے شیخ دہلوی "مدارج النبوة" میں لکھتے ہیں:

دیکھو گندک سنگ و آہن نرم کردہ
میں شود برائے انبیا در سکو منظر
در کو حوض کو آنحضرت وقتی
گر سفند چرا میگرد اثر تدبیر
شریفین می گویند - واللہ اعلم
شہاب الدین خواجی نے شفا کی شرح میں لکھا ہے کہ سیوطی نے اس معجزہ کا انکار نہیں کیا بلکہ ان مخصوص جگہوں کے سلسلے میں جو منقول ہے اس کا انہوں نے انکار کیا ہے۔ علامہ سیوطی کا خیال ہے کہ لوگوں نے جن جگہوں کے ساتھ معجزہ کا انساب کیا ہے اس کا اثر نہیں (نہیں) جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضور کی سواری کے گھر کا نشان اور حضور کی کہنی کا نشان ہے۔

امام رازی نے "تفسیر کبیرہ" میں یہ تحریر فرمائی ہے کہ مقام ابراہیم چند معجزوں کا پیکر ہے اس طرح کہ تھوڑے پتھر پر قدم کا نشان ایک معجزہ ہے اور قدم کا نشان تک دھس جانا اور سراسر معجزہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے صرف اس معجزہ کا معجزہ باوجود ہونا تیسرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاص معجزہ ہے اور پتھر کے بعض سی حصے کا نرم ہونا چوتھا معجزہ ہے اور اس کی ہزاروں سال تک حفاظت یہ چوتھا نصاریٰ اور مشرکین و مدین سے کثیر دشمنوں کے باوجود یہ پانچواں معجزہ ہے جس سے واضح ہو گیا کہ وہ امام ابراہیم بذات خود بہت سے معجزے ہیں۔ بلاشبہ یہ تفصیل اس کی رہنمائی کر رہی ہے کہ دیگر

امیدار کرام کے معجزوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس معجزے کا بانی رہنا یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک خاص معجزہ ہے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں ہو سکتا کہ ٹھوس پتھر پر قدم کے نشان کا ہونا اور اس کا اس پتھر میں شکنوں تک دھس جانا اور اس کے بعض ہی حصہ کا زخم ہونا یہ خاص حضرت ابراہیم کا معجزہ ہے (اور اس طرح کا معجزہ کسی نبی سے صادر ہی نہ ہوا۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا اور پتھر موم تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طرح کے متعدد معجزے رونما ہوئے ہیں)

انتباہ

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا عیب بین یا تنقیص کی بیان کر جھٹلایا اس نے بلاشبہ اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس سے اس کی بیوی جدا ہو گئی پھر اگر اس نے توبہ کر لی تو ضحک و رزق اسے قتل کیا جائے گا یہی حکم مورت کا بھی ہے۔

ابن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت قتل نہیں کی جائے گی بلکہ اسلام قبول کرنے پر اسے مجبور کیا جائے گا شامی نے "رد المحتار" میں امام ابو یوسف کی کتاب الخراف سے یہ جزیہ نقل کیا ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ فرار اختیار کر لیا ہمارے ہاں شکست کھائی اس نے آپ کی تنقیص کی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معاملے کی پوزیشن خوب سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کی صفات و صفات کا یقین رکھتے تھے (مواہب لدنیہ)

شیخ بدر الدین زکریا نے نقل کیا ہے کہ دو یمنی سبکی کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاں دوزخ کے کبھی محتاج نہ ہوئے اور نہ ہی آپ کا حال محتاج و محتاج مست کا سا حال تھا بلکہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی تھے۔

ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اگر آپ چاہیں تو کہہ دیجئے کہ میں آ جاؤں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الدنيا دار مسكن لا دار قس | دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا پھر کر لی گھر نہیں
ويجسع المال موت لا عقل له | اور مال وہ شخص جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں

یہی وہ روایت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الفقر فخری وحب المستغفر | فخری میرا فخر ہے اور اے میرے پھر پر فخر ہے۔

اس کے بارے میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ یہ روایت باطل اور

موضوع ہے (مواہب لدنیہ)

ابن حجر سے پہلے ابن تیمیہ نے بھی اس کے باطل ہونے کی تصریح کی ہے (در الثانی) اور امام غزالی نے بھی "المقاصد الحسنة" میں لکھا ہے کہ حدیث "الفقر فخری" و "حب المستغفر" کے بارے میں علامہ شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ باطل اور موضوع ہے۔



مدینہ منورہ کی زیارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت

هَذَا الْمَقَامُ زَائِرُ خَيْرِ الْمَوَاقِفِ

وَحَقَّ عَنْ السُّنَنِ اَذْوَازُهَا

مبارک ہو اس شخص کو جس نے مخلوق کی سب سے افضل ذات کی زیارت کی اور انفس سے اس کے بوجھ آوارہ ہوئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت مستحب ہے اور اعمال تقرب میں سب سے عظیم اور ایسی طاعت ہے جس کے ساتھ سب سے زیادہ امید والہ کی جا سکتی ہے۔ ”سبح الغفار“ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روضہ انور کی زیارت کی بہت ترفیع دلائی اور اس کے استحباب پر بہت زور دیا۔

تادمی میاض، شفاء، میں رقم طراز ہیں، روضۃ القدس کی زیارت مسلمانوں کے طریقوں میں ایک طریقہ ہے۔ ابو عمرو نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہے (مواہب لدنیہ) اس کی تشریح: ”يُظَاهَرُ أَنَّ الْمَلَكَةَ جَبْرَائِيلَ مَا كَتَبَ الْمَشْرُوقَ“ میں اس کے مؤلف نے یہ لکھا ہے یعنی زیارت روضہ الرضیٰ واجب ہے۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ وسعت استطاعت رکھنے والے کے لئے یہ قریب واجب ہے۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ روضہ انور کی زیارت کے لئے سفر کا ممنوع ہے اور یہ اعمال تقرب سے کوئی عمل نہیں۔ یہ رائے ناقابل قبول اور ائمہ اربعہ کے اجماع کے

ممانعت ہے۔

ان کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت ایک مستقل مقصد ہے اس کی حیثیت ضمنی نہیں بلکہ صرف اس کا ارادہ کیا جائے گا اور اس کے لئے رخصت سفر لازم جائے گا۔

جس شخص نے صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کا ارادہ کیا کوئی اور مقصد پیش نظر نہ رہا اور ایک عظیم ترین طاعت و عبادت میں مشغول ہے۔ (کتاب اتفاق الائمہ)

ابن تیمیہ کی یہ رائے بلاشبہ ایسی شفیقہ ہے جسے بہت سے سمندر بھی وصل نہیں کئے اس سے اس رائے کا صدور کوئی حیرت انگیز بھی نہیں ہے اس لئے کہ اس نے جب یہاں تک کہ بڑا لڑا کہ اللہ تعالیٰ کے اتھ پاؤں میں اس طرح قزو مجھ کا ایک فرد ہیں گی۔ بعض انہیں اسباب کے پیش نظر کچھ عداوت اس کی تکفیر کی ہے۔

شیخ ابن ہمام نے ”فتح القدیر“ میں لکھا ہے، میرے نزدیک زیارت روضہ مطہر کا خاص ارادہ کرنا یا روضہ انور و بیات و غیرہ سے نیت کا پاک کرنا بہتر ہے پھر جب وہ مدینہ منورہ پہنچ جائے گا تو مسجد نبوی کی زیارت بھی اسے نصیب ہو جائے گی یا پھر دوسری بار مدینہ طیبہ کی ماضی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اس میں مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

”در مختار“ میں ہے کہ روضہ انور کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت کرے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبی کے بعد اللہ کے نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے کعبہ حرم کے۔

لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت بھی ایک اہم کاروبار ہے اور یہ چھوٹی نہیں جا سکتی۔ اس سے مراد نہیں کہ روضہ انور کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کے بغیر درست نہ ہوگی۔

رحمتی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ زائر زیارت روضۃ النور کو حج سے ملکہ کرے اگر اس کا مقصد غیر صرف زیارت روضۃ النور ہو اور کچھ نہ ہو۔ (روالمقام)

آپ کی مکہ مکرمہ سے ہجرت اور مکہ سے دور روانہ ایک دوسری جگہ مدفون ہونے میں شاید یہ حکمت رہی ہو کہ آپ کی زیارت کے لئے جداگانہ سفر کیا جائے اور زیارت روضۃ النور ایک مستقل مقصد سمجھا جائے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر مکہ میں مدفون ہوتے تو آپ کی زیارت کا ارادہ مکہ یا حج کے ارادہ کے مقابلہ میں ثانی حیثیت رکھتا اور کوئی مستقل مقصد نہ ہوتا۔

اسی صحت کا تقاضا تھا کہ مکہ مکرمہ سے الگ تھلک ایک خاص جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھیں اور آپ کی زیارت کا ارادہ مستقل ہو اس کی حیثیت ضمنی نہ ہو اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے خاص طور پر الگ سے سفر کریں۔ (والجواب عنہم)

یہ مشہور ہے کہ ہر شخص اسی زمین میں مدفون ہوتا ہے جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ تالیف زمین کعبہ سے لیا گیا ہے تو کیسے دینے میں مدفون ہوئے اس کا جواب "عارف" میں یہ دیا گیا ہے کہ عرض میں پانی پر تھا اور اس میں جب جوش آیا تو اس نے اطراف کے جانب میں جھاگ پھینکی۔ یوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مادہ مدینہ طیبہ پہنچا۔

روضۃ النور کی زیارت کے فضائل سے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں

ان میں سے بعض پیش کی جا رہی ہیں !

① ابن عدی نے "اکمال" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرثیٰ روایت کیا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ وَنَسَمَ بَيْرُزِي فَقَدْ
جَعَلَ

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے یقیناً مجھ پر ظلم کیا۔

الجبہ العظمیٰ میں اس کے مصنف نے لکھا ہے کہ حدیث کا ٹکڑا "حج" اولیٰ اہم اور اغلب کی حیثیت یعنی حج کی قیصرہ بتانے کے لئے ہے کہ حج اولیٰ اہم ہے۔ ورنہ بغیر حج کے ہی زیارت کی جا سکتی ہے۔

اس کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ یہ ٹکڑا دوسری روایتوں میں موجود نہیں گورہ روایتیں ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ زیارت روضۃ النور کا مقصد بارگاہ حج کے مقصد بارگاہ کے ساتھ افضل ہے اور جس نے تعدد حج کے ساتھ تعدد زیارت نہ کی۔ مثلاً اس نے ایک ہی بار زیارت کی تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے جناح، ہاں اگر جناح سے مراد مجازاً ترک افضل ہو (تو جب بھی زائر زیارت ترک کرے گا۔ ایک افضل امر کا ترک ہوگا۔ آب حدیث کے ٹکڑے "فقد جفان" سے ایک بار زیارت کرنے کے بعد یہ مفہوم ہوگا اگر کسی شخص نے تعدد زیارت نہ کی تو اس نے میرے سلسلے میں غلاف اولیٰ اور افضل امر کا ترک کیا اور یہ حکم بھی اس شخص کے لئے ہے جس نے تعدد زیارت اس کے کسی اہم فعل شریعہ کے پیش آجانے کے سبب ترک نہ کی ہو۔

روز اگر کوئی زیارت سے اہم کام مثلاً پڑھنے پڑھانے کے لئے تعدد زیارت ترک کرے تو اس میں نہ حقیقتاً نہ مجازاً کسی طرح کی جہاد نہیں۔

② وار تلقیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ
لَهُ شَفَاعَتِي

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ناگزیر ہوگئی۔
"الجبہ العظمیٰ" میں لکھا ہے کہ اگر حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اس کے کسی راوی کے سلسلے میں جرح و طعن یا قابل قبول ہوگا۔ اور یہی کہ یہ حدیث منکر ہے اس کا جواب یہ ہوگا کہ ان کے کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس حدیث کا راوی بھی ایک ہو کر دیا گیا ہے

اور ایک روای پر بھی منکر کا اطلاق بھی ہو سکتا ہے۔

بقول بعض اہل خزیر نے بھی یہ حدیث اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کی ہے۔ زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونے والے کے لئے اس حدیث میں ایمان پر ناکر ہونے کی بشارت موجود ہے۔

بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث میں وہ خاص شفاعت مراد ہے جو بلند درجوں کے حاصل ہونے کا سبب ہوگی اور شفاعت زیارت کرنے والے کے ساتھ خاص تو ہوگی نہیں اور یہ مقام محمود کی شفاعت ہوگی۔ (ماشیہ مرقی القلاح، طحاوی)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت کی نسبت جو اپنی طرف فرمائی ہے اس سے شفاعت کی عظمت و اہمیت بھائی مقصود ہے۔ وہ فرشتے، انبیاء اور مومنین کی شفاعت کریں گے۔ زائر کو خاص نسبت حاصل ہو جاتی ہے اس کی شفاعت بذات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اور شفاعت شافع کی عظمت سے عظیم ہو جاتی ہے۔

۳۳ حضرت عاتق بن یتیم بدری نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زارني بعد موتي	جس نے میری زیارت میری رحلت
فكشاه زارني في حيااتي	کے بعد کہ گویا اس نے میری زندگی میں میری
	زیارت کی۔

(رواہ البیہقی)

اس سے مراد یہ ہے کہ زائر کو اس شخص کے مقابلہ میں جس نے آپ کی زیارت نہیں کی ایک گونہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

جس طرح آپ کی زندگی میں زیارت کرنے والے کو نبی اس شخص کے جس نے آپ کی زیارت نہ کی ایک گونہ فضیلت حاصل ہوئی۔ حدیث کا مضمون یہ نہیں کہ آپ کے درویشہ انور کی زیارت کرنے والا آپ کی غلامی کی زندگی میں زیارت کرنے والے کی طرح صحابی ہو جائے۔

۴۴ ابن مسک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی ہے۔

من زارني قسبري بعد موتي	میرے دنیا سے پہلے جانے کے بعد جس
فكشاه زارني في حيااتي	نے میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری
	زندگی میں میری زیارت کی۔

۴۵ طبرانی نے مسلم کبیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

من جاءني زائرا لا تخيله	جو شخص میری زیارت کے لئے اس طرح
حاجته الا يبارق كان	آیا کہ میری زیارت کے علاوہ اس کے کرنے
حقا على ان اكون	کا کوئی اور واسعہ نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگا کہ میں اسکا
له شفيعا يوم القيامة	قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔
نفا بره	نفا برہ ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے کہ زیارت زندگی میں ہو یا دنیا سے تشریف
	لے جانے کے بعد ہو۔

۴۶ عتقی وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زارني متعتك اكا	جس نے قصداً میری زیارت کی وہ قیامت
في جوارع يوم القيامة	کے دن میری امان دینا میں ہوگا۔
	قصد اسے مراد یہ ہے کہ زیارت ہی کا ارادہ ہو یہ نہیں کہ زیارت کے علاوہ کوئی اور مقصد
	ہو اور زیارت کی حیثیت غلامی اور غنمی ہو۔

”الجہر النظم“ میں ہے۔ حدیث میں ایسے ارادے سے اجتہاب مقصود ہے جس کا زیارت سے بالکل تعلق نہیں۔ اور جس کا تعلق زیارت سے ہو مثلاً سہد غری میں احکام اور اس میں کثرت عبارت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت، سہد قباہ کی زیارت اور ان کے علاوہ وہ چیزیں بھی جو زائر کے لئے مستحب نہیں ان کا ارادہ منوع نہیں۔

⑥ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "موطا" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے "وہ (ابن عمر) جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے۔ وہاں دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس آتے ہوئے آپ کے دونوں رفیق حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر آتے اور دونوں حضرات کی خدمت میں سلام پیش کرتے اور دعا کرتے۔

عبدالرزاق نے بھی یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

⑧ مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کے لوگوں سے صلح کا معاہدہ کیا تو آپ کی خدمت میں کعب احبار حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور فرمایا کیا آپ کو خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ مدینہ چلیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک کی زیارت کریں اور آپ کی زیارت سے متبع ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں (ازرقانی)

⑨ ابن مساکر نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اپنے گھر پہنچے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے سنا۔ اے بلال یہ کیا جنما ہے۔ کیا ابھی اس کا وقت نہیں آگیا کہ تم میری زیارت کے لئے آؤ۔ وہ ٹھیکیں دھڑپیں بیدار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ مدینہ کا رخ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر دو سونے لگے اور اپنا رخسار روضہ اقدس سے رگڑنے لگے۔ اتنے میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آگئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے گلے سے لگایا اور ان کو چومنے لگے۔ پھر انہوں نے کہا۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم آپ کی وہ اذان سنیں جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد میں دیکرتے تھے۔ وہ مسجد کی چست پر چڑھے اور اپنی پرانی جگہ کھڑے ہو گئے۔ جو نبی انہوں نے اللہ عزوجل کی صدا بلند کی مدینہ لڑا تھا۔ پھر جب انہوں نے "اشہد ان لا

اشہد الا اللہ کہ اس کا منظر اب اور بڑھ گیا۔ اور جب انہوں نے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہ ان کو جان لڑکیاں اپنے پردوں سے بہرہ نکل آئیں اور لوگ کہہ اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اس دن ایسی گریہ و زاری ہوئی جس کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہائیوں کے بعد مدینہ میں بھی دیکھی جاسکتی تھی۔

انتباہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پتہ عاشق تھے "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات بعد نماز صبح اللہ میں سرزمین شام پہ ہوئی۔ امام بھاری کی تحقیق بھی یہی ہے۔

فہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دمشق میں عمواس کے طاعون میں ان کی وفات ہوئی۔ (عمواس ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ ابتدائے اسلام میں یہاں ایک ہارنبر دست طاعون کی وبا پھیلی تھی)

ابن مندہ "الصحرفتح" میں رقم ہیں کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صاحب میں مدفون ہوئے۔

زہبی نے "تذکرۃ حمیب التہذیب" میں لکھا ہے۔ صحیح تحقیق کے مطابق ان کی وفات دمشق میں ہوئی۔

لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ اذان دیتے وقت میڈنہ سے کر کہ مدینہ منورہ میں انہوں نے وفات پائی۔ اس کی کوئی روایت مجھے ذہنی کی۔ ساتھ ہی مدینہ منورہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر شریفہ کا کوئی نشان بھی نہیں۔

شیخ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے زیارت روضہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر مانی تو بلا اختلاف اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

ابن حجر نے تحریر فرمایا ہے کہ اس نے زیارت مزار اقدس کی نذر مانی تو اس کے لئے زیارت لازمی ہوگی۔ لیکن طاعون زیارت کے لئے لازم کے لئے اتنی استطاعت ہوئی چاہئے جو

مذہب مانے ہوئے حج میں مطلوب ہوتا ہے اس شکل میں زیارت کا نام ہونا مستحق ہے کچھ لوگوں کے نزدیک مذہبی ہوتی چیز میں یہ شرط ہے کہ وہ ایسی ہو جس کی جنس شرعاً واجب ہو لیکن یہ شاذ قول ہے اسے کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی ساتھ ہی اگر یہ شرط صحیح بھی ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں یہ شرط پالی جاتی ہے اس طرح کہ آپ کی حیات طیبہ میں آپ کی بارگاہ ملک ہجرت کرنا شرعاً واجب تھا۔

زیارت روضہ انور اس ہجرت کی جنس سے ہے

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مکرم کی زیارت کی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ دمری میں "زیارت" کا لفظ مٹروں کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر اردو میں یہ لفظ مقامات مقدسہ اور مزارات اولیاء کے لئے بولا جاتا ہے اس طرح اردو میں اس کا استعمال بالکل صحیح ہے ابن رشد نے جو آپ کے متقدمین میں سے ہیں اس کی تشریح یہ کی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ لفظ زیارت زیادہ تر مٹروں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رحلت کے بعد ایک کامل زندگی عطا فرمائی ہے اور یہ زندگی اب تک بدستور جاری ہے اور ہمیشہ آئندہ بھی رہے گی اور یہ تو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ اس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی شریک ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی مس غبار سے بے نیاز ہو کر کامل زندگی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے جسم شریف میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی بھی نہیں آئی ہے اور نہ جسم کے کسی حصہ کو زمین نکل سکی ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی یہی حال ہے۔

ابن ماجہ نے مرثعہ زیارت کی ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر تمام فرما دی ہے	اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الدُّنْيَا اَنْ
کو وہ انبیاء کے جسم کھائے	تَاْكُلْ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

یہ بھی نے البرہانیہ سے روایت کی ہے

اِنَّ لِحُجُومِ الْاَنْبِيَاءِ لَاخْلِيْنَهَا	یا شہدائے زمین انبیاء کرام کے گشت (زیارت)
الدُّنْيَا دَنَا كُلُّهَا السَّبَاخَ	گوں نہیں سکتی اور نہ ہی روز سے اسے کھا سکتے ہیں

زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔

"الحججہ السننہ" میں لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے بقول بعض علماء مؤذنین اور شہداء حضرات کا بھی یہی حال ہے البرہان نے آئمہ راویوں سے اور یزید بن ابی اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّوْنَ	انبیاء زندہ ہیں آپس اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں
---	---

(شرح مواہب لدنیہ، زرقانی)

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے یہ بھی روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا جِئْتُ اَحْدَیْكُمْ عَدُوًّا	کوئی بھی شخص مجھے سلام کرتا ہے واللہ تعالیٰ
اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْ ذُوْحَیْ	میری روح مجھ تک واپس آتا ہے یہاں تک کہ
حَتّٰی اَرَوْهُ عَلَیْهِ السَّلَامَ	میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں

جس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ میری روح مشغول ہوتی ہے اور اسے رب اعلیٰ کی جناب میں حضور ہی کا استغراق ہوتا ہے اور جب کوئی شخص مجھے سلام پیش کرتا ہے تو میری روح اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے اس طرح روح واپس کرنے سے کنیرہ توہ اور التفات مٹا دیتا ہے۔

روزِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائمی اور ابدی زندگی کے ساتھ زندہ جاوید میں اور ایک وقت مقرر
متقی اللہ علیہ وسلم کا ہزاروں لاکھوں انسانوں کی طرف توجہ فرماتا کوئی بعید نہیں
شاعر نے کیا خوب کہا ہے

کائنات فی وسط السماء والنور

یفش البلا مشارقا ومغارباً

آپ آفتاب کی طرح ہیں جو آسمان کے بیچ ہوتا ہے اور اس کی روشنی مشرق و
مغرب کے تمام شہروں کو غلامی ہوتی ہے۔

”المجہد النظم“ میں لکھا ہے مذکور بالا حدیث میں روح سے مراد گرائی ہے۔ مجازاً روح
سے گرائی مراد لینے میں معنی حقیقی اور مجازی کے درمیان ملا تہ لازم کا سبب یعنی روح کے سنے
گرائی قابل لازم ہوتی ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ روح واپس کرنے سے سرور و شادمانی مراد ہے۔ (اس صورت
میں حدیث کا مقصد یہ ہوگا کہ جب کوئی مومن مجھے سلام کرتا ہے تو مجھے مسرت حاصل ہوتی ہے)
حضور کی جنگ کے دوران جب مسجد شریف میں اذان اقامت اور نماز ہو چکی تھی
اور لوگ مسجد سے باہر تھے اور حضرت سعید بن مسیب مسجد میں اقامت پڑھتے تھے اس وقت
انہوں نے مسجد میں حجرہ شریف اور دروازہ اندر سے اذان و اقامت تین دن تک سنی تھی۔ یہ
واقعہ مشہور ہے اور ہم کو ابن ہبار وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنے لفظ زیارت کا استعمال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک ناپسندیدہ ہے جس کی ایک تفصیلی وجہ بیان کی جا چکی ہے ناپسندیدہ کی دوسری وجہ یہ بتانی
گئی ہے کہ زیارت زیادہ ترمیمت کو نفع پہنچانے کے لئے ہوتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی یہ شان نہیں بلکہ خود زائر کو اس سے نفع پہنچاتا ہے۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان اعلیٰ اور کہیں زیادہ بلند ہے۔

مجدد کا مذہب ممتاز ہے کہ زیارت کا لفظ مقرر متقی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر نہیں
اور یہ بالکل غلط ہے شیخ زبیری کا یہ خیال ہے۔ اسی مسئلہ متار کی تائید اماریت مذکورہ کے
الفاظ میں کر رہے ہیں۔

حرمین شریفین کی زیارت کرنے والے پر اگر حج فرض ہو تو حج سے ابتدا کرے۔ اس
لئے کہ فرض غیر فرض پر مقدم ہوتا ہے۔ اور اگر اس نے مدینہ منورہ سے زیارت شروع کی تو یہ بھی
جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفل کا فرض پر مقدم کرنا جبکہ فرض کے وقت ہونے کا خوف نہ ہو
جائز ہے۔ (شرح المالک) — اگر حج نفل ہو تو زیارت روزہ اور حج میں سے جس
سے زائر چاہے ابتدا کرے۔

حج نفل کی صورت میں اسے اختیار ہوگا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے اس کا گور
نہ ہو کہ وہاں سے گرنے کی صورت میں بہر حال روزہ اور کی زیارت سے ابتدا مانگ کر ہوگی۔
یعنی زائر کو اختیار اس وقت ہوگا جب مدینہ طیبہ اس کے راستے میں نہ ہو اور روزہ اور سے
اسے گور نہ ہو۔ اور اگر اس کا گور مدینہ سے ہو۔ بیسے شام کے لوگ تو اسے قطعاً زیارت
نبی ہی سے ابتدا کرنی ہوگی۔ اس لئے کہ زیارت کا اس کے قرب کے باوجود ترک کرنا نہ بخیر
اور قسارت کی دلیل ہے۔

اس صورت میں زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم وسید بنے گی اور نماز فرض سے پہلے
کی سنتوں کے قائم مقام ہوگی۔ (رد المحتار)

جب زائر حسن نیت اور صیقل قلب کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرے تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور میں زیادہ سے زیادہ درود سلام پیش کرے اس لئے کہ یہ عمل دنیا و آخرت کی
کامرائی کا سبب ہے۔ اور اس سے قبولی زیارت کی امید ہوتی ہے۔

مستحسن یہ ہے کہ درود بلا آواز پڑھے۔ اس لئے کہ یہ طریقہ دیر سے پاک تر ہے اور اگر
آواز سے پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن بہت تیز آواز کے ساتھ نہ پڑھنا چاہیے (وسائل الکرام)

ایک قول یہ ہے کہ زور سے پڑنے ہی میں زیادہ شریعت و خضوع پیدا ہو۔ آزار کے لئے یہی افضل ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ طریقہ زیادہ سے پاک اور کسی سونے والے یا نماز پڑھنے والے کے لئے عمل نہ ہو اور جب جملہ مفرج سے قریب پہنچے تو اس کے لئے مستحسن ہے کہ مدینہ منورہ کا نظارہ کرنے کے لئے اس پر چڑھے۔
کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے،

تشریف الیہ یارب سبب شوق نوالہ

لاستحبات لاج شوق حبیب

یار حبیب کا قرب اس کے زاریات کے اشتیاق میں اضافہ کرتا ہے بالخصوص حبیب کے جمال کے نور کی اگر جھلک دکھ جائے۔

شیخ دہلوی نے لکھا ہے اگر لوگ اس پڑھنے کو سنت سمجھیں تو ان کے لئے نہ چڑھنا ہی افضل ہے۔ اور جب زار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کنوؤں کے قریب ذوالکلیفہ کی مسجد میں پہنچے اور اسے اپنے جان و مال کا خطرہ نہ ہو تو اس میں درگاہت نماز ادا کرے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چچ یا عمرہ سے واپس ہوتے تو ذوالکلیفہ کی سنگلاخ زمین پر اپنی سواری بیٹھاتے اور نماز ادا فرماتے۔ (الموجز النظم)

زار حبیب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو اپنے اندر زیادہ سے زیادہ خضوع و خضوع اور شوق پیدا کرے۔ اپنی سواری کی رفتار بڑھائے اور اگر پا چاہا ہو تو تیز چلے۔ یہ ساری باتیں مدینہ منورہ سے محبت کی علامت ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے،

ومن سدد حبیب الیہ یارب لا یصلہا

والناس فیما یفشی شوق مذاہب

یار حبیب کی محبت حبیب کے سبب میرا اپنا مذہب ہے اور لوگوں

کے محبت میں مختلف طریقے ہیں۔ (الگ الگ مزاج الگ مشرق رکھتے ہیں لیکن میرا مشرق تو منزل حبیب ہے)

بخاری سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینے کی دیواریں نظر آنے لگتیں تو اپنی اونٹنی کو دوڑاتے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اسے بھی محبت مدینہ کی وجہ سے تیز کر دیتے۔
زار زیادہ سے زیادہ درود سلام پیش کرنے کی کوشش کرے۔

بعض آثار میں آیا ہے کہ عازم زیارت جب مدینہ منورہ سے قریب پہنچ جاتا ہے تو فرشتے رحمت کے ہاروں اور طرح طرح کی بشارتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے،

بطیبہ رسول اللہ طاب لیسیمھا

فما البساک والکافور والسندل الطیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے نسیم مدینہ خوشبودار ہو گئی ہے مشک کیسا ہے کافور کیا اور عود کیا ہے۔ (نسیم مدینہ کے ناستے یہ سب یکجہ ہیں)

مدینہ منورہ کی عمارتوں اور اس کے درختوں پر جب اس کی نظر پڑے تو درود و سلام میں اور اضافہ کر دے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اس زیارت کے طفیل اسے دونوں جہان میں نفع و رحمت فرمائے اور یہ دعا بھی پڑھے۔

لے اللہ ے تیرے نبی کا حرم ہے۔ اس

لے تو اس کو میرے لئے جہنم سے بچاؤ گا

سامان اور عذاب اور بڑے حساب سے

امان کا دلیر بنا دے۔

فَلَهُمْ هَذَا عَرْمٌ سَبْعِيْنَ

فَاَجْعَلْهُ وَكَأَيَّةَ تَمِيْنٍ الْكَارِ

وَكَأَيَّةَ حَرَمٍ الْعَذَابِ وَ

مُسْتَوْرٍ الْجَسَابِ

مدینہ میں داخلہ سے قبل کی ہدایت یہ ہیں، سراک کرنا، غسل کرنا یا وضو کرنا، غسل افضل

وَأَمَّا تَرْتِ الْعَذَابِ وَسُوءِ
الْحَسَابِ۔ عذاب اور بُرے حساب سے امان کا
ذریعہ بنائے۔

داخل ہونے کے وقت زائر کو ظاہر و باطن دونوں حیثیتوں سے غاشع و فاضل رہنا چاہیے
اور اپنے سینے میں مبارک مقام کی عظمت رکھنے چاہیے اور یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ یہ وہی
مقام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیرت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

اور جب چلے تو اس عظیم تصور کو اپنے قلب میں جمائے ہوئے ہو کہ میرے پاؤں جس
جگہ پر رہے ہیں تقدیم ہمارے مصطفیٰ یہاں پر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ مدینہ
منورہ کے راستوں میں اور باسواری نہ کرتے۔

مسجد سے باہر کسی اہم ضرورت مثلاً مال و زن کی حفاظت وغیرہ کے کہیں اور نہ جائے
عورتوں کو راست میں روضہ النور کی زیارت کرنا زیادہ بہتر ہے (شرح الناسک)

اور زائر جب مسجد نبوی میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو باب جبریل سے داخل
ہو۔ اس دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے داخل
ہوتے تھے۔ (جمال لمبری وغیرہ)

پہلے دایاں پاؤں مسجد میں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَصَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

دفعہ التصدیق
مسجد مال میں داخل ہونے سے قبل کچھ صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور صدقہ کا مال

اہل مدینہ کو دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کا
اعزاز حاصل ہے۔ (الجوہر المنظم)

آداب سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر
تقوٰا سا شہر جانا چاہیے جیسے داخلے کی اعازت کے برابر مابین حجرے فرمایا ہے کہ اس کی
کوئی اصل نہیں اور حال و آداب کے مناسب بھی نہیں۔

زائر مسجد شریف میں نہایت خضوع و خشوع کے عالم میں الطینان و وقار کے ساتھ داخل
ہو اور مسجد کی زینت اور دوسری جاذب چیزوں سے اپنی نگاہ پست رکھے اور اگر کوئی شخص
اس کے پاس آئے تو اس سے شتم پوشی کرے اور اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور جب مسجد عالی
میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال جو اس کو عظمت و فضیلت حاصل ہوئی ہے اس
کو پیش نظر رکھے اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ہدایت اور
سابقہ شریعت کی ظاہری اور باطنی تعلیمات کے ساتھ ان کی تربیت کے لئے اسی مسجد
میں مستقل تشریف رکھتے تھے۔

صحیح حدیث ہے،

مَنْ صَلَّاهُ فِي مَسْجِدِي
أَوْ لَمْ يَنْصُرْ صَلَّاهُ لَا تَنْصُرْ
مَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا
وَمَنْ صَلَّاهُ كُنْتُ لَهُ نَبِيًّا

پھر زائر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو اور اس کے پاس دو رکعت
تھیحۃ المسجد ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ
اخلاص پڑھے۔

منبر شریف ان کے پاس روانہ کر دے۔ مردان نے اس کو اکھیرنے کا حکم دیا گیا۔ جب اس نے منبر کو اس کی جگہ سے ہلایا۔ سورج میں گہن لگ گیا۔ دنیا تاریک ہو گئی اس مدت تک کہ ستارے نکل آئے پھر اس نے (مردان نے) تقریر کی اس نے کہا مجھے ایسے المؤمنین نے حکم دیا تھا کہ میں اس کو اٹھاؤں پھر اس نے بزمی کو ہلایا۔ چھ سیڑھیاں مزید بڑھیں اور منبر شریف اس پر رکھ دیا (اس طرح فریضہ میں کامنبر ہو گیا) پھر غلیظ مہدی نے اس کی مقدار میں مزید اضافہ کرنا چاہا اتر امام مامک رحمہ اللہ علیہ نے اس کو منع فرمایا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ منبر امتداد زمانہ کے سبب بربود ہو گیا تو بعض خلفائے عباسیہ نے نیا منبر بنایا اور منبر شریف سے بغرض تبرک کنگھیاں بنا لی گئیں۔

پھر خلفائے عباسیہ کا بنایا ہوا منبر ۱۵۰ء میں آگ کی نظر ہو گیا اسی طرح آج تک سلاطین و ائمتہ کا تراب منبر شریف کی تجدید کی طرف ہوتی رہی (محبذ القلوب)

بخاری نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری | میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت روضۃ من ریاض الجنۃ | کی کیاریں ہیں سے ایک کیاری ہے۔
ذرائع نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں بخیتی سے مراد آپ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے سب نہیں یعنی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا جس میں روضہ اتر ہے۔ اس لفظ کے ناقدہ حدیث بھی موجود ہے۔

طبرانی نے "۱۰۰۰" میں یہ روایت نقل کی ہے:

ما بین المنبر و بیت عائشۃ | منبر اور عائشہ کے گھر کا درمیان کا حصہ جنت روضۃ من ریاض الجنۃ | کی کیاریں ہیں سے ایک کیاری ہے۔
ایک روایت یہ بھی ہے:

ما بین خجندق و مصلیٰ | میرے حجرہ اور میری نماز پڑھنے کی جگہ کے درمیان

یعنی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی جگہ اور میرے حجرے کے درمیان یہ کیاری واقع ہے۔ بعض نے حدیث کے لفظ "مصلیٰ" کو عید گاہ پر محمول کیا ہے جو مدینہ منورہ کے شہر پناہ کے باہر منکر مہر کے راستے میں واقع ہے۔

بزار اور طبرانی کی روایت میں "بیتی" کی جگہ لفظ "قبیری" موجود ہے۔ عامل ایک ہی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہے اور یہی حجرہ ان کا گھر بھی ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس حصہ میں عبادت جنت کے بارگاہ نکست پہنچاتی ہے۔ (مواہب لدنیہ)

لیکن اس میں کام ہے اس لئے کہ اسی جگہ کی یہ خصوصیت آج نہیں۔ حدیث کا مقصد صرف اس مقام کی عظمت کا اظہار ہے یا یہ مفہوم ہے کہ روضہ رحمت کے نازل ہونے میں جنت کے باغات میں سے ایک باغ کے مثل ہے یا یہ مطلب کہ روضہ جنت سے کٹ کر لایا گیا ہے اگرچہ مجرک وغیرہ سے مانع نہیں کیونکہ یہ دنیاوی اوصاف کا حامل ہو گیا ہے جیسے جبر اسور۔

یہ بھی جنت کا ایک یا اترت (ایک بہت قیمتی پتھر) ہے۔ بنی آدم کے گناہوں سے یہ سیاہ ہو گیا ہے ورنہ چمکتا تھا اس طرح ان دو ٹکڑوں میں جنت کے بے لیز اوصاف نہیں رو گئے ہیں)

"لغات" میں شیخ مختار نے لکھا ہے کہ محققین کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد اگر اسی حقیقت پر محمول ہے اس طرح کہ بروز قیامت یہ جگہ بعینہ جنت الفردوس اعلیٰ میں منتقل کر دی جائے گی اور جنت کی کیاریوں میں ایک کیاری ہو جائے گی۔ دنیا کی اللہ عجیبوں کی طرح یہ فنانہ ہو گی۔

یعنی نے لکھا ہے کہ بہت سے علماء نے اس حدیث کے ظاہری معنی لئے ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ یہ جگہ بعینہ جنت میں لے جائی جائے گی۔ ایسا حجر مستطانی اور اکثر محدثین نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور ابن فرحون نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

پھر زائرِ اربع سے اُٹھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس کی طرف متوجہ ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نَفْسِ الْفِدَا لِقَابِ أَنْتَ سَاكِنَةٌ

فِيهِ الْعَفَا وَفِيهِ الْجَوْوُ وَالْكَمِيمُ

یہی جان نثار اس قبر پر جس میں آپ تشریف فرما ہیں۔ اسی میں پاکبازی جلی ہے اور اسی میں جو در کرم بھی۔

مردی ہے کہ روزانہ فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں۔ روضہ اُور کو گھیرے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رُودِ پیش کرتے ہیں یہی سلسلہ شام تک جاری رہتا ہے پھر وہ اُور واپس چلے جاتے ہیں اور انہیں کی مثل (ستر ہزار) اُترتے ہیں اور یہ بھی فجر تک ایسے ہی کرتے ہیں (روضہ اُور کو گھیرے ہوئے رُودِ وسلام میں مشغول رہتے ہیں) اور یہی سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ (بیہقی)

”الجدھر المنظم“ میں مرقوم ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ زائر کے لئے بہتر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں کی طرف سے حاضر ہو۔

اس طرح آنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی طرف سے آنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ اُرب ہے۔

لیکن نظامِ اس کے برعکس ہونا چاہیے اس لئے کہ سر مبارک سے شریعت کرنے میں

سب سے اُشرف پھر اس سے کم اُشرف کو مقدم کرنے کی ترتیب ملحوظ ہوتی ہے۔ اس لئے یہی سرت اہتمام میں کسی بھی شکل سے زیادہ بہتر بلکہ زیادہ بالادب بھی ہے۔

پھر وہاں نماز میں کھڑے ہونے کی طرح کھڑا ہو۔ (الاختیار)
اپنا ریاں اُتھ جائیں اُتھ پر رکھے ہوئے۔ (دکائی) استقبال قبلہ کئے ہوئے مشروح و خُروج کے عالم میں ہو۔

”فتح القدیر“ میں ہے کہ زائرِ حبیب روضہ مطہرہ پر حاضر ہو تو اس کی دیوار کی طرف اس کا چہرہ اور قبلہ کی طرف اس کی پشت ہو۔ ستون سے چار اُتھ دُور کھڑا ہو یہ ستون روضہ مطہرہ کی دیوار کے گوشہ میں روضہ اللہ کے سر ہائے واقع ہے۔

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں (ابن عمر) نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہونا اور اپنی پشت قبلہ کی طرف اور اپنا چہرہ روضہ اللہ کی طرف کر کے یہ کہنا سنون ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا السَّيِّدُ	لے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ	اس کی برکتیں۔ لے اللہ کے رسول میں شہادت
اللَّهُ رَاقِبُ أَشْهَادُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ	کا کوئی شریک نہیں اور آپ اس کے
خَلْقُهُ وَأَوْرَاقُ الْمَوْجِ	بندے اور اس کے رسول ہیں۔

”الجدھر المنظم“ میں ہے۔ زائرِ حبیب روضہ اللہ پر حاضر ہو تو قبلہ کی طرف اس کی پشت ہو اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف اس کا چہرہ ہو۔ اس کی علامت منہ سے پانی چڑھیں چاندی کی کیلیں ہے۔ یہ کیلیں روضہ اللہ کی دیوار میں لگے ہوئے ایک سرخ سنگ مرمر کے ٹکڑے میں گڑھی ہوئی ہے۔ یہی کیلیں آپ کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے۔ اس طرح جو شخص بھی اس کیلیں کے سامنے ہو گا وہ چہرہ مبارک کے بھی سامنے ہو گا۔ اور حبیب وہ وہاں

کھڑا ہو گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑا ہو گا۔

اور اگر وہ بغیر جائے قریبی نہ ہو سکتا ہو تو منقول ہے اور ادب بھی اس میں نسبتاً زیادہ ہے۔

اگر وہ بیٹھے تو دروازے یا سرین پر سہارا دے کر بیٹھے اس لئے کہ یہ طریقہ چہار زانو یا کھجی اور طرح بیٹھنے سے صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے زیادہ مناسب ہے۔ (الجوہر المنظم)

روضہ انور سے تین اہتد کی دوری پر رہنا چاہیے جیسا کہ ابن عبدالسلام نے بتایا ہے۔ یا چار اہتد کی دوری پر جیسا کہ نووی کی "ایضاح" میں ہے۔ اسی سے زیادہ قریب نہ ہونا چاہیے۔

زرقانی نے لکھا ہے یہ بات زمانہ اولیٰ کے اعتبار سے تھی لیکن اب تو مرتد انور پر ایک چھوٹا سا حجرہ ہے جو زائر کو قریب ہونے سے غذائے ہوتا ہے اور زائر اب جال کے سامنے کھڑا ہوتا ہے بعض نے یہی کہا ہے۔

ابن حجر نے لکھا ہے دوری جتنی زیادہ ہو اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ اسی میں زیادہ ادب ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے زائر روضہ مکرم سے اتنا دور ہے جتنا ان کی حیات طیبہ میں حاضر ہوتا تو وہ دور رہتا۔

جس سے ظاہر ہے کہ یہ دوری اشخاص اور حالات کے اعتبار سے مختلف ہو گی۔ "نظام السنن" میں لکھا ہے کہ زائر حجرہ شریف سے ایک نیزے کے بقدر دوری پر کھڑا ہو۔ وہاں کی ظاہری آرائش کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس کی نگاہ اس قدر پست ہو کہ زمین پر یا روضہ انور کے سامنے کی دیوار کے نیچے جتنے پر پڑ رہی ہو۔

روضہ انور کی دیوار پر ہاتھ رکھنا۔ چھونا اور چھونا نہ چاہیے۔ اس لئے کہ روضہ انور

کی دیوار پر ہاتھ پھیرنا یا اس کا بوسہ لینا مکروہ ہے جیسا کہ نووی نے لکھا ہے اور نہ اس سے چپکنا چاہیے۔ (شرح النکاح)

"الجوہر المنظم" میں مرتب ہے جیسی اور ہاتھ دوسرے آئینے فرمایا ہے۔ پشت و شکم کا روضہ انور کی دیوار سے لگنا مکروہ ہے بہت مناسب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کو گھیرے ہوئے دیوار جی روضہ مقدس کی دیوار کے حکم میں ہے اور اس سے بھی پشت و غیرہ لگنا مکروہ ہو۔ روضہ انور کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا چاہیے اور نہ اپنا چہرہ منی سے آلودہ کرنا چاہیے ہاں جس شخص پر وجہ کا غلبہ ہو جائے تو وہ معذور ہے۔

وہد کی مثالوں میں عہدہ مند کے ہاتھ دوری یہ روایت ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب شام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو رونے لگے اور اپنا چہرہ مرتد الطہر پر لگانے لگے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد انور سے ایک مشت خاک اٹھائی اور اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور رونے لگیں۔ (الجوہر المنظم)

جال شریف کا بوسہ لینا چاہیے۔ اسی طرح کے اور کام بے جا ہوں ادب باندھتے ہیں اور شریعت میں وہ جائز نہیں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

اور اگر ان میں سے کوئی نسل کیفیت وجہ کے قلب اور شوق و محبت کے حادی ہو جائے کے سبب سے سرزد ہو جائے تو معذوری ہے۔ (شیخ وحی)

نووی نے "ایضاح" میں لکھا ہے جس کے دل میں یہ خیال آئے کہ مس و غیرہ کرنے میں بہت برکت ہے یہ اس کی لاعلمی اور غفلت ہے اس لئے کہ خیر و برکت تو صرف اس میں ہے جو شریعت اور علماء کے ارشادات کے موافق ہو، صحیح عمل کی خلاف ورزی میں تو ادب و نفیست کا حصول ممکن نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کو اپنا ہاتھ
روضہ الزمر پر رکھے ہوئے دیکھا۔ اس سے اس کو منع کیا اور فرمایا ہم اس سے اس حد تک قریب
ہو۱۲ چھ نہیں سمجھتے آپ کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولیہ کرام کے مزارات کا چھونا اور ان کا لمس
یہنا مکروہ ہے۔ ہاں زائر پر وجہ حال کا غلبہ ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ (ابن حجر)

زرقانی نے رلی سے نقل کیا ہے۔ روضہ الزمر کا بقصد تبرک برسر لینا مکروہ نہیں۔ فردی
نے فرمایا ہے اس کی کراہت ہی صحیح ہے۔ علماء نے یہی فرمایا ہے اور اس سے زیادہ تر
علماء نے اتفاق کیا ہے۔

کبھی کبھی بعض لوگوں پر شوق و محبت کا ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ ان کی نظروں سے حجابات
اتھ جاتے ہیں اور ان کا حال ایسا ہو جاتا ہے گویا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا اپنے
قریب سے مشاہدہ کرتے ہوں۔

اس کی مثال حضرت ابوالقرب رضی اللہ عنہ کا روضہ مطہرہ سے پیشا ہے یہاں تک کہ مردان
نے ان سے ان کی گردن پکڑ کر کہا تھا۔ تمہیں خبر بھی ہے کیا کر رہے ہو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا۔ ہاں میں تجھ اور اینٹ کے پاس نہیں آیا ہوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا ہوں۔ (الجوہر النظم)

زائر روضہ مبارک کے گرد طواف نہ کرے۔ طواف کعبہ مکرمہ کی خصوصیات سے ہے
اس لئے انبیاء و اولیاء کے مزارات کے گرد حرام ہو گا۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ فردی نے اس
کو اتفاق علماء نقل کیا ہے۔ روضہ الزمر کے لئے بقدر رکوع جب تک جس حرام ہے اور صرف سر اور
گردن جھکانا مکروہ ہے۔ (ابن حجر)

دہان کی زمین میں نہ چڑھنا چاہیے۔ یہ بھی بدعت ہے لیکن ابن حجر نے یہ بھی فرمایا ہے
جو شخص اس پر زلیخا میں ہو کہ اس کے حواس و شعور کام نہ کرتے ہوں (وجہ کاغذ ہو) اور اس سے
اس طرح کا فعل سرزد ہو تو قابلِ اعتراض بات نہیں۔ روضہ الزمر کی طرف ہرگز نہ گیا غیر نماز

میں پشت نہ کرنا چاہیے مگر جب کہ اس کے عہدہ کرتے چارہ کار ہی نہ ہو۔
اور روضہ الزمر اور زائر کے درمیان دیوار وغیرہ کا پردہ عامل نہ ہو تو مزار الزمر کی طرف رخ
کر کے بقصد تبرک یا بقصد تعلیم نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اس نے روضہ الزمر کی عبارت کا
اردہ کیا تو کافر ہو گیا۔

حجر شریف کے پیچھے نماز مکروہ نہیں جبکہ مزار الزمر کی طرف چہرہ کرنا منقولہ زہر از حجاب
بھی روضہ الزمر کے مقابل اس کی کسی بھی جانب سے اس کا گزیر ہو خواہ مسجد شریف اور دیوار کے باہر
ہی سے کیوں نہ ہو وہ کھرا ہو جائے اور زور و سلام پیش کرے۔

امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے بار بار گزر رہا ہو ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام
عرض کرے گا۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں میرے نزدیک اس پر یہ لازم ہے۔

آپ کے متبعین میں ایسی رشد نے اس کی رضا مت یہ کہ ہے کہ معنی یہ ہے کہ گزرنے
والے پر جب جب گزرتے اور جس وقت بھی گزرے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنا
لازم ہے۔

ابن حجر نے فرمایا ہے ابن رشد کے اس لازم سے سلام کی تاکید منقولہ ہے بعض باطل
عوام بغرض تقرب صیغائی مجبور مسجد شریف میں کھلتے ہیں اور اس کی گھنٹی اس میں ڈالتے ہیں یہ
فعل بدعت اور ناپسندیدہ ہے۔ (الناسک)

بعض نے اس کھجور کا میٹھی نام رکھے جانے کی وجہ یہ روایت بتائی ہے جسے نوید
حموی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ ایک دن دینہ

نے اور اب جب کہ مزار پاک کے ارد گرد دیوار قائم ہے جس پر گھبراہٹ و تعمیر کیا گیا ہے تو مزار پاک
کی طرف نہ کر کے گزرتے تھے کہ کوئی صورت ہی نہیں۔ ۱۲

کے کہیں ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی کے رشت سے بھاگ لکڑی ہوا کھجور کا درخت چینیہ محمد اللہ کے قول میں اور علی صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا اس کا نام مہمانی رکھ دو۔ اسی دن سے اس کا نام مہمانی (جو چچ لگائے والا) ہو گیا۔

ابن جریر نے اپنی "موضوعات" میں اس سے کچھ مزید تفصیل پر شریعتی یہ حدیث نقل کی ہے اور اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ موضوع ہے (ابن جریر) اب زائر سرایا مشروح و مشروح بنی کہ حضور کی صورت پاک کا تصور باندے کی فکر وہ ان کی بارگاہ میں ہے جو زندہ ہیں اس کا حال جانتے اور اس کا کام سنتے ہیں۔ کثرت گناہ کا احساس ہو اور حضور قلب کے ساتھ متوسط آواز سے یہ کہے اس کی مثال رکھے کہ آواز بلند نہ ہو اور نہ بالکل پست ہو۔ السلام علیک ایہا السبیل ورحمتہ اللہ وبرکاتہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ منقول ہے۔

اور "شفاء" میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہما پر ماضی ہوتے تو یہ کہتے: السلام علی السبیل السلام علی ابی کبر السلام علی ابی بھر وہ پس ہوتے۔

بعض علماء نے یہ طویل سلام پیش کرنا پسند فرمایا ہے۔ اسی پر اکثر حضرات کا عمل ہے۔

السلام علیک یا رسول اللہ	لے اللہ کے رسول آپ پر سلام لے اللہ
السلام علیک یا سیدنا اللہ	کے نبی آپ پر سلام لے اللہ کے مخلص

السلام علیک یا صلی اللہ علیہ وسلم
السلام علیک یا خیر خلق اللہ
السلام علیک یا خیرۃ اللہ
جیج خلق اللہ السلام علیک یا سیدنا
ولہ ازم السلام علیک یا حبیب
اللہ السلام علیک یا یوسف الرحیم
السلام علیک یا شفیع الامت
السلام علیک یا سید المرسلین
السلام علیک یا خاتم النبیین
السلام علیک یا سرمد
السلام علیک یا مدثر
السلام علیک وعلیٰ اهل بیتک
الطیبین الطہارین اذہب اللہ
عنہم الرجس وکلمہم تظہیر
جبراک اللہ عینا افضل ما جبرائیل
بیثا عن قومہ ورسولہ عن
امتہ شہد ان لا اله الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشہد انک
عبدہ ورسولہ واشہد انک
صدقت الرسل وصدق
الانسانہ وصدق الامم وکشف

آپ پر سلام لے اللہ کی مخلوق میں سب سے
بہتر آپ پر سلام لے اللہ کی مخلوق میں سب
سے افضل آپ پر سلام لے نبی آدم کے
سروار آپ پر سلام لے اللہ کے محبوب
آپ پر سلام لے رحمت کے نبی آپ پر
سلام لے امت کی شہادت فرماتے والے
آپ پر سلام لے رسول کے سروار
آپ پر سلام لے آخری نبی آپ پر
سلام لے کئی اور حصے والے آپ پر
سلام لے چار بیٹے والے آپ پر
سلام آپ پر اور آپ کے پاک اہل بیت
پر سلام جن سے اللہ تعالیٰ نے گندگی دور
فرمادی اور انہیں خوب پاک و صاف
کر دیا۔

اللہ ہماری طرف سے آپ کو بہتر دے گا
فرمائے جو اس نے کسی نبی کو ان کی قوم کی
طرف سے عطا فرمایا اور کسی رسول کو ان کی
امت کی طرف سے عطا فرمایا نہیں
شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے ہر کئی سمجھو
نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور شہادت
دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور اس

الْفَقِيرَ وَكَأَنَّكَ الْمَجْبُوعُ وَجَاهِدُكَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكَأَنَّكَ عَلَى وَجْهِ
اللَّهِ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ فَصَلَّى اللَّهُ
عَلَى رُوحِكَ وَجَسَدِكَ وَكَبْرِكَ
مَسْلُوكًا وَآخِثًا إِلَى يَوْمِ السَّوْنِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَأَنَّكَ وَرَدَّ أَرْ
كَبْرِكَ جَنَّاتِكَ مِنْ بِلَادِ شَايِعَةٍ
وَكَسَا حِجَابَ بَيْتِكَ وَكَأَنَّكَ قَضَاءُ
حَقِّكَ وَالنَّظَرُ إِلَى مَا شَرَفَكَ وَالتَّيَامُمُ
بِسَبِيحَاتِكَ وَالْإِسْتِغْنَاءُ بِكَ
إِلَى رَبِّكَ نَارُكَ الْخَطَايَا قَصَصَتْ
ظُهُورَنَا وَالْأَوْدَارُ قَدْ أَثْمَرَتْ
حَقْدَ هَمَلْنَا وَأَنْتَ الشَّافِعُ الشَّفِيعُ
السَّوْعُوذُ يَا شَفَاعَتَهُ وَ
السَّقَامُ الْبَحْمُودُ وَقَدْ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَلَسْتُ أَنْظُرُوا
أَنْفُسَهُمْ حَبَابَ تَوَكُّلٍ كَأَسْتَغْفِرُوا
اللَّهُ وَاسْتَغْفِرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوْحِدَ اللَّهُ تَوَكُّلًا حَنِيمًا
وَقَدْ جَنَّاتِكَ ظِلًا سَمِيمًا
لَا أَنْفُسًا مُسْتَغْفِرِينَ لَدُنْكَ بِنَا

کے رسول ہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ رسالت
آپ نے پیونہ چارہی امانت آپ نے ارا
کردی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور
غم و اندوہ دور کئے اور رحمت و انعم کردی
اور اللہ کے راستے میں جہاد فرمایا اور اللہ کے
دین کے لئے قتال کیا حتیٰ کہ آپ کا پیغام عمل
آیا اللہ تعالیٰ آپ کی روح آپ کے جسم اور
آپ کے مرتبہ پر قیامت تک مسلسل اپنی
رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ لے رسول ہم آپ کی
زیارت کرنے والے آپ کی خدمت میں
مقاصد کے حامل ہیں آپ کا حق ادا کرنے
کے ارادے سے اور آپ کے آثار و کھینے کے
لئے اور آپ کی زیارت سے برکت حاصل کرنے
اور آپ کو اپنے پروردگار کے پاس سفارش کرنے
کے ارادے سے آپ کی خدمت میں دروازہ
شہر دل اور لقاؤں سے حاضر ہوتے ہیں بلاشبہ
گنہگاروں نے ہماری پشتوں کو توڑ رکھا ہے اور
بوجھوں نے ہمارے کندھوں کو بوجھ کر رکھا ہے
آپ ہی وہ شفیق ہیں جن کی شفاعت قبول کی
جائے گی آپ ہی سے شفاعت اور مقام محمود
کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے اور اگر

كَأَنَّكَ إِلَى رَبِّكَ وَاسْتَسْلِمَ
أَنْ يُسَبِّحَكَ عَمَلٌ مَسْنُونٌ وَأَنْ
لَا يَجْعَلَ هَذَا الْخَيْرَ الْعَبْدُ
مِنْ قَسْرِكَ وَبِرِّكَ وَتَنَا الْعَوْدُ
إِلَيْهِ وَأَنْ يَحْشُرَ تَأْفِي رُفْرُفِكَ
وَأَنْ يُدَوِّرَ مَا حَوْصَكَ وَأَنْ
يَسْقِيَنَا بِكَاسِكَ عَسِيرًا كَرِيمًا
وَلَا تَكَا وَبِئْسَ الشَّفَاعَةُ

وہ آپ کے پاس آتے جب انہوں نے
اپنی جانوں پر ظلم کئے پھر وہ اللہ سے مغفرت
چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت
طلب فرماتے تو وہ یقیناً اللہ کو بہت زیادہ توبہ
قبول کرنے والا ہے ان پاتے ہم اپنی جانوں پر
ظلم کئے ہوئے اپنا گناہوں سے مغفرت
چاہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں آپ ہمارے
لئے اپنے رب کے پاس شفاعت فرمائیے
اور اس سے سوال کیجئے کہ وہ ہمیں آپ کی امت
پر نعمت نصیب کرے اور یہ بھی کہ وہ ہماری
اس ماضی کو آپ کے رحم و کرم کی آخری
حاضری نہ بنائے اور ہمارے لئے پھر آنا نصیب
کرے اور ہم کو درود و تحشیم آپ کی جہالت
میں مبعوث کرے اور ہم کو آپ کے مرض پر
لائے اور ہم کو آپ کا ہام لائے اس طرح
کہ ہم برا و نام نہ ہوں۔

الشفاعة الشفاعته يا رسول الله آمين بارکے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَالْآيَةُ
لَا تَكُنْ لَنَا غُرْبَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لَا تَكُنْ لَنَا غُرْبَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لَا تَكُنْ لَنَا غُرْبَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لَا تَكُنْ لَنَا غُرْبَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یا اے مخلوق کے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

سَوَافِ حَيْثُ خَلُّوا لِحَادِثِ
الْعُسَمِ

حَاكَاةً أَمَّ يَحْمِلُهُمُ السَّرَاجُ
مَحْفَاةً مَعَاذَ أَدِيرِجِ الْجَارِ مِنْهُ
عَسِيرُ مَحْمَرٍ

مارش عام کے وقت میرا آپ کے سوا کوئی
نہیں جس کی پناہوں
یہ بعید بات ہے کہ اسیدواران کے
الطاف و کرم سے محروم ہو یا ان کا ہمسایہ
بلالہ از واپس ہو

پھر بارگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنہوں نے سلام پیش کرنے کو کہا ہے
ذکر ان کا سلام اس طرت پیش کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ سُلَاطِنِ نَبِيِّكَ
آپ کو انہوں بن نعلان کا سلام وہ آپ سے آپ کے رب کے پاس شفاعت کا طالب
ہے آپ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیے اور اگر سلام عرض کرنے والے کا نام
جہول کیا ہو تو اس طرح کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَسَدٌ اَوْ صَارَفٌ
بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ

آپ کو ان کا سلام جنہوں نے مجھ سے سلام عرض کرنے
کے کہا ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سلام پہنچانے کے لئے شام سے مدینہ منورہ تھام
بیٹھے تھے صحیح حدیث یہی تھی نے "شعب الایمان" میں روایت کی ہے
اس سے یہ مسلک بھی مستنبط ہوتا ہے کہ سلام پہنچانے کے لئے کسی کو اجرت پر ملے کر
لیجا جائز ہے جس شخص کو مذکورہ روایات پر عمل کرنے کے لئے وقت نزل کے یا اسے یاد کرنے
کی قدرت نہ ہو تو جو ممکن ہو وہی کرے۔ (فتح القدیر)

جب تک حضور قلب حاصل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب و قارول دو مانع ہو
تاوی رہے سلام و دعا میں طولانی بہتر ہے اور اگر ایسا ہو تو کم پر اکتفا کرنا ہی بہتر

سے (ابن حجر)

پھر یہ آیت کریمہ شریک یا کچھ زمانہ بار پڑے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ لَهَيُّوْنَ
عَلَى السَّيِّئِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
اسْتَوْا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی و صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو
تم بھی ان پر درود اور خوب سلام
پیش کرو۔ (فتح القدیر)

پھر زائر اپنے دائیں جانب ایک ہاتھ کے بقدر منہ سے تاکر وہ سینہ الہی بجز رضی اللہ
ازہ کے سراہا کر کے سامنے برقعائے آپ کا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈے کے
مقابل ہے جیسا کہ بعض کا خیال ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ
پاک کے مقابل ہے۔

وہاں پہنچ کر یہ سلام پیش کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ
رَسُولِ اللَّهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا صَاحِبَ رَسُوْلٍ اَللّٰهُ فِي الْغَايِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَفِيَّتَهُ
فِي الْاِسْقَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَوْصِيَّتَهُ عَلَى الْاَسْرَارِ
حَسْبُكَ اَللّٰهُ عِنْدَ اَوْفَعَلِّ مَا
جَعَلَ اِمَامًا مَعْنِ اَمَّتِهِ كَيْفِيَّتِهِ
وَسَدَّ خَلْفَتَهُ بِاَحْسَنِ خَلْفٍ
وَسَلَّمَتْ طَرَفَيْهِ خَيْرَ سَلَامٍ

اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ
آپ پر سلام اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ
وسلم) کے غار کے ساتھی آپ پر سلام
اے ان کے سفروں کے رفیق آپ کو سلام
اے ان کے اسرار کے امین آپ کو سلام
اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے صلوات
جو اس نے اپنے نبی کی امت کی طرف سے کیا
کہ طائر مایا اور بلاشبہ آپ نے ان امور
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت بہتر مینا لب
کی حیثیت سے انجام دی اور ان کی

وَلْيَسْأَلْ رَبَّنَا أَنْ يَتَقَبَّلَ
تَسْغِيَتَنَا وَيُجِيبَنَا عَلَى دَعَائِنَا
وَيُؤْتِنَا عَلَيْهَا وَيَجْعَلَنَا
فِي رَحْمَتِهِ إِنَّكَ كَرِيمٌ
رَحِيمٌ (امین)

(الاختیار)

تا کہ وہ انہی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
شفاعت فرمائیں اور ہمارے رب سے درخواست
کریں کہ وہ ہماری محنت قبول فرمائے اور ہم
کو ان کے دین پر فائدہ دے اور اسی پر ہمارا
نہایت کرے اور ہم کو انہیں کی جماعت میں لے
جائے بیشک وہ کرم کرنے والا مہربان ہے۔

پھر اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور ان کے لئے جنہوں نے اس سے دعا
کے لئے کہا ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔
اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے پہنچے کی طرح آئے
اور حمد و ثناء کے بعد یہ کہے۔

يَا خَيْرَ الْمُرْسَلِينَ
اللَّهُ تَعَالَى أَكْثَرَ كِتَابًا
صَادَقًا عَلَيْكَ وَقَالَ اللَّهُ
فِيهِمْ وَكَوْنَتْهُمْ إِذْ
كَلَّمُوا أَنفُسَهُمْ جَاوَزَ
كَاسْتَعْمَرُوا اللَّهَ وَاسْتَعْمَرُوا
لَهُمْ الرُّسُولُ لَوْ حَبَدُوا
اللَّهُ لَوَ أَنَا رَحِيمَاهُ وَقَدْ
حَبَلْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
سَامِعِينَ قَوْلَكَ طَائِعِينَ
أَسْرَارَ مُسْتَشْفِعِينَ

اے رسولوں میں سب سے بہتر رسول بیشک
اللہ تعالیٰ نے آپ پر سب سے زیادہ کتاب فرمائی
اور اس میں فرمایا۔ جن لوگوں نے اپنے جانوں
پر ظلم کے۔ اگر وہ آپ کی خدمت میں
حاضر ہوتے۔ اور اللہ سے مغفرت چاہتے
اور رسول میں ان کے لئے مغفرت طلب
کرتے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت زیادہ
تو بہتوں کے لئے والا مہربان پاستے اے
اللہ کے رسول بیشک ہم آپ کی خدمت
میں آپ کی بات سنتے ہوئے آپ کا
حکم مانگتے ہوئے آپ کی آپ کے رب کے

يَا إِلَهَ رَبِّكَ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
وَلِأَسَاوِينَا وَلِنَا وَلِعَسَاوِينَا
وَلَا تَجْعَلْنَا فِي الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
سَبِّحْنَا بِأَلْسِنَتِنَا وَلَا
تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا
لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
رَؤُوفٌ رَحِيمٌ رَبَّنَا آمِنَا
فِي الدُّنْيَا حَتْمًا وَفِي
الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ أَمِينَ

پاس شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر
ہوئے ہیں اے اللہ ہمیں اور ہمارے
والدین اور ہمارے اساتذہ اور ہمارے مانندانوں
اور ہمارے ان بھائیوں کو جہنم سے پہنچے
ایمان کے ساتھ گزرے بغیر بخش دے اور
اے رب ہم سے دلوں میں ایمان والوں
کے لئے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار
بیشک تو مہربان اور نہایت رحم والا ہے
اے ہمارے پائندہ رہیں دنیا میں اچان
اور آخرت میں بہتری عطا فرما اور ہمیں
جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ تیرا رب
عزت کا رب پاک ہے اس سے جس
سے وہ کافر متصف کرتے ہیں اور
تمام رسولوں پر سلام اور تمام تعریف اللہ
کے لئے جو ہمارے عالم کا رب ہے۔

أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ

عِنْدَ الْقَبْرِ إِذَا مَا زِلْتَ الْقَدَمُ

آپ ہی وہ شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت پل عراط
پر قدم پھلے وقت مرقع ہے۔

ابن حجر نے لکھا ہے کہ پھر زائر مزار انور کے سر ہانے قبلہ کی جانب بڑھے اور
اور قبلہ کی طرف منہ کر کے حمد و ثناء اور درود و سلام پیش کرے اور اپنے دونوں ہاتھ

مذکورہ کتب انکار اپنے اور دوسروں کے لئے جہاں دعا کرے اور اپنی دعا آمین اور درود و سلام پڑھتا رہے۔

پھر وہ ستون البرہان یعنی اللہ عز کے پاس آئے یہ وہ ستون ہے جس میں انہوں نے خود کو اس وقت تک کے لئے باندھ رکھا تھا جب تک اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول نہ کی یہ ستون مزار مقدس اور مسجد نبوی کے درمیان واقع ہے۔ (الاختیار)

اور در رکعت نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور حسب مرضی دعا کرے پھر منبر شریف کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ منبر کے اس کنگرے پر رکھے جو مزار پاک کی طرف ہے۔ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت اپنا ہاتھ رکھتے تھے اس پر ہاتھ رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل ہوگی۔ (الاختیار)

اس کنگرے کا نشان اب باقی نہیں رہا یہ مدینہ منورہ اور اس کے گرد و پیش کی دوسری آتش زدگی کا نذر ہو گیا۔

اور قبور دو ہو کر دعا کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور جو چاہے مانگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مار آٹنگی سے پناہ مانگے پھر وہ ستون کے پاس آئے جس میں ہتھکنڈا کا کچھ حصہ رہ گیا ہے۔

یہ وہ کھجور کا ٹھکانا تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں نالہ کیا تھا جس وقت اسے چھو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے تھے پھر اس کا نالہ سن کر اترے اور اسے گود میں لیا تب وہ ٹٹا ٹٹا مٹا ہوا۔ (الاختیار)

یہاں پہنچ کر نماز و دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔

استن حنا کسی صحابی کے پاس محفوظ تھا لیکن امتداد زمانہ سے ختم ہو گیا۔ حدیث کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ تنابلی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کی اپنی جگہ دفن کر دیا گیا۔

مسجد نبوی میں اشکاف مستحب ہے اور جب بھی زائر اس میں داخل ہوا اس کے لئے

مناسب ہے کہ اشکاف کی نیت کرے اور اس میں ایک قرآن کا ختم کرنا اور حمزہ شریف کی طرف مسلسل نظر کرنا مستحب ہے اس کے لئے بھی جو مسجد یا قبر عالیہ کے اندر ہو اور اس کے لئے بھی جو مسجد سے باہر ہو۔ (مناسک)

زار مسجد منورہ کے اندر رات گزارنے کے لئے انتہائی کوشاں رہے اگر ایک رات بھی اسے نصیب نہ ہو جائے تو اسے قیمت جانتے ہوئے ذکر و دعا میں گزارے اور مدینہ منورہ میں جب تک رہے حتی الامکان یہ مقام نہ چھوڑے۔ (ابن حجر)

مدینہ منورہ کے باشندے ہوں یا کہیں اور کے ہر شخص کو زیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام پیش کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ یہی جتنی زیادہ کی جائے بہتر ہے۔ زائر مسجد نبوی میں نسبتاً دوسری مسجدوں کے کہیں زیادہ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی آواز بلند کرنے سے سخت احتراز کرے۔

بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عاتق کے دشمنوں سے فرمایا اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم اپنی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بلند کرتے ہو۔

(حضرت عمر نے ان دونوں کی لاعلمی کو ان کے لئے نذر قرار دیا ورنہ ایسی بے ادبی ہے جو موجب سزا ہے۔)

زار کو کشش کرے کہ مدینہ منورہ میں اپنے قیام کے دوران قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر اور درود و سلام، منبر شریف، روضہ انور اور ان کے بیچ میں آواز اور بلا آواز دعا میں مشغول ہو کر رات گزارے۔ (الاختیار)

اور اس کی بھی کشش کرے کہ مسجد نبوی شریف میں اس کی کوئی نماز چھوٹے نہ پائے اور جتنا ممکن ہو سکے مدینہ منورہ میں روزے رکھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب جوار میں رہنے والوں خصوصاً آپ کے اعزاء و اقرباء کو اپنے صدقات پیش کرے اور مسجد شریف

کے حاضرین کو اس سے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے۔

بلکہ وہ اگر روضہ انور کا استہانی مشتاق ہو تو مسجد کے دروازے پر دروازہ کھٹے سے پسے
حاضر ہے جب خدام اس کو دروازہ کھولیں تو پورے ارب کے ساتھ اندر داخل ہو۔ اور روضہ انور
یا صف اول میں جلسے نماز پڑھنے اور روضہ انور کی زیارت کی طرف پورے اطمینان و سکون
کے ساتھ متوجہ ہو پھر اس جگہ بیٹھ جائے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے نفل نماز کے لئے سب سے افضل جگہ محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے اور فرض کے لئے سب سے افضل پہلی صف ہے اور بعض کے نزدیک مستون حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس نماز پڑھنا بہتر ہے۔

زار مسلمان عزتوں و جہ و شریف کی دعاؤں اور مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام و پاس
رکھے یہ وہ ہیں جنہیں بادشاہ کے حضور میں ہمیشہ رہنے کا شرف حاصل ہے۔ ان کی برائیوں اور ان
کی بچپن برائی نیتوں اور ارادوں کے نوہ میں نہ پڑے اور ان کی نیتوں کو اللہ کے حاکم کرے کیونکہ
بہت بڑا نادر واسلوک بھی پڑا اس کا احترام سلب نہیں کرتا۔ (ابن حجر)

اور حجب وہ اپنے وطن واپس آنے کا عزم کرے تو اس کے لئے مسجد شریف کو نماز
سے الوداع کہتا اور اس کے بعد مسجد مرضی دعا کرنا مستحب ہے۔

روضہ انور پر حاضر ہونا آخری سلام عرض کرنا اعتدافض کے مطابق دعا کرنا۔ اور
اللہ تعالیٰ سے اس کی بھی دعا کرنا کہ وہ اس کو اس کے اہل و عیال تک سلامتی کے ساتھ حصہ پایا
ہو یا پھر نیکائے یہ سب مستحب ہے۔

پھر نبوی دربار کے فراق پر حسرت کرنا اور افسوس بھاتا ہوا واپس ہو۔ (نظام المسکات)

○

منتہک ستون

عہد رسالت میں شہد نبوی کی چوحدی یہ تھی۔

مشرقی حد۔ روضہ انور کی دیوار سے متصل ستون، یہ ستون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
مبارک کی طرف تین سعلق قدیروں کے گرد واقع ہے۔

سمت قبلہ کی حد۔ منبر شریف کے پیچھے ایک اٹھ یا اس سے کچھ زیادہ دور ہے۔

مغربی حد۔ منبر شریف کا پانچواں ستون۔

سمت شامی حد۔ محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق ہے۔

(شرح النکب و نظام المسکات)

جب مسلمانوں کا جرم بڑھا تو سجاد کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ علیہم نے مسجد
عامہ کی توسیع کی ضرورت محسوس کی اور اس توسیع کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن
کے گھر بھی اس میں داخل ہو گئے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجر شریف
بھی اس میں شامل ہو گیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں رفیق حضرت ابو بکر
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مدفون ہیں۔

جب توسیع اس حد تک پہنچ چکی تو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم نے مزار انور کے
گرد و گول اونچے دیواری بنائیں جس کا مقصد یہ تھا کہ مرتد انور مسجد میں نظر نہ آئے اور اس کی طرف
رُخ کر کے وام نماز نہ پڑھیں اور اس طرح لوگ کسی امر ممنوع کے ترکیب نہ ہوں۔

لیکن اس کا اندیشہ بدستور تھا کہ لوگوں کا مرتد پاک کا سامنا ہو گا اس سے بچنے کے

لے پھر انہوں نے روضہ النور کے شمالی دروں کو زون سے وردیواروں کیپچی اور ان دروں کو اس حد تک جھکایا کہ وہ باہم مل گئیں۔

ام الرکنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نظر محسوس کیا کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ النور کو مسجد گاہ نہ بنایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس غلطی کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ اگر اس کا اندیشہ نہ جوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پاک نمایاں اور کھلا ہوتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پاک کو مسجد بنانے سے دو اندیشوں کے باعث منع فرمایا تھا۔
(۱)۔ آپ کی تعظیم میں حد سے تجاوز کرنا۔

(۲)۔ لوگوں کا نقشہ میں مبتلا ہونا۔

اس حد سے بڑھی ہوئی تعظیم میں کبھی کبھی کفر تک کی قربت آجاتی ہے چنانچہ اس طرح کے واقعات گذشتہ قوسوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ (شرح مسلم، نووی)

سلطان مرحوم عبدالعزیز کا یہ کارنامہ لائق ستائش ہے جو انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق مسجد شریف کی عمارت کی تجدید کرائی۔ اور اس کا خاص خیال رکھا کہ کوئی ستون اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں گیا۔

علامہ نے فرمایا ہے کہ مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس زیادہ سے زیادہ

نفل نمازیں پڑھنا مستحب ہے۔

کیونکہ جب تک وہ اپنی جگہ قائم ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کا فیض ان میں باقی رہے گا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نمازیں جو ان ستونوں کی جگہوں اور ان سے قریب پڑھی گئیں ہیں ان کی برکتیں بھی باقی رہیں گی وہ خاص ستون میں کا ارباب بیٹرنے ذکر کیا ہے ان کے تذکرے ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ امام کی جگہ کے دائیں جانب مصطفیٰ شریف کا نشان ہے۔ ہر بن کنی
ستون مختلفہ مظاہرہ | ستارش کر کے اسی کے پاس نماز پڑھتے تھے اسی کے پاس کعبہ

کا وہ ستاویں ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوران غلبہ نیک لگاتے تھے یہ تاجہراخ کی کرسی کی جگہ محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب واقع ہے۔

ستون عائشہ | یہ ستون منبر شریف سے مشرقی جانب تیسرا ستون ہے محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے صف میں واقع ہے۔

تحويل قبلہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زائد چروہ یا پندرہ دن تک فرض نمازیں اسی کی طرف رخ کر کے ادا فرمائیں پھر آج کے مصطفیٰ محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون سے نیک لگایا کرتے تھے۔

اور کبر صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے شیوخ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اور قریش کے مہاجرین اسی کے پاس جمع ہوتے تھے اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے اس کو ستون قرعہ بھی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ روایت ہے جو طبرانی نے "وسط" میں تحریر کی ہے،

وَاتَّخَذَ مَسْجِدًا لِّمَنْعَةٍ	بیشک میری مسجد میں ایک جگہ بنے بتایا
قِيلَ لَهُ هَذِهِ الْأُمُودُ أَمْنٌ	گیا ہے کہ وہ یہی ستون ہے۔ اگر لوگ باقی
لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا صَلُّوا إِلَيْهَا	بائیں تو بغیر قرعہ اندازی کئے ہوئے نماز
إِلَّا أَنْ تَطِيرَ بِهِمُ شُرُوعٌ	نہ پڑھ سکیں

(الجوهر المنظم)

ستون قوس | یہ ستون حجرہ شریف سے دوسرا اور منبر شریف سے چوتھا ستون عائشہ اور حالی سے ملے ہوئے ستون کے بیچ میں واقع ہے لوگوں نے بتایا ہے کہ اس ستون اور روضہ کے درمیان بیس ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

اس کی طرف رخ کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز منقول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کا بستر پاک یا تخت شریف اسی کے پاس قبو سے متصل رکھا جاتا اور آپ حالت امکاف میں اسی سے نیک لگاتے۔

اس ستون کو ستونِ قرب کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوالباء رضی اللہ عنہ نے بڑھاپے
 کو ان کے انجاء کار یعنی ذبح و قتل کی خبر سے دی تھی۔ پھر وہ نادم ہوئے اور خود کو یہ قسم کھا کر
 اس ستون سے باندھ دیا کہ ان کو سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور کھول نہیں سکتا ان کی
 صاحبزادی آئیں اور نماز و قضا کے لئے کھولتیں۔ اس طرح وہ دس دن سے زیادہ
 تک بند رہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس الشک کی وجہ سے گئے اور انہیں
 کھولا (شیخ دیوبند)

پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ باندھنا اور خود کو مبتلائے عذاب کرنا ٹھکر کی ایک قسم ہے
 ورنہ ملامت ہی تو یہ ہے اس میں ساداتِ عرب کی کرام کے لئے عسکر اور وجہ کے ثبوت کی دلیل
 ہے۔ اور اس کا انکار کرنے والے کاروبار ہیں۔

ستونِ سریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت استکان میں کہیں اس ستون کے سر کھاجا اور
 کبھی ستونِ قرب کے پاس یہ ستون جالی سے متصل ستونِ قرب کے مشرقی جانب
 واقع ہے۔

ستونِ علی یہ ستون جانبِ شمال میں ستونِ قرب کے پیچھے واقع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ
 عنہ اس کے پاس نماز پڑھتے اور روضہ انور سے متصل اس کے پاس حبل اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے بیٹھتے۔ اس لئے کہ یہ ستون اس درمیان کے سامنے ہے
 جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر مسجد
 میں تشریف لاتے۔

ستونِ وفود یہ ستون جانبِ شمال میں ستونِ علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے واقع ہے۔ اس
 ستون اور ستونِ قرب کے درمیان ستونِ علی واقع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم اور کبارِ صحابہ کرام اس کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حسبِ حسب کے اطراف و جوانب سے وفد آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر اسی کے

پاس تشریف رکھتے تھے۔

ستونِ جہد یہ ستون جانبِ شمال میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پیچھے واقع ہے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہیں رات میں نماز پڑھتے۔ اس میں ایک عراب ہے
 جب نماز پڑھنے والا اس عراب کی طرف رخ کرے گا تو اس کا بایں حصہ بابِ جبریل کی طرف
 برگڑا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ عراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہد پڑھنے کی جگہ ہے۔

ستونِ امر لیلۃ القدر اسے مقامِ جبریل بھی کہتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے
 کر زیادہ تر اسی مقام پر حاضر ہوتے۔ یہ ستون جالی سے ملے ہوئے
 ستون کے پیچھے جہاں مغربی کنوہ شمال کی طرف مڑا ہے۔ وہیں حجرِ شریف کے گھر سے میں
 واقع ہے جیسا کہ بتایا گیا ہے۔

لا اعلیٰ قاری نے لکھا ہے کہ اس ستون اور ستونِ وفود کے درمیان جالی سے لاہر ستون
 ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ اس جگہ تھا۔

ابن حجر نے فرمایا ہے اس ستون اور ستونِ سریر سے تبرک حاصل کرنا لوگوں کو نفی ہے
 نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجرِ شریف کے ارد گرد جالی کے دروازے بند رہتے ہیں۔

جنت البقیع

اور اس کے گرد و نواح کی قبروں کی زیارت

روزانہ حضورؐ کے دلِ باغِ جنت البقیع جانا اور وہاں کی قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے اس قبرستان کے بارے میں ارشاد فرمایا،

اس سے (جنت البقیع کے) ستر ہزار مرد کے
چہرہ صوری کے چاند کی شکل میں اضافہ جانی گے
اور جنت میں بغیر حساب و اقل ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے جنت البقیع والیں کے بارے میں سوال کیا تو یہ روئے و گوارہ فرمایا۔ ان کے لئے جنت ہے۔

پھر آپ نے اپنے پروردگار سے اہل تشیع کے بارے میں سوال کیا۔ تو پروردگار نے فرمایا۔ اے رسول! آپ نے اپنے پیرونیوں کے بارے میں سوال کر لیا اب میرے پیرونیوں

کے بارے میں سوال فرمائیے (نظام الملک)
جب نازِ جنت البقیع کے دروازے پر پہنچے تو یہ کہے

مسلماؤ! تم پر سلام۔ ہم بھی انشاء اللہ
آپ سب سے ملیں گے۔ اے اللہ

مکتبہ محمدیہ کراچی

جنت البقیع والی کرشمہ دے اور ہمیں
ان کے اجر سے عروم ذکر اور ہمیں ان کے بعد
نقدیں زیستلا کر۔ اے اللہ ہم کو اور ان کو
بخش دے۔

پھر گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھنی چاہیے۔

از مزی کی روایت ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر حضرت ابوبکر، پھر حضرت عمر، پھر اہل بیت علیہم السلام نکلیں گے۔ (نظام الملک)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں وہی ہزار
سماں کرام رضی اللہ عنہم نے وفات پائی ہے ہاں مگر ان میں اکثر کو اُردان کی قبروں کو جانا نہیں جاتا
اس لئے جنبِ زائر اس قبرستان میں پہنچنے کو ان کی اُردان کے علاوہ جو مسلمان اس میں مدفون
ہیں ان سب کی نیت کرے اور اوپر کی دعا و سلام بھی سب کو شامل کرے۔ — امام احمد
رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے حضور کا ارشاد ہے :

جو دنیہ میں مر سکے وہ دینے میں مرے۔
اس لئے کہ میں اس میں مرنے والوں کی قابل
شفا عمت کروں گا۔

یعنی ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شفاعت ہوگی (نظام المسکد)۔
پھر زائر مشہور قبول اور متبرک زیارت گاہوں کی زیارت کو ہے۔

شہر ہے یہیں

۱۔ قبرستانِ ناعباس بن عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی تعمیر ۱۹۱۹ء میں مکس عباسی خلیفہ نے کرائی۔ اس میں قبریں ہیں۔

عربی جانب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔

اور شرقی جانب ایک قبر ہے اس میں حضرت عباس کے پانچویں حضرت حسن بن علی

مدفن ہیں۔

اور اسی میں دوسرے اندر زمین العابدین علی بن امام حسین ایران کے لڑکے محمد باقر اور

ان کے لڑکے جعفر صادق مدفون ہیں۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جسم منتقل کر کے اس قبے میں دفن کیا گیا

ہے۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر بھی اسی قبے میں مدفون ہے

۲۔ قبۃ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یقین کے اندر مدفن صحابہ کرام میں سب سے افضل ہیں

زائر جب اس قبر میں حاضر ہو تو یہ سلام پیش کرے۔

اے امیر المومنین آپ کو سلام۔ اے

مسلمانوں کے امام آپ کو سلام۔ اے

خلفائے راشدین کے تیسرے آپ کو

سلام۔ اے ذوالنورین آپ کو سلام۔

اے قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع فرمانے

والے آپ کو سلام۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ السُّلَاسَةِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

مُؤْتَمِدَ الشُّوَرَى السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي كِتَابٍ وَاحِدٍ

(شرح التامک)

بعض کا خیال ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مدفن یقین سے شرقی جانب اس سے

باہر تھا۔ مروان نے اسے یقین میں داخل کیا۔ جس وقت یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

سے مدینہ لگا کر نکلتا تھا۔

اس قبر میں عمارت کے متوال کی قبر بھی ہے۔

قبۃ ابراہیم شاہزادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ خود اپنے دست مبارک سے ان کی قبر پر مٹی ڈالی

اور پانی چھڑکا

سب سے پہلے ان کی ولادت ہوئی اور دودھ پیتے وفات پائی۔

اس قبر میں عثمان بن مظعون بھی مدفون ہیں۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی

ہیں۔ سب سے پہلے یقین میں ہی عثمان بن مظعون دفن کئے گئے تھے۔ ان کی تدفین ماہ شعبان

ہجرت کے بعد تیسویں مہینے کے شروع میں مکہ میں آئی تھی۔ (فتح القدیر)

ان کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہمارے اچھے سلف عثمان

بن مظعون ہیں۔

یہیں حضرت عبدالرحمن بن عرف۔ عثمان بن مظعون کی بغل میں مدفون ہیں اور سعد بن

وہاب بھی اپنی وصیت کے مطابق عثمان بن مظعون کے پاس مدفون ہیں۔ یہ دونوں حضرات

عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

۳۔ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور

اپنی وصیت کے مطابق عثمان بن مظعون کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔ ایک روایت میں

یہ بھی ہے کہ انہوں نے کو فرمایا ۳ میں وفات پائی۔

خنیس بن حذافہ بھی ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر کی ہیں

قبر عثمان بن مظعون کے قریب ہے۔

انہیں غزوہ احد میں ایک زخم لگا تھا جس کے مدد سے مدینہ میں وفات پائی۔

آسعد بن زرارہ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے پاس

مدفن ہوئے۔ (شرح الناسک)

ناظر بنت اسماعیل بن ہشام بن عثمان بن مظلوم رضی اللہ عنہا کی قبروں کے پاس دفن کی گئیں۔

یہ وہ خاتون ہیں جن کے اپنے بھائی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کر مبارک مرحمت فرمایا تھا۔ اسی مقبرہ کے لئے کہ ان کا جسم آفات سے محفوظ رہ جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لہ اپنے دست مبارک سے کھودی تھی اور ان کی قبر کے اندر اترے تھے اور اپنی برکت سے قبر کو وسیع کرنے کے لئے اس میں بیٹھے بھی تھے۔

اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا میری ماں کے بعد یہ میری ماں ہیں اور وہ قبر جو قبر ناظر بنت اسماعیل کے نام سے مشہور اور یقین کے باہر قبر عثمان کے شمال میں ہے اس کی کوئی اصل نہیں گو بعض مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (شیخ دہلوی)

بعض کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ اور حضرت عیدہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ ازواج مطہرات کی قبریں بھی اسی قبے میں ہیں۔

قبر عقیل بن ابی طالب | اس میں عقیل بن ابی طالب کی قبر ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ عقیل بن ابی طالب کی قبر ان کے گھر کے گھر میں ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کی قبر شام میں ہے۔

اس قبر میں ابراہیم بن حارث بن عبد المطلب کی قبر بھی ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں۔ حضرت عیدہ رضی اللہ عنہا نے انہیں دودھ پلایا تھا۔

عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر بھی اسی قبر میں ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ عبد اللہ بن جعفر کہ وہ مدینہ کے مابین مقام البراء میں مدفون ہوئے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عقیل کے گھر کے گوشے میں ایک جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اہل بیت کی مغفرت کے لئے دعا کی تھی۔ اس جگہ دعائیں مقبول ہوتی ہیں یہاں

ایک چھوٹی سی مسجد کی تعمیر کی گئی ہے۔

قبر امام مالک بن انس | امام دارالہجرت حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اس میں آرام فرماتے ہیں۔

ایک اور قبر | اس میں ایک قبر ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ نافع مولى بن عمر اسی میں مدفون ہیں۔

یہ نافع امام مالک کے استاد ہیں۔ جیسا کہ ابن حجر نے لکھا ہے ان کے بارے میں بعض کو وہم ہو گیا کہ یہ قرار سب سے ہیں۔

ایک چھوٹا سا قبر | یہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت عیدہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے۔ قبر ناظر بنت اسماعیل کے راستے میں واقع ہے۔ ان کے اسلام کے بارے میں بعض نے اختلاف کیا ہے لیکن اظہر یہ ہے کہ وہ اسلام لائیں۔

قبر صفیہ بنت عبد المطلب | اس میں صفیہ بنت عبد المطلب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھریمی کی قبر ہے۔ یہ قبر مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے پاس بیٹھنے کی جانب دروازہ سے باہر بائیں طرف واقع ہے۔

وہیں ایک دوسری قبر بھی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عائشہ کی قبر ہے۔

حضرت ناظر بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پاک | مقدس زیارت گاہوں میں یہ مزار بھی ہے۔ یہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد یثیع میں جانب قبلہ قبر عباس سے متصل ناکل پر مشرق واقع ہے۔

یہ مسجد بیت الاحزان دمنوں کے گھر کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت ناظر رضی اللہ عنہا یہاں شہر تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق پر آنسو بہاتیں۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ناظر رضی اللہ عنہا کا مزار قبر عباس میں ہے۔ ابن حجر نے اسی کو زیادہ راجع بتایا ہے۔ شیخ دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ یہ صحیح اور مختار ہے۔

واذا ذكر حسب قبيل مزارات کی بھی زیارت کرنی چاہیئے

۱۔ مزار اسماعیل بن امام جعفر صادق جو جانب مغرب میں شہر چناہ کے اندر قبر عباس کے سامنے واقع ہے۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کا مزار جو شہر چناہ کے اندر مدینہ منورہ کے مغربی جانب واقع ہے۔ یہ صحابی غزوہ اُحُد کے شہداء میں سے ہیں۔ اُحُد سے لاکر انہیں یہیں دفن کیا گیا۔

۳۔ محمد بن عبد اللہ بن حسن ثقی بن امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا مزار جو مدینہ منورہ سے باہر کوہ سلج سے مشرقی جانب واقع ہے۔ یہ ابو جعفر منصور عباسی کے زمانہ میں منصور کے ہاتھ پر بیعت ذکر کرنے کے سبب شہید کئے گئے تھے۔ شہر چناہ کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا مزار بھی ہے۔

○

مسجد قبا کی زیارت

بادفع مسجد قبا میں جانا مستحب ہے۔ زیارت کے لئے افضل سبچہ کا دل ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہر سبچہ کو سوار یا پیدل تشریف لاتے یعنی کبھی پیدل تشریف لاتے اور کبھی سوار سے۔ (بخاری و فتح القدیر)

سبچہ کا دل خاص اس لئے فرمایا تھا کہ اہل قبا سے رابطہ رہے۔ اور بعض اہل لوگوں کے حالات کا بخبردار بھی رہے کیسے جو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ میں نہ پہنچ سکے تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا دو شنبہ کو بھی تشریف لے گئے تھے۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو شنبہ اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے (شرح ابن مسک) محمد بن مسکد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستائیسویں رمضان المبارک کو قبا تشریف لے جاتے۔

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں زیارت کے لئے بعض ایام کے خاص کر لینے کا جواز موجود ہے۔ اور یہی صحیح اور عہد کا قول ہے۔

ابن مسکد مالکی نے اسے سکودہ بتایا ہے جس کی لوگوں نے توجیہ یہ کی ہے کہ شاید ابن مسکد کو یہ اعاذیث نہ پہنچ سکیں۔

یہ مسجد اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے جو مسلمانوں کے لئے تعمیر کی گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے قبا پہنچے سب سے پہلے آپ نے اسی مسجد کی تعمیر فرمائی۔ اور قبا میں تین دن یا چار دن یا چودہ دن قیام فرمایا۔ پھر مدینہ کے لئے رازا ہوئے۔ مسجد حرام، مسجد

نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد سب سے افضل مسجد یہی ہے۔ (شرح التامک)

حضرت مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر حضرت عمر فاروقؓ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے پتھر رکھے۔ مسجد قبا پر پتھر چکر زائر یہ دھار کرے۔

يَا صَبْرُ خُجَّ السُّتُورِ خَيْرٌ
وَعِيَاكَ السُّتُورِ خَيْرٌ
يَا مُقَرَّبَ كُرُوبِ السُّكُورِ خَيْرٌ
يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ
مَلِّ عَمَلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَالرَّجَاءِ وَكَشِفِ كَرْبِي
وَحُزْنِي عَمَّا كَشَفْتَ
عَنْ رَسُولِكَ حُزْنَكَ وَكَرْبَكَ
فَإِنَّ هَذَا الْمَقَامَ يَا حَيَّاتُ
يَا مَنَاتُ يَا كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ
يَا دَائِمَ الْإِحْسَانِ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِينَ (الاعتقاد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اس مسجد میں داخل ہوتے تو اس میں نماز پڑھتے بغیر اس سے ٹکنا انہیں ناپسند تھا۔ مسجد قبا میں کسی دن بھی نماز پڑھنا مساجد ثلاثہ کے علاوہ تمام مسجدوں کی نماز سے افضل ہے کہ تم نماز دو رکعت ہوئی چاہیے۔

”مذہب القلوب“ میں ہے کہ بعض روایتوں میں چار رکعت کی مراحت کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح حدیث ہے۔

ان الصلوة بقية كل صلوة (فتح القدیر) | اس مسجد قبا میں نماز ایک منزل کی طرت ہے۔ ترمذی نے اس روایت کی تخریج کی ہے اور امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (نظام الملک)

سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسجد قبا میں دو رکعت نماز بیت المقدس کی دو بار زیارت کرنے سے بچے زیادہ محبوب ہے۔ (شیخ ابوی)

اس طرح اگر کسی نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مالی کر یہ نذر اسی مسجد کے ساتھ واجب الیقین ہوگی کسی اور مسجد میں سوائے مساجد ثلاثہ کے ادا ہوگی۔ (سائل الارکان)

یہ بات بظاہر لا تشد الرجال الا الى شلثة مساجد کے مترادف ہے (کہیں کہیں) اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی کا سفر جائز نہیں اور اوپر کے ہجرت میں نذر کی تکمیل کے لئے مسجد قبا کا سفر لازمی بتایا گیا ہے۔

ہاں اس حدیث سے مراد اگر یہ ہو کہ کسی مسجد کا انفرادی طور پر مخصوص کر کے سفر کرنا جائز نہیں اس طرح مسجد قبا کا سفر اس حدیث کے حکم میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ مسجد قبا کا سفر تنہا مسجد قبا کے لئے نہیں کیا جاتا بلکہ مقصد مسجد نبوی کی جانب بھی سفر کرنا ہے۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مسجد قبا ان تینوں مساجد کے حکم میں ہے جی کا سفر کرنا جائز ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کا ذکر شاید اس لئے فرمایا ہو کہ یہ مسجد مدینہ منورہ سے قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

تحویل قبلہ سے قبل مسجد قبا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز گاہ پہلی محراب ہے جہن میں اس ستون کے پاس ہے جو محراب مسجد کے مقابل ہے۔ تحویل قبلہ کے بعد حضرت مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی نماز گاہ دیوار قبلہ سے قریب کی محراب ہے اور دوسری محراب ہے۔

اگر جب قبلہ کی طرف مسجد میں توسیع ہوئی تو محراب بدل گئی اور قبلہ کے قریب ستون میں اس محراب کی علامت بنا دی گئی۔

مسجد قبا کے شرقی جانب ملاقر ہے لوگ بتاتے ہیں اسی جگہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ دیکھا اور مسجد کا رخ ٹھیک قبلہ کی طرف فرمایا۔

اس مسجد کے سامان کے پاس ایک پتھر ہے جس کے عراب میں ایک پتھر ہے اس میں یہ آیت لکھی ہے۔ لَسْبِدْ اُتَسَّ عَلَ الشَّعْوِ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ
لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ کچھ لوگ نے اس پر نقد کرتے ہوئے کہا ہے کہ صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں۔

ان وہ چھوٹا گڑھا جو مسجد قبا کے صحن میں ہے اس کے بارے میں لوگ بتاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اودھنی اس جگہ بیٹھ تھی۔ جب ہجرت کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نزول فرمایا تھا۔ قبا کے متبرک مقامات میں مسجد کے قبلہ جات میں سعد بن خثیر کا گھر بھی ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں آرام فرما رہے تھے اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلہ میں ایک جگہ ہے شاید یہی مسجد دار سعد ہے۔ یہ مسجد اب مسجد علی کے نام سے مشہور ہے اور مسجد کے قبلہ ہی میں ام کلثوم بنت ہدم کا گھر ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ اترے تھے (شرح الناسک)

ذرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے سال نزمین قبا پر خاندان نبویؐ میں قیام فرمایا تھا۔ آپ کا درود ام کلثوم بنت ہدم کے گھر میں ہوا تھا۔

بعض کا خیال ہے کہ اس وقت یہ مشرک تھے۔ محمد بن ذوالر نے اس پر اپنے یقین کا اظہار کیا ہے۔



کوہ احد

اس کے شہداء اور اس کی مسجدوں کی زیارت

کوہ احد کی زیارت بذات خود مستحب ہے۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔
اُحُدُجَنْبَلُيُحْتَبَا وَ يُحْتَبٰهُ
(فتح القدیر) | اُحُدُ اِلَیْہَا پھاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اس حدیث کا تفسیر صحیح میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم سے کوہ احد کے لوگ محبت کرتے ہیں اور وہ دینہ منورہ کے باشندے ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے علیہ پر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بذات خود یہ پھاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی قوت بخشی ہے۔ (شرح مسلم، فردی)

امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ یہ پھاڑ جنت کے پھاڑوں میں سے ہے۔

سب سے افضل پھاڑ کون ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ کوہ احد سب سے افضل ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جبل عرفات۔

بعض کا خیال ہے کہ جبل البرقیس اور کچھ کی رائے ہے کہ کوہ طور سب سے افضل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ (ذرقانی)

زائر شہداء احد کے مزارات کی زیارت کرے اور ان کو سلام پیش کرے۔ حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے شہداء احد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لَا یَسْتَمُ عَلَیْہِمُ اَحَدٌ اِلَّا
یَسُوِّیہُ الْبَیِّنَاتِ اِلَّا رَدُّوْا
قیامت تک شہداء احد کو جو کوئی بھی سلام پیش کرے گا وہ اس کے سلام کا

علیہ السلام البیہق من الیوم۔ | جواسب دیں گے۔ بروایت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)

شہداء اُمیدیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہیں جبریل بن معلّم کے غلام وحشی بن حرب نے اپنے نیزے سے ضرب لگائی تھی جس سے آپ شہید ہوئے تھے۔

تو اہل تاریخی نے فرمایا ہے کہ ابن شیبہ نے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمید کے شہداء کے مزارات پر ہر سال کے شروع میں تشریف لاتے اور یہ کلمات کہتے:

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا مَسَّ بَؤْسُکُمْ فَنَقَمٌ | تم کو سلام تمہارے ممبر کے سبب (تمہارے لئے) غُصّہ اُتار۔ | وار آخرت کا انجام اچھا ہے۔

شیخ دہلوی نے لکھا ہے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصل کے بعد آپ کی سنت پر عمل پیرا رہتے ہوئے شہداء اُمید کے مزارات کی زیارت کے لئے جایا کرتے۔

زاز کے لئے افضل یہ ہے کہ جمعات کو صاف ستھرا ہو کر دن کے ابتدائی حصے میں شہداء اُمید کی زیارت کے لئے جائے تاکہ مسجد نبوی میں ظہر کی نماز باجماعت اس کی فوت نہ ہو (رد المحتار)

”الاختیار“ میں ہے کہ یوں کہے: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا مَسَّ بَؤْسُکُمْ فَنَقَمٌ غُصّہ اُتار۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کَا رَقَوِمْ تَوَاسِیْتُمْ وَرَأَا اِنْتَا اَللّٰہُ بِکُمْ لَا حِیْثُوْکُمْ ۝ اور آیت الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھے۔

اُمید کے قریب پہنچ کر سید حمزہ سے زیارت شروع کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت ہے۔ میرے چچاؤں میں سب سے بہتر حضرت حمزہ ہیں۔ حافظ ابو القاسم بن حصار رشتی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

حضور نے مزید ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں ساتوں آسمان والوں میں حمزہ کو اُمید اللہ

اور اُمید رسول اللہ لکھا ہے۔ (حاکم)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کو کُندہ بنے دودھ پلایا تھا۔ ان کی عمر شہادت کے وقت اٹھ سال تھی (مواہب لدنیہ)

اور صاحب ”امامہ“ نے لکھا ہے کہ ساٹھ سال سے کم وہ باحیات رہے۔ بعض نے اٹھاون سال آپ کی عمر بتائی ہے۔ اور کچھ نے ساٹھ سال کی (زر ثانی)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی خضوع و خشوع کے عالم میں زیارت کرے اور ان کی خدمت میں سلام پیش کرے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت فرماتیں۔

”ایضاً العلوم“ میں ہے کہ وہ نمازیں پڑھتیں اور وہاں رتین سترہ میں ان کا قبر تعمیر کیا گیا۔

ابو ایمن سعد اللہ عبد الباقی بغدادی کی کتاب ”ادخل منہج، ال معرفۃ مناسک الحج“ میں لکھا ہے زاز کے لئے مستحب ہے کہ بقیع جائے اور وہاں کے مزارات کی زیارت کرے۔ خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی۔ یہ بات قابل قبول نہیں اس لئے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار بقیع میں نہیں ہے۔

اور زاز (کہ اُمید) عبد اللہ بن جحش کو سلام پیش کرے۔ یہ ام المؤمنین حضرت زینب کے بھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی امیر بنت عبد المطلب کے صاحبزادے ہیں۔ امیر کے اسلام کے سلسلے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے اسلام کی نفی کی ہے۔ (زر ثانی) وہیں نے ”تجربہ الصابہ“ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن جحش کی والدہ امیر ہیں بعض ”مناہک“ میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب ہیں تو ہو سکتا ہے اس کے مؤلف نے کسی معتبر کتاب میں اس کی تصریح دیکھی ہو۔

اور وہ مصعب بن عمیر کو سلام پیش کرے۔ انہیں ابن قریظ نے شہید کیا تھا۔ یہ بھی

مردی ہے کہ وہ دونوں مصعب بن عمیر اور عبد اللہ بن عیسیٰ حضرت حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے ہیں۔

شہداء اُحد کی تعداد کل ستر ہے۔ ان میں پہلی بن قیس رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کا مزار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے پیچھے اسی سے شامی جانب ان کے مزار اور کوہ اُحد کے وسط میں واقع ہے۔

شہداء اُحد میں عبد اللہ بن عمرو، البراء بن مالک، عمر بن خطاب، عقیل بن عمرو بن جراح، عمار بن زید، سعد بن ربیع اور نعمان بن مالک بھی ہیں۔ ان کے مزارات غربی جانب حضرت حمزہ کے مزار سے کوئی ڈھائی سو گز کے فاصلہ پر واقع ہیں۔

سید سہروردی نے "تاریخ الدرر" میں لکھا ہے کہ ان کے مزارات اُحد کے بڑے ٹالے کے مغربی سمت میں ایک بند حصہ پر واقع ہیں۔ دوسرے شہداء اُحد کے مزارات کی شناخت قرآن مجید کی تاہم ظاہر یہ ہے کہ ان کے مزارات بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے ارد گرد ہی ہوں گے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پانچویں آپ کا مزار بڑے ٹالے کی قبر ہے۔ (الکلیک)

لیکن اب اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ میں نے زیارت کرانے والے سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کچھ نہ بتایا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے سرانے ایک قبر ہے اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ مقل جس اشرف مکر سے ہیں ان کی قبر ہے۔ اسی طرح مسجد کے صحن کی قبر مدینہ کے کسی امیر کی ہے حضرت حمزہ کے مزار اور کوہ اُحد کے درمیان پتھر کی بازڈری کے اندر نظر آنے والی قبریں اعرابیوں کی ہیں۔

۱۲۹۹ھ کے مزار میر نے ان مقدس مقامات کی زیارت ۱۲۹۹ھ کے دوران کی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اور کوہ اُحد کے درمیان ایک قبر ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کی شہادت گاہ ہے۔

منقول ہے کہ عقبہ بن وقاص نے اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا جس سے حضور کا نیچلا دانت جسے ربامی کہتے ہیں ٹوٹ گیا۔ ٹوٹنے کی وضاحت یہ کی گئی ہے کہ دانت کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر نکلا۔ دانت جڑ سے نہیں اکھڑا۔ حدیث میں دانت کے لئے ربامیر کا لفظ آیا ہے۔ علامہ زرقانی نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ ربامیر وہ دانت ہے جو پیر کے دونوں دانت اور زکیلی دانت کے درمیان برتا ہے۔ اس کی جمیع ربامیات آتی ہے (زرقانی)

بقول بعض حضرت موسیٰ اور حضرت ابرون علیہما السلام جب حج اور عمرہ کے لئے آئے اور مکہ مکرمہ سے واپسی میں کوہ اُحد پر اترے تو حضرت ابرون علیہ السلام کا پیغام اہل پہر پہنچا اور اسی پہاڑ پر انہوں نے وفات پائی اور وہیں انہیں دفن کیا گیا۔ ان کا مزار بھی اسی پہاڑ کے اُپری حصہ پر مشہور و معروف ہے۔

یہ روایت سند کے ساتھ زبیر بن بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے "فضل السدیتہ" نامی کتاب میں نقل کی ہے۔ (الروض)

لیکن زرقانی نے نقل کیا ہے کہ یہ روایت قطعا غلط ہے اور زبیر کی سند اس سلسلے میں نہایت ضعیف ہے۔ کیونکہ بعض کی تحقیق کے مطابق حضرت ابرون علیہ السلام نے شام کے شہر جبہ کے علاقہ میں وفات پائی اور اکثر کہتے ہیں کہ یہ مقام تیر میں حضرت موسیٰ اور حضرت ابرون علیہما السلام نے وفات پائی حضرت ابرون علیہ السلام نے پیچھے چھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داعی اہل کو لبیک کہا۔

کوہ اُحد میں ایک ٹال ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے۔ اسی طرح وہ چٹان جس کے سلسلے میں رگت بتاتے ہیں کہ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف رکھی تھی اس کے اوپر ایک سر کا نشان ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے۔ یہ باتیں محدث ذرائع سے ثابت نہیں ہزار کے

لے مستحب ہے کہ کوہ احد کے کسی درخت سے تھوڑا سا حصہ بطور تبرک کھائے گو اسے غار دار درخت ہی کا حصہ کیوں نہ نصیب ہو۔ (شرح المناک)

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ کوہ احد جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جب تم اس پر پہنچو تو اس کے پھولوں سے کچھ کھاؤ۔ اگر کوئی پھل نہ ہو تو اس کے گھاس پر دسے ہی کھاؤ۔

”نظام الملک“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب کوہ احد پر پہنچو تو اس کے درخت سے کچھ کھا لیا کرو۔ اس کے غار دار درخت ہی ہیں۔

بعض ”مناسک“ میں مروی ہے کہ جب تم کوہ احد پر پہنچو تو اس کے درخت سے حریہ و لیکن میں اس روایت سے واقف نہیں۔

کوہ احد کی مسجدوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔

مسجد احد میں حسب ذیل مسجدیں قابل ذکر ہیں:

مسجد فنج یہ مسجد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شمال میں کوہ احد کی جڑ میں اس سے متصل واقع ہے۔ جب مہر اس کی گھائی میں جائیں تو آپ کے دائیں جانب احد سے متصل یہ مسجد ملے گی۔ مہر اس پتھر کی اڑھلی کو کہتے ہیں۔ عربوں کی عادت تھی کہ کوئیں کے پاس اڑھلی نہ پتھر رکھ دیا کرتے تھے جس میں پانی بھر دیا جاتا تھا۔

تادم زرقانی کی رائے یہ ہے کہ ”مہر اس“ احد کے ایک کوئیں کا نام ہے۔

اسی مسجد کو مسجد فنج کہے جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ بقول بعض آیت فنج اسی میں نازل ہوئی۔

آیت فنج یہ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اسْمُكَ ارْكُزْ إِلَىٰ سَمْعِكَ

فَسَمِعَ مِنْكَ الْغَائِبِ قَاتِلُكَ الْفَجْجِ

اللَّهُ تَسْمُكَ (۲۰)

حضرت تادم زرقانی نے کہا کہ کوہ احد کی جڑ میں ایک ”مہر اس“ ہے۔

آگے رہنے کی خواہش رکھتے اور کسی کو اپنے پاس آتا ہوا دیکھتے تو اپنی جگہ سے ہٹتے نہیں تھے اور آنے والے کو حضور سے قریب بیٹھنے کا موقع نہ دیتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ آنے والوں کو وہ جگہ دے دیا کریں۔

ابوالعالیہ اور حسن نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ ایسا لڑائیوں کے موقع پر ہوتا کہ اگر کوئی صف میں آتا اور کہتا کہ جگہ دو تو لوگ قتال کے شوق اور اپنی شہادت کے اشتیاق کے سبب

جگہ دینے سے انکار کر دیتے تھے۔ (معالم التنزیل)

مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد سے فارغ ہونے کے بعد اسی مسجد میں ظہر و عصر کی نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد جبل عیین یہ مسجد کوہ عیین کے شرقی حصے پر واقع ہے اس حصے کے بائیں میں بتایا جاتا ہے کہ یہ وہ ہے جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئیں

لگا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن ظہر کی نماز اسی پہاڑ پر پڑھی تھی۔ اسی لئے اس کو جبل عیین کہا جاتا ہے۔

مسجد وادی یہ مسجد ابھی اڑھلی کی جانے والی مسجد کے قریب ہی کوہ عیین کے شامی کنارہ پر واقع ہے۔

کہا جاتا ہے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی جگہ سے اسی جگہ آکر گر پڑے تھے پھر یہاں سے اس جگہ لے جاتے گئے جہاں حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم دینے کے گئے۔

جنت البقیع اور بیرون البقیع مدینہ منورہ

اور اس کے قرب و جوار کی متبرک مسجدیں

جنت البقیع اور بیرون جنت البقیع مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار میں کثرت سے مسجدیں پائی جاتی ہیں ان میں مشہور مسجدوں کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مسجد الجملہ | یہ مسجد تبارک کے شامی جانب واقع ہے۔
مردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جمیعت کے ساتھ جو تقریباً سو پانچ سو تھی اس میں نماز ادا فرمائی۔ (مواہب لدنیہ)

بقول بعض صحابہ کی تعداد چالیس تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبارک سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ روانگی کے دوران قائم کیا گیا۔

اس مسجد کے قریب ایک وادی ہے جس کے مغرب میں بنی سالم بن عوف کے دیار ہیں۔ اس لئے اس مسجد کا نام مسجد الوادی بھی ہے۔ (جذب القلوب)

یہ مسجد تبارک جانے والے شخص کے دائیں طرف واقع ہے۔ (مواہب لدنیہ)
بعض نے کہا ہے کہ بنی سالم کی در مسجدیں ہیں ان میں چھوٹی یہی مسجد الجملہ ہے۔

مسجد الفصیح | یہ مسجد تبارک کے شرقی جانب واقع اور چوکور ہے۔ مسجد الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ یہ مشرق میں ہے اور نسبتاً دوسری جگہوں کے بلند جگہ پر ہے۔ اس طرح آفتاب کا شعاع سب سے پہلے اس پر پڑتی ہے۔

بعض نے اس مسجد کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج

کی وہابی کا واقعہ اسی جگہ رونما ہوا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ مبارک خیر کا ہے۔
بنو نضیر کے یہودیوں کا جب آپ نے محاصرہ فرمایا تھا۔ اس جگہ چھ دن تک نماز ادا فرماتی تھی۔ پھر یہاں پر مسجد بنائی گئی۔

مسجد بنی قریظہ | مسجد شمس کے مشرق میں یہ واقع ہے۔ ولید بن عبد الملک کے زمانے میں یہ مسجد بنائی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غز قریظہ کے محاصرہ کے وقت اس جگہ نزول فرمایا تھا۔ اس مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ مسجد کا مغربی شمال گوشہ ہے۔

اس جگہ مسجد تبارک کے مینار سے کی طرح ایک مینارہ تھا۔ پھر وہ گر گیا اور اس کی جگہ نصف تمامت کے بقدر ایک پیروزہ بنایا گیا۔

مسجد ماریہ قبطیہ | حضرت ماریہ قبطیہ شاہ زاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابراہیم کی والدہ ہیں۔

مسجد بنی قریظہ کے شمالی جانب مقام عالیہ میں یہ مسجد واقع ہے۔ عالیہ مدینہ منورہ سے سب سے چار یا تین میل کے فاصلہ پر نواحی آبادیوں کا نام ہے۔

مردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر نماز پڑھی ہے۔ اس جگہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا ایک باغ تھا۔ اسی باغ میں حضرت ابراہیم شاہ زاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔

مسجد بنی ظفر | اسے مسجد البند بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد البقیع کے شرقی جانب تبارک کے غلطہ بنت اسد والذہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راستے میں واقع ہے۔ بنی ظفر کے علاقے میں اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اور وہاں کے پتھر پر تشریف رکھنا منقول ہے۔

اور اس کا حجر بار بار لیا جا چکا ہے کہ جس حوت کو استراحت حاصل نہیں ہوتا اس پتھر پر

بیٹھ جاتی ہے تو اسے استقرا عمل ہو جاتا ہے۔ یہیں ایک پتھر لی زمین ہے جس کے پتھروں پر
چھر کے کھر اکھنی اور انگلیوں کے نشانات ہیں۔ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں
اور لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

علامہ شہاب آفندی نے "شرح الشفاء" میں لکھا ہے کہ سیوطی نے اپنے فتاویٰ میں
تحریر فرمایا ہے کہ میں اس روایت کی اصل و سند سے واقف نہیں اور نہ حدیث کی کسی کتاب میں
یہ روایت میری نظر سے گزری ہے۔

ان کے شاگرد عظمیٰ نے "جامع صغیر" کی شرح میں انہیں کا اتباع کیا ہے مزید یہ بھی
لکھا ہے کہ کسی معتد تاریخ میں بھی یہ بات نہ مل سکی۔ پھر اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف کرنا روا نہیں۔

مسجد الإجابہ | یہ بقیع کے شامی جانب اس کے ایک قبیلہ بنی معاذ کی مسجد ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دن مسجد بنی معاذ سے گزر ہوا۔ آپ نے
اس میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد محراب سے تقریباً دو اٹھ دائیں جانب
کھڑے ہو کر ایک طویل دعا فرمائی۔

اور فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میری امت کو قحط و غرق میں ڈاک نہ
فرمائے۔ میری یہ دعا مقبول ہوئی اور میں نے یہ دعا کی کہ میری امت میں باہمی قتل و تفریزی
نہ ہو۔ یہ دعا مقبول نہ ہوئی۔

مسجد البقیع | یہ مسجد مقل کے مزار کے مغرب جانب واقع ہے اس کے بارے میں بتایا گیا
ہے کہ دو ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد ابی بن کعب (ہے) مروی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد میں آیا جایا کرتے اور اس میں نماز پڑھتے اور ایسا متعدد بار ہوا۔

مسجد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا | یہ مسجد البقیع میں ہے اور بیت الاحزان کے نام سے مشہور ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

لوگوں سے الگ تھلک ہو کر اسی میں ٹھہری تھیں۔

مسجد ابو رزق غفاری رضی اللہ عنہ | یہ چھوٹی سی مسجد ہے۔ کوہ امد کے ایک حصے سے قریب
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے راستے میں واقع ہے۔

اس کی لمبائی آٹھ اٹھ ہے بتایا گیا ہے کہ شاید یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں ایک روایت
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ایک بہت طویل سجدہ فرمایا اور
آپ پر اسی جگہ وحی نازل ہوئی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری
خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کیا اللہ کا ارشاد ہے جس نے آپ پر درود پڑھا اس پر شیخ رحمت
نازل کر دے گا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔ (دہبلی)

مسجد مصطفیٰ العید | یہ مسجد مدینہ منورہ سے باہر غربی جانب واقع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
آپنے وصال تک اس میں نماز پڑھتے رہے۔ اور جب اپنے سفر سے
واپس آتے اور اس عید گاہ سے آپ کا گذر ہوتا تو آپ قبلہ رو ہو کر دعا فرماتے۔

ابن مسیب نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ
اسی عید گاہ میں ادا فرمائی۔

ایکٹ اور مسجد | یہ مسجد عید گاہ کی مسجد کے شمال میں مائل بجانب مغرب واقع ہے اور مسجد
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ شاید حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کے اندر نماز عید ادا کی ہو یا اس سے پہلے کوئی نفل
نماز پڑھی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل لوگوں کی کم تعداد ہونے کے سبب
اس میں نماز عید ادا فرمائی تھی۔

ایکٹ تیسری مسجد | عید گاہ کے شامی طرف یہ ایک اور مسجد ہے اور مسجد علی کے نام
سے مشہور ہے۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر
نماز عید ادا فرمائی ہو۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے

اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے اور اس جگہ ٹھہرے تھے۔
یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابتداء لوگوں کی کمی کے سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز
عید ادا فرمائی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ تینوں مسجدیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے
زمانہ میں تعمیر کی گئیں۔

مسجد الفتح | یہ مسجد کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغربی محفل پر واقع ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر ایک
پہاڑ ہے اس مسجد کو مسجد الاضراب بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا نماز ادا فرمایا۔ روایتوں میں ملتا ہے۔

اس مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام خندق دو شنبہ، مر شنبہ اور چہار شنبہ کو
کنار قریش کی شکست کے لئے دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ چہار شنبہ کو دو نمازوں کے درمیان حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی۔ (فتح القدیر)

جہاں یہ دعا مقبول ہوئی تھی وہ جگہ مسجد کے صحن میں محراب کے مقابل ہے۔
شیخ حلی نے نقل کیا ہے کہ دعا کرنے والا محراب کے سامنے مسجد کے صحن میں کھڑا ہو۔
مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد جانب قبلہ میں مسجد الفتح کے قریب واقع ہے۔ اس
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ادا فرمایا مروی ہے۔

مسجد علی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد بھی مسجد الفتح کے قریب واقع ہے۔ اس میں بھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا نماز ادا فرمایا مقبول ہے۔

مسجد البرکبر رضی اللہ عنہ | یہ مسجد مسجد الفتح کے پاس تہ کی طرف پہاڑ کی بڑ میں واقع ہے۔
اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا مروی ہے۔

یہ تینوں مسجدیں تینوں اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیوں ہیں اس کی وجہ
معلوم نہ ہو سکی۔
ان تینوں مسجدوں کو مساجد الفتح بھی کہا جاتا ہے۔

کچھ لوگوں نے یہ وجہ بتائی ہے کہ ان تینوں اصحاب رضی اللہ عنہم کی قیام گاہیں خندق
کے دن انہیں جگہوں پر تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قیام گاہوں میں تشریف لائے تھے
اور ان میں نماز پڑھی تھی۔

مسجد نبی حرام | یہ مسجد اسی نام سے مدینہ منورہ میں مشہور و معروف ہے۔ بعض روایتوں
میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے۔ اسی مسجد کے
پاس کو صلی اللہ علیہ وسلم کا فار ہے۔ جسے کعبہ بنو حرام کہتے ہیں۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار میں تشریف رکھی اور آپ پر وحی نازل
ہوئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ کے پاس وحی لائے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

طَوِّفْ لَكَ لَا أَتَمَنَّ بِمَسْجِدِكَ | آپ کو بشارت ہو میں آپ کی امت
آفَرًا يَكُونُ مَكْرَهُ حَالًا | کے ساتھ کوئی ایسا سادہ ذکروں کا جو آپ
کے لئے ناگوار خاطر ہو۔

طہرانی نے بھی اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام خندق کی
راتیں اسی غار میں گزارتے یہ غار قبلہ کے راستے میں مدینہ منورہ سے مساجد الفتح کی طرف جانے
والے کے دائیں جانب واقع ہے۔

مسجد القبلتین | یہ مسجد مساجد الفتح کے مغربی جانب وادی حقیق سے قریب واقع ہے۔ اس
میں دو محرابیں ہیں ایک کعبہ کی طرف اور دوسری بیت المقدس کی طرف۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیدہ والدہ بشر بن براہی معروڑ سے ملنے بنی سکر کے
ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں (خیدہ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے ساتھ ان کی مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو تیسری رکعت میں کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہی حضرت کعبہ کی طرف محووم گئے۔

اس طرح کہ امام اپنی اس جگہ سے جہاں وہ پڑھ رہا تھا اپنے پیچھے کی طرف آگیا اور لوگ بھی گھوم کر امام کے پیچھے ہو گئے۔ اور عورتیں بھی گھومیں اور مردوں کے پیچھے ہو گئیں۔
اس مسجد میں تبدیلی قبول کا حکم نازل ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں بیت المقدس کے کعبہ کی طرف رخ کر لینے کے سبب اس کا نام مسجد القبلتین ہو گیا۔

(مواہب لدنیہ روایت ابن سعد من واقعی)

زمانہ نے دکھا ہے کہ یہاں یہ اشکال نہیں کہ یہ عمل کثیر ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ عمل کثیر اس وقت تک نماز میں گفتگو کی طرح منع نماز نہ رہا ہو۔ یا صحت کے پیش نظر یہ عمل معاف کر دیا گیا ہو۔

مسجد الزیاب | مسجد الزیاب کے نام سے یہ مشہور ہے۔ اور کوہ صلیب سے شرقی جانب بڑے مندرے سے شامی طرف پہاڑ کے حصہ پر واقع ہے۔ اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ادا فرمایا بعض روایتوں میں منقول ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو اپنا خیمہ اسی مقام پر نصب فرمایا تھا۔
مسجد السقیاء | سقیاء ایک مقام کا نام ہے۔ وہاں کے کنوئیں کے شامی طرف یہ مسجد واقع ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز ادا فرمائی اور اہل مدینہ کے صانع اور مدین برکت کے لئے اسی مقام پر دعا فرمائی۔

○

متبرک کنوئیں

کبریا میں خوب کہا ہے۔

أَفْضَلُ الْبَنِيَاءِ مَا كُنَّا قَدْ بَنَعْنَا | بَيْنَ أَصَابِجِ السَّيِّئِ الْمَتَبَعِ
فَسَاءَ زَمْرَمُ فَسَاءَ (الصحیح) | فَسَيْلُ مَطَرٍ شَتَمَ بَاقِيَ الْأَنْهَارِ
سب سے افضل پانی وہ ہے جو نبی مقصد صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نیچے سے نکلا پھر آب زمزم پھر آب کوثر پھر خیبر پھر دوسری ندیوں کا پانی۔
واقعہ یہ کہ متبرک کنوئیں بہت سے ہیں۔ ان سے وضو کرنا افضل کرنا اور ان کا پانی پینا احسن ہے۔ ان کے اعداد سترہ بتائے گئے ہیں۔ بعض نے انیس ہونے کا تصریح کیا ہے۔
ان میں بعض کا تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

بیر اریس | یہ کنواں مسجد قبا سے قریب اس کے غرنی جانب واقع ہے۔ یہ کنواں کھاری تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آبِ وحی مبارک ڈالا اور اس کا پانی نہایت شیریں اور لطیف ہو گیا۔ یہ وہی کنواں ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پینڈلی کھول کر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اور پھر حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی نشست سے بیٹھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

بتایا جاتا ہے کہ اس کا پانی آب زمزم کی طرح جس مقصد سے پیا جائے شفا پیمائش کی شدت ختم کرنے یا مرض سے شفا یابی یا اسی طرح کے دیگر مقاصد کے لئے تو یہ مقاصد پورے ہوتے ہیں جیسا کہ قاضی قاضی نے نقل کیا ہے۔

اسی کوئیں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انہیں کے ہاتھ سے یا ان کے مامور مصیبت کے ہاتھ سے ٹہر نبوت گری اور انتہائی تماش و جستجو کے بعد بھی نہ مل سکے۔

اس میں راز یہ ہے کہ اسی ٹہر پر انتظام و تدبیر کا مدار تھا۔ اس کا کھوجنا۔ نکتے و فساد مارا گیا۔ اس ٹہر کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ ایک سطر میں محمد دوسری میں رسول اور دوسری میں اللہ کتب تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انگشتری مبارک اپنے ہاتھ میں پہنتے پھر یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پہنچتی اور سب سے اخیر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آتی اور انہیں کے ہاتھوں گم ہوئی۔

بیر غرس مسجد قبا سے مشرق و شمال کی جانب یہ کنواں واقع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے وضو فرماتا اور پانی پینا اور بقیہ پانی اسی میں ڈال دینا بعض روایتوں سے ثابت ہے۔

ابن ماجہ کی یہ صحیح روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پانی سے سات مشک سے غسل دینے والے کی وصیت فرمائی تھی۔ حسب وصیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے غسل دیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ یہ کنواں جنت کے چشموں سے ایک چشمہ ہے (نظام الکواہر) یہ کنواں مسجد القبلین کے شمالی جانب وادی مہین میں واقع ہے۔ وادی مہین ایک مبارک وادی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا اس وادی سے مجھے جمعیت ہے۔ اور اس کو مجھ سے جنت ہے۔ اسی کوئیں کا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس نے پیروں کی کھدائی کی اس کے لئے جنت ہے۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی کھدائی کرائی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پینتیس ہزار درہم میں خریدا اور غنی، ثناء دار اور مسافر کے لئے اسے وقف کر دیا۔

بیر نصا یہ کنواں مدینہ طیبہ کے باب شمالی کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزار کے راستہ پر پہلے والے شخص کے دائیں جانب واقع ہے۔ ان دنوں یہ کنواں باغ جملہ العلیل میں ہے۔

منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا ہے اور اس میں اپنا لٹا ہوا مبارک ٹوالا اور اس کے پانی اور پینے والوں کے حق میں دوا و برکت فرمائی ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیماروں کو بغرض شفا اس کے پانی سے نہلاتے تھے جتنا اس کی برکت سے انہیں صحت ملتا تھا۔

بیر نصیر بعض بار تشدید مبارک یا تحفید مبارک یہ کنواں جنت البقیع سے قریب ہے۔ بقیع سے جو راستہ مسجد قبا کر گیا ہے

اس کے مشرق کی جانب خندستان میں واقع ہے۔ یہاں دو کنوئیں ہیں۔ ان میں ایک چھوٹا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ان دونوں میں "بیر نصیر" بڑا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ بیر نصیر چھوٹا ہے اور اس میں بیڑ حیاں ہیں۔

اسی کوئیں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا سر کا خضار اور سونے مبارک سے سر سے جڑے اسی کوئیں میں برکت کے لئے آپ نے ڈال دیئے۔

بیر عار یہ کنواں مسجد نبوی سے قریب شمالی جانب واقع ہے اور بعض مناسک میں جوڑے گئے کہ یہ کنواں مسجد نبوی سے قبل موجود ہے یہ صحیح نہیں۔

چہنچہ یہ کنواں حضرت ابوالکریم انصاری کے باغ میں تھا۔ اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور درختوں کے سایہ میں تشریف رکھتے اور اس کوئیں کا پانی نوش فرماتے۔ ان دنوں یہ کنواں ایک چھوٹے سے باغ میں ہے۔

بیر احاب

ان دونوں یہ کنواں زمزم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے مغربی جانب شکارخ زمین پر واقع ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا ہے۔

بیر العین

بتایا گیا ہے کہ اس کا پانی دنیا کے گوشے گوشے میں اب زمزم کی طرح سے جاریا تھا۔ مسجد قبار کے شرقی جانب حوالی مدینہ کے ایک پہاڑ پر یہ کنواں کند ہے۔

بعض نے اسے بیر السیور کہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا ہے اور اس کے پانی سے وضو فرمایا ہے اور اس کنوئیں کے لئے دعا کے برکت فرمائی ہے۔

بیر البغیہ

یہ کنواں مدینہ منورہ سے ایک میل پر واقع ہے شاید اس وقت میں کنواں پڑھنی کے نام سے مشہور ہے۔

مروی ہے کہ لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فزہ بدر کے لئے روانہ ہوا تو اس جگہ اُترا تھا۔

بیر انس بن مالک

راجح یہ ہے کہ یہ کنواں ان دونوں زماطیہ کے نام سے مشہور ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کنوئیں کا پانی نوش فرمایا اور اس میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا منقول ہے۔

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کے سبب مدینہ منورہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے کنوئیں سے زیادہ شہر میں اور ٹیٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ یہ روایت ابو نعیم وغیرہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ (در توفیق)

بیر السقیاء

یہ شکارخ زمین پر واقع ہے اور سبب الایحیام کے نام سے مشہور ہے یہ کنواں حیران ہر چکا تھا۔ جمع کے کئی فقیر نے اسکی تعمیر کی۔ یہ پیر علی جانے والے شخص کے داعی ملت واقع ہے بعض روایتوں میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پانی نوش فرمایا ہے۔

مذکورہ کنوئیں میں حسب ذیل سات کنوئیں زیادہ مشہور ہیں، بیر السین، بیر فرس، بیر درو

بیر بضاہم، بیر لحد، بیر عار، بیر العین



حرمین شریفین کے درمیان کی مسجدیں

لازم ذکر سکرم اور مدینہ طیبہ کے درمیان کی مسجدوں کا بھی زیارت کرنی چاہیے۔ کرامانی نے اپنی کتاب میں ایسی بیس مسجدوں کا ذکر کیا ہے۔

ان میں بعض کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مسجد ذوالحلیفہ

ذوالحلیفہ ال مدینہ کی بیعتات ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے یہ بیعت

کے ایک بول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا تھا اور نماز کے بعد یہیں احرام باندھا تھا۔ آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ مسجد کا درمیانی ستون ہے۔

مسجد المعصرہ

ذوالحلیفہ میں پہلی مسجد کے قریب یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ محمد بن اسحاق مدینی نے کہا ہے کہ معمر بن مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت ایک غزوہ سے واپس ہو رہے تھے آپ شب کے اخیر حصہ میں یہیں اُترے اور اسی جگہ نماز ادا فرمائی تھی۔ اسی لئے اس جگہ کو معمر (رات کے اخیر حصہ میں اُترنے کی جگہ) کہتے ہیں۔

مسجد شرف الرواح

شرف الرواح مدینہ منورہ سے تیس یا چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ اس جگہ دو مسجدیں ہیں ایک چھوٹی

اور دوسری بڑی۔

منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے۔ یہ مسجد

مکہ جانے والے راستے پر چلنے والے شخص کے دائیں جانب واقع ہے۔ ان دونوں مسجدوں کے درمیان ایک درتہ پتھر وغیرہ پھینکنے کی مقدار کا فاصلہ ہے۔ یہیں چند مزارات ہیں جو مزارات شہداء کے نام سے مشہور ہیں۔ شاید یہ ان اہل بیت کے شہداء کے مزارات ہیں۔ جنہیں روایت میں علما شہید کیا گیا تھا۔

مسجد الغرار

یہ مسجد وادی روماء کے اخیر حصے میں پہاڑ کے کنارہ پر مکہ جانے والے راستے کے بائیں طرف واقع ہے اور مدینہ منورہ جانے والے راستے کی طرف سے اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول فرمانا اور نماز پڑھنا منقول ہے۔ اسے غرارہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس وادی میں ہرنی نے آپ کی رسالت کی شہادت دی تھی۔ یہ واقعہ اسی جگہ سے منسوب ہے۔

مسجد عرق الطیب

مقام روماء سے قریب واقع ہے۔ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فزودہ بدر کا مقام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چھپر بٹائی گئی تھی وہ اس سے قریب تھی۔ اس کی جگہ ایک کھجور کے درخت کے پاس مشہور ہے۔ (شرح الناسک)

مسجد بدر

شیخ وادی نے لکھا ہے کہ مسجد اسی چھپر کا جگہ بٹائی گئی ہے۔ اس کے قریب ایک چشمہ ہے اور اسی کے قریب ایک دوسری مسجد بھی ہے۔ جس کی اصل کا پتہ نہیں۔ نزار جب مقام بدر پر پہنچے تو وہاں کے شہداء صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجمال طور پر سلام عرض کرے۔

مکہ جانے والے راہ گیر کے دائیں طرف بدر کے بعد ایک پہاڑ میں جو شگاف ہے جس پر لوگ چڑھتے ہیں اور خیال رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

اسی طرح وہ ٹیلہ میں کے بارے میں مولم کا دعویٰ ہے کہ فرشتے اس پر نقارہ بجاتے ہیں۔ اس کا بھی کوئی اصل نہیں۔ لیکن شیخ وادی نے فرمایا ہے کہ نقارہ کی آواز اور ان سنی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مسجد الصفراء

لوگ اس مسجد سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ عبید بن عارض نے غزوہ بدر کے زخم کے سبب اس مقام صفراء میں وفات پائی تھی۔ یہیں آپ دفن کئے گئے۔ وہیں آپ کے مزار کی زیارت کی جاتی اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

عراق اس مزار کو حضرت ابوذر غفاری کا مزار بتاتے ہیں یہ صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ میں مدفون ہوئے ہیں۔

مسجد الجحفہ

پہلی مسجد حنفہ کے شروع میں مدینہ کی طرف ہے۔ دوسری حنفہ کے اخیر میں میقات کی حد جانے کے لئے جو در نشان ہے وہی ان کے قریب ہے۔ تیسری مکہ جانے والے راستہ پر حنفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

مسجد فحش

بغیر خار، سڑک تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔ اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

مسجد الظہران

یہ مکہ جانے والے راستے کے بائیں طرف مکہ سے ایک منزل پر واقع ہے۔ اسے مسجد الفحش بھی کہتے ہیں۔ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت اس میں نماز ادا فرمائی ہو۔

مسجد صرف

صرف ایک مقام کا نام ہے جو عقیقہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں ام الرعین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔ اسی جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو کاف ہوا تھا۔ یہیں ان کی وفات ہوئی اور اسی جگہ دفن کی گئیں۔

مسجد تنعیم

اسے مسجد لائش بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ انور نے حجۃ الوداع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے بھائی عبدالرحمن کے ساتھ اسی جگہ احرام باندھا تھا۔ یہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کعبہ کے اطراف میں سب سے قریب تر جگہ یہ ہے۔

مسجد تنعیم نام رکھنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے دائیں طرف ایک پہاڑ ہے جسے نعیم اور بائیں طرف ایک پہاڑ ہے جسے نام کہا جاتا ہے اور وادی کو نعمان کہا جاتا ہے

(العقد الثمین فی فضائل البلد الامین)

اس کے قریب ایک مینارہ ہے جس پر یہ لکھا ہے:

ان هذا موضعاً مثلاً	یہ وہ جگہ ہے جہاں صحابی رسول
فیہ الصحائف الخبیث	حضرت خبیث انصاری رضی اللہ عنہ
انصاری رضی اللہ عنہ	کو رسول دی گئی

مسجد ذی طویٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تھے اسی مسجد کی جگہ ایک بول کے درخت کے نیچے آپ نے تشریف رکھی تھی (العقد الثمین) اور اسی جگہ آپ نے رات گزاری اور مکہ میں مبعی کی تھی۔ ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ اس مسجد کے علاوہ ایک دوسری جگہ ہے۔

○

خاتمہ

حرمین شریفین کے فضائل

اور ان میں عبادت کی اہمیت

انتباہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی جگہ اور اتنا مقدس جو اعضائے پاک کو مادی ہے وہ دنیا کی ساری جگہوں سے افضل ہے۔ نظام الملک مقتدر التامی میاں) بلکہ سارے آسمانوں حتیٰ کہ عرش سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل منبلی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ علامہ ذی کمالان بھی اس طرف ہے اور ظاہر ہے کہ پورا روضہ انور اس سے صرف جسم پاک سے لگے ہوئے حصے ہی نہیں۔

علامہ ذرقانی نے لکھا ہے کہ تافعی میاں نے ضم الاعضاء کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ محاورہ میں پوری قبر کے لئے برلے جاتے ہیں صرف جسم پاک سے لگے ہوئے حصے کے لئے نہیں۔

پھر کعبہ مقدسہ روئے زمین پر سب سے افضل ہے۔ روضہ انور کا حصہ چھوڑ کر مدینہ منورہ سے بھی اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ مکہ مکرمہ کعبہ مقدسہ کے سوا اور مدینہ منورہ یا ستین مزار پاک کون افضل ہے۔

اور مسجد نبوی اور مسجد حرام میں کون افضل ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل اور مسجد مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ اور امام مالک اور ایک جماعت کا مذہب اس کے

برعکس ہے۔ (امام نووی) اور اگر یہ کہا جائے کہ مکہ و مدینہ دونوں ہی میں وجہ نفیست رکھتے ہیں تو یہ تحقیق سے زیادہ قریب بات ہوگی۔

اس لئے کہ مکہ مکرمہ اور مسجد حرام میں نماز مدینہ منورہ اور مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے افضل ہے۔ اور جو لوگ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی میں ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس دنیا کے تمام جہتوں سے بہتر ہے (رسائل الارکان) بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ کا خبار جدام و برص سے شفا دیتا ہے بلکہ ہر مرض کی دوا ہے۔ (جامع ابن اثیر)

ابن حجر نے تحریر فرمایا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گڑھا ہے جو ہمارے شفا کے لئے عطار و دیرم کے نزدیک پینے اور غسل کرنے دونوں طریقوں سے خوب ہے۔

پینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی تھوڑی سی مٹی لی جائے اور پانی میں ڈال دی جائے اور پانی پیا جائے۔

غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی مٹی پانی میں چھڑوی جائے اور اس سے ہنار زدہ غسل کرے۔

لیکن پینا ابن ہنار و مدینہ کے نزدیک وارد شدہ ہے۔ جب بنو حارث ہنار میں مبتلا ہوئے ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وادی معیب سے تم کتنی دور ہو۔ انہوں نے کہا ہم وادی معیب کو کیا کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس کی مٹی لو اور پانی میں ڈالو پھر تم میں کوئی اس پر اپنا لعاب ڈالے اور یہ کلمات کہے:

۱۔ اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے:

وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِنْهُنَّ
كَانُوا يَنْقُضُونَ

وہ لوگ جانتے

بِسْمِ اللَّهِ شَرِبْتُ مِنْهُ
بِسْمِ اللَّهِ شَرِبْتُ مِنْهُ
بِسْمِ اللَّهِ شَرِبْتُ مِنْهُ

اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی
ہمارے بعض کے لعاب کے سبب
ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بعض
کے لئے شفا رہے۔

انہوں نے ارشاد کی تعمیل کی اور ان کا ہنار جاتا رہا۔

حدیث شریف سے اس کا پتہ ثابت ہونے کی وجہ سے یہ مٹی حلال ہے ورنہ مٹی کا کھانا اور پینا حرام ہے یہ مضر ہوتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ صادر فرمایا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ مدینہ کی مٹی خراب ہے اسے تیس روز کے ارے جائیں اور تیکہ کیا جائے۔ (الشفا)

مدینہ منورہ کی مٹی متعدد روایتوں میں دوا کے لئے لے جانے منعول ہے۔ (شیخ دہلوی) صحیحین میں یہ روایت موجود ہے۔

مَنْ أَكَلَ صَبَاخًا عَلَى السَّيْلِ
سَبْعَةً مِّنَ النَّخْلَةِ لَا يَشْقَى
ذَلِكَ الْبَيْتُ سَلَامٌ وَلاَ حَرَمٌ

جس شخص نے صبح بخیر کے کھجور کے سات دانے
کھائے۔ اس دن اس کو نہ کوئی زہر اڑ کر سکتا
ہے اور نہ کوئی جادو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ (مدینہ منورہ کی عمدہ قسم کی ایک کھجور) دوران سر کی دوا ہے۔

بعض عطار نے فرمایا ہے مسجد حرام کی ایک نماز دوسری مسجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ اور بیت المقدس کی ایک نماز دوسری مسجد کی ایک ہزار نماز کے مساوی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ پانچ ہزار نماز کے برابر ہے۔

امام احمد نے روایت کی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد حرام کی ایک نماز میری مسجد کی تین نماز سے افضل ہے۔ (نظام المملکت)

مسجد حرام سے مراد مسجد حرامت ہے جہاں جنبی اور حائض کا ٹھہرنا حرام ہے۔ ایک قول ہے کہ کعبہ مراد ہے۔ (منکب کبیر) بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَلُوقَةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِّنْ الْغَنَى
مَلُوقَةٌ فِيْهَا سِوَاهُ الْاِلَاسِجِدِ الْحَرَامِ
البرقیچ نے روایت کی ہے: "مسجد نبوی کی ایک نماز دس ہزار نماز کے برابر ہے"
ابن ماجہ کی روایت ہے کہ میری اس مسجد میں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے (منکب کبیر)
زرقانی نے "الحجج البیئینۃ" سے نقل کرتے ہوئے الامام سے فرمایا روایت کی ہے:
مَنْ خَرَجَ عَلَى ظَهْرِ لَا يَرِيْدُ
اِلَّا الْقُدْرَةَ فِي مَسْجِدِي
هَذَا حَتَّى يُصَلِّيَ فِيْهَا كَانَ
بِمَنْزِلَةِ حُجَّةٍ
جو شخص کسی سوار کی پر محض اس ارادے سے
سوار ہو کر میری اس مسجد میں نماز پڑھے
اور نماز اس میں پڑھ بھی لے تو اس کی یہ نماز
ایک حج کے قائم مقام ہوگی۔

واضح رہے کہ حرمین شریفین کی یہ فضیلت صرف نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام عبادات و اعمال کو عام ہے۔ (منکب کبیر)

"نظام الحکمتہ" میں حسن بصری کا ارشاد ان کے رسالہ سے منقول ہے کہ میں ایک دن کاروزہ ایک لاکھ روزے کے برابر اور ایک درہم کا صدقہ ایک لاکھ درہم کے برابر اور ایک نیکی ایک لاکھ کے مساوی ہے۔ امام غزالی نے "احیاء" میں لکھا ہے کہ مدینہ کا ہر محل ایک ہزار کے برابر ہے۔

میرانی نے مرزا روایت کی ہے مدینہ کا ایک رمضان دوسرے شہروں کے ایک ہزار رمضان سے بہتر ہے اور مدینہ کا ایک جمعہ دوسرے شہروں کے ایک ہزار جمعہ سے بہتر ہے زرقانی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

"نظام الحکمتہ" میں بیہقی سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک ماہ رمضان کے روزے بمثل شائے مسجد حرام دوسری تمام جگہوں کے ایک ہزار ماہ بے رمضان سے افضل ہیں اور میری اس مسجد میں ایک جمعہ بمثل شائے مسجد حرام تمام مسجدوں کے ایک ہزار جمعہ سے بہتر ہے امام نووی نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں "میری اس مسجد" کے لفظ سے اس جانب اشارہ ہے کہ اعمال کے ثواب کی زیادتی اس مسجد کے ساتھ خاص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھی وہ حصے نہیں جن کا خلفاء راشدین اور ان کے بعد کے لوگوں کے مسجدوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

شیخ نے "لغات" میں لکھا ہے جمہور کے نزدیک مذہب ممتاز یہ ہے کہ ثواب کی کثرت کا حکم اضافہ شدہ حصوں کو بھی شامل ہے جس کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے:

لَوْ مَدَّ هَذَا السَّجْدُ اِلَى مَنَعَادِ
الْيَمِيْنِ كَانَ مَسْجِدِي
اگر یہ مسجد یمن کے (شہر) منعاد تک بڑھا
دی جائے جب بھی میری ہی مسجد ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ ارشاد بھی ہے: "جتنی بھی اس مسجد میں توسیع کر دی جائے کل میری ہی مسجد ہوگی۔"

حدیث میں اہم اشارہ کا استعمال دوسری مسجد سے ممتاز کرنے کے لئے اور اظہار غفلت کے لئے یا مسجد قبا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب دوسری مسجدوں سے احتراز مقصود ہے۔ محب بصری نے امام نووی کا اپنے قول سے رجوع نقل کیا ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے اعمال کے کئی گنے کی بات صرف ثواب سے متعلق ہے۔ یعنی مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز کے ثواب سے زیادہ ہے۔ فوت شدہ اعمال سے کافی ہونے میں یہ ثواب کی کثرت کچھ مفید نہ ہوگی۔ شافعیہ کہ ایک شخص کے ذمے دو نمازی ہیں اور اس نے مسجد مدینہ میں ایک نماز پڑھی تو اس شخص کی یہ نماز دو

نمازوں سے کفایت نہ کرے گی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

امام احمد اور طبرانی نے ترمذیوں کے ذریعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں، طبرانی نے اتنا اضافہ کیا ہے۔" اس طرح کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوگی، تو اس کے لئے جہنم سے نجات اور عذاب سے نجات اور نفاق سے نجات لکھ دی گئی۔ شیخ رحمہ اللہ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

استبہار | ان مساجد میں ہزار گنا یا چند ہزار گنا ثواب صرف فرض عبادت میں ملتا ہے یا فرض و نفل دونوں میں اس میں اختلاف ہے اصحاب مالک نے نفل کے عموم کو دیکھتے ہوئے تصریح کی ہے کہ فرض و نفل دونوں میں ملتا ہے۔ حمادی نے لکھا ہے کہ صرف فرض میں۔ لیکن یہ اطلاق حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ نووی نے مراعت کی ہے۔ "فتح القدیر" میں مرقوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مشہور حدیث مروی ہے۔ "انسان کی سب سے بہتر نماز اس کے گھر میں ہے فرض کے علاوہ"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں نفل پڑھنا مثلاً تہجد اور فجر کی سنت وغیرہ منقول نہیں بلکہ اپنے گھر میں پڑھنا روایتوں میں ملتا ہے (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مساجد میں فرض اعمال کا کسی گونہ ثواب ہوگا نفل کا نہیں)۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اعمال میں کثرت ثواب صرف مردوں کے لئے ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت نے مسجد میں حاضر ہونے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی آپ سے اجازت مانگی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ تاہم جو دیگر اس وقت عزتوں کا نکلا مباح تھا جس سے غنا ہرے کو عزتوں کے لئے ان کی نماز گھروں ہی میں افضل ہے۔ (نظام الحکمت)

علامہ نے فرمایا ہے اگر کسی شخص نے ان مساجد میں سے کسی میں نماز پڑھنے کی نذر مانی

تو اسے ایسا نذر واجب ہے۔ اور اس کے لئے اس میں نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنا اسے کافی نہ ہوگا۔ (رسائل الارکان)

"کشف الغطا" میں ہے اگر اس شخص نے مسجد مدینہ میں ادائیگی کی نذر مانی تو نذر کی تعمیل کے لئے مسجد مدینہ اور مسجد حرام متین ہوگی اور اگر اس نے مسجد اقصیٰ میں ادائیگی کی نذر مانی تو ایسا نذر کے لئے مسجد مدینہ، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ متین ہوگی اگر وہ ان مسجدوں کے علاوہ متین کرے تو متین نہ ہوگی۔

"منک متوسط" میں ہے۔ اگر اس نے کسی جگہ نماز پڑھنے کی نذر مانی اور اس سے کم درجہ کی جگہ نماز پڑھی تو اسے یہ کافی ہے۔ علی قاری نے "منک متوسط" کی شرح میں لکھا ہے اگر اس نے مسجد حرام میں دو رکعت پڑھنے کی نذر مانی تو اس نماز کا اس جگہ کے علاوہ کہیں اور ادا کرنا امام زفر کے نزدیک جائز نہ ہوگا۔

ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ہے۔

اور اگر اس نے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دو رکعت ادا کرنے کی نذر مانی تو ان دونوں کی ادائیگی صرف مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد حرام میں جائز ہوگی ان کے علاوہ مسجدوں میں روا نہ ہوگی۔

اور اگر اس نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو اس کی ادا ان تینوں مسجدوں میں جائز ہوگی ان کے علاوہ مسجدوں میں روا نہ ہوگی۔

اور اگر اس نے جامع مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو مسجد محد میں اس کی ادا جائز نہ ہوگی۔ اگر اس نے مسجد محد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو اس کی ادا اس کے گھر میں جائز نہ ہوگی اور اگر اس نے کسی گھر میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تو سب میں اس کی ادا جائز ہے۔ (المصنف) ان مسائل میں ہمارے اصحاب امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن نے یہ بھی کہا ہے کہ امام ابو یوسف امام زفر کے ساتھ ہیں۔ ان مساجد میں اعتکاف کی نذر

ماننے کا بھی یہی حکم ہے۔

”رد المحتار“ میں ہے جس کسی نے مسجد حرام میں دو رکعت پڑھنے کی نذر مافی اور یہ نماز اس نے اس سے کم رتبے یا بلا کسی فضیلت کی مسجد میں ادا کی تو اسے کافی ہے۔
اہم زفر البتہ اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔

اس لئے کہ شریعت کا مشہور ضابطہ ہے کہ نفل عبارت کا التزام نفل کو واجب کر دیتا ہے اور بندہ کا عبارت کو کسی جگہ سے خاص کرنے کا اعتبار شریعت سے ثابت نہیں۔
بلکہ عبارت کے لئے جگہوں کی تخصیص صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔
یہ تحریر اس مرحلہ تک پہنچ چکی ہم اپنی گفتگو ختم کرتے ہیں۔ بدحرام کو مکرم کی پاک سرزمین پر رحمن کے مقدس گھر کے سامنے یہ آخری کلمات ماہِ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ میں کھے گئے۔

علیٰ رسول المشرّیین والمغتربین والیہ وصحبہ صلوٰۃ

خالتہ احوالین ما دام وجود المسلمین ۵

اللہم یا حنان یا منان اغفر لنا ولوالدینا وللمسلمین

ولا ماتہم تداویٰ جمیع المسلمین والمسلمات ببرحمتک

یا ارحم الراحمین ۵

○

تمت

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

تَحْمِلُ الْمُسْلِمِينَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتَمُ الْمُرْسَلِينَ

ابوالبیضان الحافظ محمد مظہر الدین رحمہ اللہ

صُفْہ پبلی کیشنز

عیل سنٹر 109- چیمبرجی روڈ۔ اُردو بازار۔ لاہور فون: 7324210